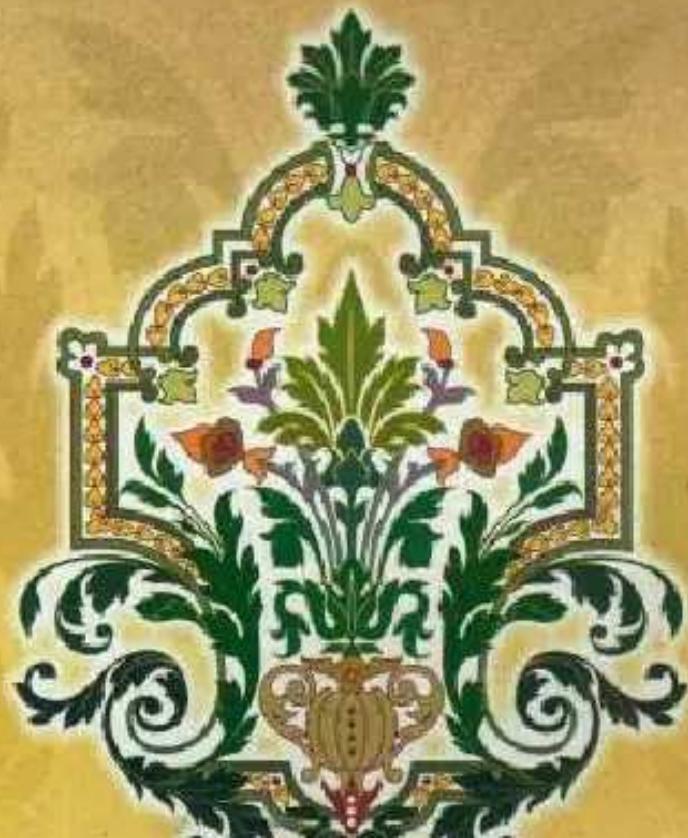


ہمدرد کے اعترافات



جن آگیا اور باطل مت گی، بے شک باطل (نے) منہاں تھا
مسلمانوں میں قند پھیلانے والے ایک سے فرقے کی بنیاد
کے متعلق بر طاب نوی جا سوں

ہمفرے کے اعتراضات

عبدالواہب نجدی کون تھا ۹۹۴
عبدالواہب نجدی کو کس نے عالم اسلام میں قند پھیلانے پر آمادہ کیا ۹۹۹
ایک ایسا واقعہ جو انگریزوں کی ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے !!!
ایک ایسی تحریر ہے جو ملانا ناصر ہے !!!
ایک ایسا اعتراض جو حقائق سے پرداختا ہے !!!
ایک ایسی سازش جس سے ہر مسلمان کا باختر ہوتا ضروری ہے !!!

ناشر.....

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	ہمدرے کے اعترافات
تاج	ساجزادہ محمد عرقان آنگیروی
صلوات	112
کپڑا گل	ام نعمان المبر
ناشر	
قیمت	70/-

تمہید

عجم ہنوز نہ اندر موزد ہیں ورنہ

حکم خداوندی کی تحلیل سے انکار پر..... اسے اعut کا طوف پہنچایا گیا اور پستیوں
میں دھکیل دیا گیا..... پہلیں تھا جو بھی مضمون تھا اسکرہ با..... لیکن اب بخوبی و مردود ہے
اس کا دعویٰ تھا کہ آدم اس سے بھرپور ہیں۔ لیکن ایک قطبیم کرے..... اس تھرمانی پر
مردود ہا رجہا و تھرہ اتو تھیں کھانے گا..... ”بین ضرور اولاد آدم کو گمراہ کروں گا“..... خالق
کا نکات لے اولاد آدم کو آگو کو گمراہ کرے کہ اسے دوست بنائے گا..... وہ بھرپور ہوئی آگ کا
ایندھن بنے گا۔۔۔ چنانچہ ایں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی خود ساختہ توحید کے
ساتھ کر رہے ہو گی..... کبھی مزدود کی صورت میں صفت آراء ہوا تو کبھی فرعون کی مخل میں
مفرک آراء رہا۔۔۔ ولادت خاتم الانبیاء ﷺ کے موقع پر چلا چلا کروایا۔۔۔ پھر الاحوال کا
ہم نواد بن گیا اور ضرورت پڑنے پر ”شیخ نجدی“ بن کر بھی اکرم ﷺ کے خلاف مصوبہ
سازی میں شریک ہوا۔۔۔ مدینہ طیبہ میں عبداللہ ابن ابی کی حوصلہ افوالی کے علاوہ منافقین کا
ساتھ دیتا رہا۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پہنچا ذریث۔۔۔ کوئکہ آپ تو حید
جریل کے مقابلے میں تو حید ایں کا پر چار کرنے والے منافقین کو فتنی اندر کرنے میں
ایک بھروسی ضائع نہ کرتے۔۔۔ آخر کار جب اس لمحیں کو موقع مانا تو یہ بن گیا۔۔۔ اور کہا جا
کے میدان میں گستاخ نبوت پر ”انہیں نہ“ کہتا ہوا نوٹ پڑا۔۔۔ لیکن ہمارے ہمیں علیہ
السلام۔۔۔ جو مصنفوں کی تھیں کی کوئی میلت نہ ہے۔۔۔ جو سردار نبوت ﷺ کے شاگردوں پر
سوار ہے۔۔۔ اور سرتاج رسالت ﷺ کی پشت مبارک پر تشریف فرمائے۔۔۔ شریعت
مصنفوں کی خلافت کے لیے نہ رذما رہتے۔۔۔ اور بیویت کو خاک میں ملا دیا۔۔۔ دنیا
والوں نے ”الحسین منی“ کے لکھا رے دیکھتے تھے۔۔۔ لیکن اب ”انامن الحسن“

کے نمازی دکھائی دیئے تو سامان فطرت حیرت کی دنیا میں گمراہ ہو گیا۔ وقت گزر تارہا۔ مسلمان اس و مکون کے ساتھ اپنے نبی کی تعلیمات پر عمل

کرتے رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی محبت میں سرشار اہل ایمان حاکم و عاپ رہے۔ عروج کے پسلے ایشیس کو بھلاکی گوارا تھے؟۔ میدان گربا میں ٹھیک کھایا ہوا شیطان بیزید بیت کے ذریں بجھ پکا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ پھر ایشیس نے پیتر اپدلا اور مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے کے لیے سراخا نہ کی۔ اہل فوج و اشیش بھی ہوشیار ہو گئے۔ معروف برلنی جاوسی بھارت نے "اور فریگ و ایشیس کی قیادت میں بندج سے اٹھنے والے ایک گرو نے حرمین شریفین پر بجھ کیا تو انسوں نے صدائے احتیاج بلند کی۔ لیکن ایشیس کا مشن چاری رہا۔ وقت آن ہماچالا تھا کہ حکم تقطیم کی ہازری اپنے سر اٹھنے کا مرحلہ ظاہر کیا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے بندجی دوستوں کے ذریعے تقطیم کے ہر اس نشان کو مخانے کی بھرپور کوشش کی۔ جس کی عملت مسلمانوں کے ایمان کی بیاد ہے۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور صاحبوں کے آثار و مقابیر کو ڈھونڈنے و ڈھونڈ کر ختم کیا گیا۔ اپنے آبا اور اجداد کے قبور کو بدھت کا درد اور اسے کرچھوڑنے والوں نے میکران تو حیدر پور جوز العلامات چسپاں کیے۔ اور اس ایشیس سہارے کے فریبیے اپنا دائرہ کار بھیلا تے چلے گئے۔ صوفیہ میں ایشیس تو حیدر کے جراشم پیچے تو اہل نظر اضطراب میں چلتا ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوم کو ہر گلکن طریقے سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اقبال نے ایشیس کے شن کو ان الفاظ میں بیان کیا۔ ۹

وہ فاذ کش کہ موت سے امدا نہیں ذرا روح محمد ﷺ اس کے ہن سے نکل ۱۰
تلر عرب کو دے کر فریگ تھیات
اسلام کو چار دن بنن سے نکل ۱۱

مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیا گی تو ایشیس کے مانے اسے بیان بھی سرگرم مل رہے۔ ورنہ اقبال کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی:
 گھم ہنوز نہ اند رو جوز دیں ورنہ
 ر دیوبند حسین احمد ایں چہ بولجھی است
 سرود برسر بُنبر کہ ملت از وطن است
 چہ بے خر ز مقام محمد ﷺ مربی است
 بھصٹھی پرساں خولیش را کہ دیں ہمہ اوست
 اگر پ اوزیسیدی تمام بلوہی است
 (یعنی بھی لوگ دین کی رعنیں ابھی تک نہیں بھج پائے ورنہ حسین احمد
 (دیوبندی) سے یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ بھرپورہ کہتا ہے: "تو میں اوطان سے بھتی
 زیں۔" محمد عربی ﷺ کے مقام سے کتنا بے خبر ہے؟ اپنے آپ کو بھصٹھی کر بھیٹھی کاک پہنچا
 دے کر دین اسی چیز کا نام ہے اور اگر ان تک نہیں پہنچا تو تمام کی تمام بلوہی ہے۔) ۱۲
 اس حق غالب رہے اور ایشیس کے حاوی ناکام ہو گئے۔ لیکن تو حیدر جہریل پر
 ایشیس تو حیدر کا حملہ سطل چاری ہے۔ آئیے اہم کسی کی طرف نہیں دیکھتے۔ لیکن انعام
 والوں کی راہ ضرور مانگتے ہیں۔۔۔ قہداں ان کی گیر دی اختیار بیجھے جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ
 مل شان کا انعام ہوا ہے۔ جو داتاں جنچ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔ جو شش عہد القادر
 عوہی میمین الدین پشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہیں۔۔۔ جو شش عہد القادر
 جیسا لی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔ جو قیقدہ عالم حضرت خواجہ نور محمد بہاری رحمۃ
 اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔ جو فیاض عالم حضرت خواجہ غلام رسول تو گیر دی رحمۃ اللہ علیہ
 کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔ جو میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معروف ہیں اور جو
 حضرت کرمان والے رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں چیز انعام، والے عطا، یہی اور بہادران کی نسلت انتی رکنے کا حرم گی دیا۔ لہذا حرم مانتے والے تعظیم کرنے والے اور املاحت کرنے والے بڑے خوش قسم ہیں کہ انعام والے بن رہے ہیں۔ انہی انعام والوں میں میرے محترم پیر طریقت حاجی العاصم اللہ طیب برکاتی دامت برکاتہم العالیہ (علیہ السلام) حضرت کرمائیں والے شامل ہیں۔ جن کا شمار مرشد اقصص شیخ الشاشی ہابا جی سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم اللہ طیب برکاتہم اللہ طیب کے فتحیں انعام پا فرمان میں ہوتا ہے۔ سلسلہ تبلیغ و تربیت میں آپ کا کردار ناقابلِ ذرا موٹ ہے۔

والسلام الی یوم القیام

ملک شاہ اللہ اکو ان

ایڈیٹر "محلہ حضرت کرم والہ"

۱۳۲۶ھ

سو صوار ۴۱، فروری ۲۰۰۵ء

حوالہ جات

(۱) سورہ الاعران: ۸۱

سورہ الحجج: ۲۷

(۲) روضۃ الانف، اذ علام ابو القاسم شبلی، جداول، صفحہ ۱۸۱

(۳) کاریثت ہجر علی ازمونا نا عمر علی بوجہ مس ۳۶، تاریخ تجد و تجز مس ۲۲

(۴) ضرب کلم، حکیم الامم، داکٹر علامہ محمد اقبال، مس ۱۰۸

(۵) ضرب کلم، حکیم الامم، داکٹر علامہ محمد اقبال، مس ۱۲۶

(۶) سورہ الہلیہ: ۲۵

(۷) سورہ قوہ: ۱۹

ہمپرے نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ

مدتوں حکومت برطانیہ اپنی عظیم نوآبادیوں کے ہارے میں فرمدہ رہی اور اس کی سلطنت کی حدود نے اتنی دست انتیاری کی کاپ و پال سوچ بھی خوب نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بندوستان، یمن، اور مشرق و مغرب کے ممالک اور مگر پہنچنے والوں آبادیوں کے ہوتے ہوئے بھی جزویہ برطانیہ بہت چھوٹا وکھانی رہتا تھا۔ حکومت برطانیہ کی سامراجی پالیسی بھی ہر ملک میں یکساں نوعیت کی نہیں ہے۔ بعض ممالک میں عدوں حکومت ظاہر ایساں کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن درپر و پور سامراجی نظام کا رفرما ہے اور اب ہم میں کوئی کسر باقی نہیں ہے کہ وہ ممالک اپنی ظاہری آزادی کو کو برطانیہ کی گود میں چلے آئیں۔ اب ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے نوآبادیاتی نظام پر نظر ٹالی کریں اور خاص طور سے دہائوں پر لای گئی تقدیریں۔

(۱) اسکا تمدید انتیاری کریں جو سلطنت کی نوآبادیوں میں اس کے عوام دل اور قیضے کو سمجھ کر کریں۔

(۲) اپنے پروگرام مرتب کریں جن سے ان علاقوں پر ہمارا اثر درجنون خقام ہو جو ابھی ہری نوآبادیاتی نظام کو دکھانے کی نہیں ہوئے ہیں۔

انگلستان کی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے مذکورہ پروگراموں کو روپیں لانے کے لیے اس بات کی ضرورت حسوس کی کہ وہ نوآبادیاتی یا نوآبادیاتی علاقوں میں جاسوں اور حصول اطلاعات کے لیے دخواڑا کرے۔ میں نے نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت میں ملازمت کے شروع اسی سے ہیں کارکروگی کا مظاہرہ کیا۔ جاس ٹھوڑ پر ایسٹ انگلی کمپنی کے امور کی جانچ پر تال کے سلسلے میں اچھی کارکروگی نے مجھے وزارت خزانہ میں ایک اچھے عہدے پر فائز کیا۔ یہ کمپنی بظاہر تجارتی نوعیت کی تھی مگر وہ حقیقت جاسوں کا ادا تھا اور اس کے قیام کا مقصد بندوستان میں ان صورتوں یا ان راستوں کی تلاش تھی جن کے ذریعے اس سرزی میں پرصل طور پر برطانیہ کا اثر و نفوذ قائم ہو سکے اور مشرق و مغرب

پر اس کی گرفت مضمون کی جائے گے۔

ان دنوں انگلستان کی حکومت بندوستان سے روپی مظہن اور پہ قرقی کیونکہ توی تبلی اور نافٹی اختلافات مشرق و سطح کے رہنے والوں کو اس ہاتھ کی فرماتی کیا ہے۔ رہنے والے تھے کہ وہ انگلستان کے جائزہ اور سورج کے خلاف کوئی شورش برپا کر سکیں۔ میں حال ہمکن کی سرزین کا بھی تھا۔ بدھ اور نیوٹون چیزے مردہ ہاں بکے پر وکاروں کی طرف سے بھی انگریزوں کو کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا اور بندوچین میں گزشت سے پاہی اختلافات کے پیش نظر یہاں بعد از قیاس تھی کہ وہاں کے رہنے والوں کو اپنی آزادی اور استقلال کی فکر ہو۔ میں وہ ایک موضوع تھا جو کبھی ان کے لیے قابل توجہ نہیں رہا۔ ہم یہ سوچا بھی غیر و اشمندی ہے کہ آندہ کے پیش نظر اتفاقیات میں ان آسموں کو اپنی طرف متحجب نہیں کر سکے۔ میں یہ ہاتھ سامنے آئی کہ اپنے اختیار کی جائیں، جن سے ان قوموں میں بیداری کی صلاحیت محفوظ ہو جائے۔ یہ اپنے طویل المیاد پر گراموں کی صورت میں ان سرزینوں پر چاری ہوئے جو تمام کے تمام افڑاں، جہالت، پہاری اور غربت کی بنیاد پر استوار تھے۔ ہم سے ان علاقوں کے لوگوں پر ان مصیبتوں اور بدھنیوں کو اور درکتے ہوئے پہدمت کی اس ضرب اٹھل کا پایا جس میں کہا گیا ہے۔

"بیمار کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور یہ کاہ من ہاتھ سے نہ جانے دو
بالآخر وہ دو اپریکر رواہت کے باوجود پسند کرنے لگے گا۔"

ہم نے باوجود اس کے کہ اپنے وہرے یہاں مخفی سلطنت ہٹافی سے کی قراردادوں پر اپنے فائدہ میں دھنلا کر واپسیے تھے۔ ہم نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے ہاتھیں کا کہنا تھا کہ ایک صدی کے اندر ہی اس سلطنت کا پلہ بیٹھ سکتا ہے۔ ہم نے اسی طرح اپنے کے زیر اشریف گرم عمل رہتے اور باوجود وہاں کے تھام کو باز گردشوت متناہی عام کر دی، پارٹیوں کے لیے پیش وغیرت کے سامان فراہم کیے اور اس طرح ان حکومتوں کی بیانوں

کو کس حد تک پہلے سے زیادہ مزروعی کیا ہے، ہم علیٰ اور اپنی سلطنتوں کی گزوری کو سامنے رکھتے ہوئے بھی ویل میں بیان کی جانے والی شخص و جوہات کی بنا پر ہم اپنے حق میں کہہ زیادہ مظہن ہیں تھے اور وہ اہم ترین وجوہات یہ تھیں۔

(۱) لوگوں میں اسلام کی حقیقی روح کا اثر و نفع جس نے انہیں بجا رہے ہاں اور پر عزم ہنادیا تھا اور یہ کہنا ہے جانہ ہو گا کہ ایک عام مسلمان، مذکون بیانوں پر ایک پاری کا ہم پلے تھا۔ یہ لوگ کسی سورت میں بھی اپنے مدھب سے دستبردار نہیں ہوتے تھے۔ مسلمانوں میں شیعہ مدھب کے پیروکار جن کا قتل ایران کی سر زمین سے ہے، عقیدے اور ایمان کے اقتدار سے زیادہ مُلکم اور زیادہ خطرناک واقع ہوتے ہیں۔

شیعہ حضرات یہ مسلمانوں کو بخوبی اور کافر مطلق سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ایک یہ مسائلی ایسی شخصیں علاقت کی دیہیت رکھتے ہے جسے اپنے درمیان سے ہٹانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک شیعہ سے پوچھا:

"تم لوگ نصاریٰ کو خداوت کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہو جانا لگتا ہے؟"
لوگ خدا رسول اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں؟"

اس نے جواب دیا: "حضرت گفت^{لهم} میں صاحب علم اور صاحب حکمت ہمیشہ تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس العاد سے کافروں پر دباؤ کو الیں کرو وہ ایں اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔"

یا کسی میدان میں بھی دب اکھی حکومتوں کو کس فردیاً گروہ سے کھلا کہتا ہے تو وہ اپنی حریف پر جھنگیاں کرتی ہیں اور اسے راستے سے بخے پر مجبور کرتی ہیں تاکہ بالآخر وہ اپنی حاصلتوں سے بازاً چائے اور اپنا سر جھیم خرم کروے۔ یہ مسلمانوں کے بخیں اور ناپاک ہوتے سے مراد ان کی ظاہری ناپاکی نہیں بلکہ باطنی ناپاک ہے اور یہ بات صرف یہ مسلمانوں ہی ایک

حمد و لیکن ہے بلکہ اس میں زر و ششی بھی شامل ہیں جو قوی اقتدار سے ایجاد ہیں، اصلہ انہیں میں "ناپاک" کہتا ہے۔

میں نے کہا "اچھا اگر یہ مسائل اخذ دار مول اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس نے جواب دیا:

"ہمارے پاس انہیں کافراو بخس گردانے کے لیے ولیسیں ہیں ملکی ولیں تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ (لَعُونَهَا اللَّهُ) محدثین محو نہیں۔ ہم گی ان کے جواب کہتے ہیں کہ تم لوگ ناپاک اور بخس ہو اور یہ تعلق عدل کی بندی پر ہے" کیونکہ "دو تھوین دکھ پہنچائے تم بھی اسے تکلیف دو"۔

"درست یہ کہ جیساں انبیاء و مرسیین پر جھوٹی تھیں ہاندستے ہیں جو خدا ایک جزا کیا، اور ان کی بے حرمتی بے مثلاً وہ کہتے ہیں"۔

"حضرت جسی طبی اسلام (لَعُونَهَا اللَّهُ) شراب پیتے تھے اس پر بیعت الحنفی میں گرفتار ہوئے اور اپنیں سولی دی کی"۔

مجھس ہات پر بڑا تاؤ آیا اور میں نے کہا:

"پسافی ہر گز ایسا بخس کہتے"

اس نے کہا

"تم نہیں جانتے" کتاب مقدس "میں یہ تمام تھیں دارد ہیں"۔

اس کے بعد اس نے کچھ نہیں کہا اور مجھے یقین تھا کہ وہ جھوٹ بال رہا ہے۔ اگر چہ نہ ساختا گز بغض افراد نے تغیری اسلام پر جھوٹ کی نسبت کی ہے میکن میں اس سے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میرا بھائیوں پر جھوٹ جائے اور لوگ میری اصلاحیت سے والقف نہ ہو جائیں۔

(۲) ذہب اسلام تاریخی میں مذکور ہیں پہلو پر ایک حریت پسند ڈھب ہے اور اسلام کے پچھے ہوا کامی اسی کے ساتھ نامی قبول نہیں کرتے۔ ان کے پورے وجوہ میں

گزشتہ عظیمتوں کا غور کیا ہوا ہے بیہاں تک کہ کاپنے اس ناقوتانی اور پر فتو و در میں بھی وہ اس سے دشہدار ہوئے پر تیار نہیں ہیں۔ ہم اس بات پر قادر نہیں ہیں کہ ہمارے اسلام کی میں مانی تفسیر پیش کرنے کے انہیں یہ بتائیں کہ ہماری گزشتہ عظیمتوں میں کامیابی ان حالات پر مقصودی ہو اس زمانے کا تقاضا تھا اگر اب زمانہ بدل چکا ہے اور متنے تھا نہیں نے ان کی وجہ لے بے اور اب گزشتہ دور میں وابسی ناممکن ہے۔

(۳) ہم ایرانی اور عثمانی حکومتوں کی دو رانہ شیشیں اور شیاریوں اور کاروانیوں سے محفوظ نہیں تھے اور ہر آن یہ کھا کر بتا تھا کہ کہیں وہ ہماری سما مردی پا لیں سے باخبر ہو کر ہمارے کے ہمراہ پر پانی نہ پہنچ رہیں۔ یہ دونوں حکومتیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا چکا ہے بہت کمزور ہو چکی تھیں اور ان کا اثر درست صرف اپنی سرزین کی حد تک محدود تھا۔ وہ صرف اپنے اس علاقے میں ہمارے خلاف الحکم اور پر پیچ کر سکتے تھے تاہم ان کی بدگانی ہماری آئندہ کامیابیوں کے لیے عدمطمینان کا سبب تھی۔

(۴) سلطان علیہ بھی ہماری تشویش کا باعث تھے۔ جامد العازیز کے مخفی اور ایران و عراق کے شیعہ مرادیت ہمارے سما مردی مقاصد کی راہ میں ایک عظیم رکاوٹ تھے۔ پھر جدید علم و تمدن اور نئے حالات سے بکر بے خبر تھے اور ان کی تباہی توہین اس جست کے پیش گئیں کہ کامد العازیز قرآن نے انہیں دے رکھا تھا۔ یہ لوگ اس قدر مستحب تھے کہ اپنے موافق سے ایک ایسی وجہ پہنچنے کو تیار نہیں تھے۔ پادشاہ اور اسراء سیست قائم افراد ان کے آگے چھوٹے تھے۔ الیت حضرات شیعوں کی لبست اپنے علماء سے اس قدر غرور و نہیں تھی اور ہم دیکھتے ہیں کہ مثالی سلطنت میں بارشادہ اور شیعہ اسلام کے درمیان بہت خوشنود تعلقات برقرار رہے تھے اور علماء کا احترام کرتے تھے۔ نہ ہیں علماء سے ان کا کام ایک حقیقی کام تھا لیکن حکام پا سلطین کو وہ کچھ تپاردا نہیں دیتے تھے۔ بہر حال سلاطین اور علماء کی قدر رفتہ سے متعلق شیعہ اور سنی نظریات کا یہ فرق تھا ایسا یاد ریاتی علاقوں کی وزارت اور اگر بھری حکومت کی شوریٰ میں کی کامیابی نہیں تھا۔

۱۲۴

ہم نے کی بار ان ممالک کے ساتھ آپس کی پیچیدہ دشواریوں کو دور کرنے کے سلسلے میں انگلیوں کی بیٹھ جانے بدگانی کی صورت اختیار کی اور ہم نے اپنا راستہ بند پایا۔ تھارے جاؤ سون اور بیاسی کا رکنوں کی درخواستیں بھی سابقہ نہاد کات کی طرح بری طرح ناکام ہیں لیکن پھر بھی ہم نے امید نہیں ہوئے کیونکہ ہم ایک مشبوط اور برکلیب قلب کے مالک ہیں۔

مجھے یہ اپنے کے ایک دلخواہ بادیائی علاقوں کے وزیر نے اللدن کے ایک مشہور پاری اور ۲۵ دیگر نہیں سرہ بادیوں کے ساتھ ایک اجلاس مستحق کیا ہوا پرے تھیں گھٹے تک چاری رہا اور جب بیہاں بھی کوئی خاطر خواہ نہیں ہوا تو پاری نے حاضرین سے خاطب ہو کر کہا:

”آپ لوگ اپنی بھتی پوتے تو کیں، جبڑا و موصد سے کام لیں، بھی سایت تھیں سو سال کی زحمتوں اور در بدری کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے ہر دکاروں کی شہادت کے بعد عالمگیر ہوتی تھیں بے آنہہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نظر عنایت ہم پر ہو اور ہم تھیں سو سال بعد کافروں کو کانٹے میں کامیاب ہوں۔ لیکن ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو جملہ ایمان اور پائیدار صبر سے مزین کریں اور ان تمام وسائل کو ہر دوسرے کار لائیں جو مسلمان خلدوں میں بھی سایت کی تزویج کا سبب ہوں۔ اور اس میں ہمیں حد ہوں کا عمر بھی گزر جائے تو تمہرا نے لی کوئی بات نہیں آتا اجدا را پی اولاد کے لیے بیچ جو تھے ہیں۔“

ایک رفع پر نہ آبادیائی علاقوں کی وزارت میں روس بفرانس اور برطانیہ کے اعلیٰ نمائندوں پر میں کا نفر نہاد ہوا۔ کا نفر نہیں کے شرکاء میں بیاسی دوہوں لمبھی بھتھتیں اور دیگر مشہور رہنمای شامل تھیں۔ حسن اخلاق سے میں بھی وزیر سے ترقی تعلقات کی ہا پر اس کا نفر نہیں میں شریک تھا۔ موضوع انگلیوں اسلامی ممالک میں سامراجی نظام کی تزویج اور اس میں پہنچ آنے والی دشواریاں تھیں۔

شہر کا، کاغذ و کفر اس بات میں تھا کہ ہم کس طرح مسمی علاقوں کو دور کرہم کر سکتے ہیں اور ان کے درمیان مذاق کا تباہ ہو سکتے ہیں۔ انگلیوں کے ایمان کے خلاف کے سلطنت میں تھی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو اسی طرح راہ راست پر لا بایا جائے گا جس طرح اجتنب کی مدد ہوں کے بعد عیسائیوں کی آنحضرت میں چلا آئی تھا کیا یہ وہی ملک ہے جس قائم تھی مسلمانوں نے فتح کیا تھا؟ کا نفر نہیں کے نایاب زیادہ اخراج تھیں تھے۔ میں نے اس کا نفر نہیں میں پہنچ آنے والے تمام واقعات کو اپنی کتاب ”ظہیر مسیح“ کی سمت ایک پروپرائز میں بیان کر دیا ہے۔

عینہ امریک سے مغرب تک پھیلا دیا رکھتے اے ظہیر اور تاوور رفت کی جزوں کو کا عناصر آسان کام نہیں۔ پھر بھی یہیں ہر قیمت پر ان دشواریوں کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ یہیں کی مذہب اُنی وقت کا سیاہ ہو سکتا ہے جب ماری دیبا اس کے بقدر میں آجائے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے چیزیروں کو اس جگہ تھیری کی بیانات دی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی کامیابی ان انجمنی اور تاریخی حالات سے وابستہ تھی جو اس دو رکھا تھا تھا۔ ایران و روم سے وابستہ مشرق و مغرب کی سلطنتوں کا انحراف درستہ بہت سرسری میں حضرت محمد ﷺ کی کامیابی کا سبب ہوا۔ مسلمانوں نے ان ظہیر سلطنتوں کو زیر کیا، مگر اس طلاقاً، اکل لخت ہو چکے ہیں اور اسلامی ممالک بڑی تیزی سے روپ زوال میں اور اس کے مقابیتے میں یہاں روز بروز ترقی کی راہ پر گاہزن ہیں۔ اب وہ قوت آگیا ہے کہ جیسا میں مسلمانوں سے اپنابد چکا گیں اور اپنی تھوڑی ہوئی علیمت دو بارہ، حاصل کریں۔ اس وقت سب سے ہی بیان حکومت ظہیر برتائی کے تھے میں ہے جو دیچ کے طول و عرض میں اپنا سکر جائے ہوئے ہے اور اب چاہتا ہے کہ اسلامی مملکتوں سے شہر آزادی کا پرچم بھی اسی کے باوجود ہو۔

و اخواں میں الگستان کی نوا آبادیائی علاقوں کی وزارت نے مجھے مصر، عراق، ایران، چاہر اور ان کے مرکز انبیوں (آن کا انبیوں اس وقت کا تخطیفی نام) کی چاہوں پر

وہ رکا۔ نئے ان علاقوں میں وہ راجیں تلاش کر لیجیں جن سے مسلمانوں کو درہم برہم کر کے مسلم علاوک میں سامراجی نظام رانگی کیا جائے گے۔ میرے ساتھ لو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے لو اور رہنماین اور جاسوسی اسلامی علاوک میں اس کام پر مأمور تھے اور بڑی تحریک سے اگر پر سامراجی نظام کے تسلط اور نو آبادیاتی علاقوں میں اپنے اثر انفوڈ کے نتائج کے لیے سرگرم مکمل تھی۔ ان دو روافر مقدار میں سرمایہ فراہم کیا گیا تھا۔ یہ وکلہ مرتب شدہ نئی نئی اور بالکل نئی اور تازہ اطلاعات سے بہرہ مدد تھے۔ ان کو اسراء و زوارہ، حکومت سے ایسی علاقوں کے معادن و زریعے میں روان کرنے کے نامہ میں کملہ بھرست دی گئی تھی۔ لو آبادیاتی علاقوں کے معادن و زریعے نے ہمیں روان کرنے ہوئے خدا حافظی کے وقت جو بات کی وجہ آج بھی بھیچے اچھی طرح یاد ہے۔ اس نے کہا تھا:

"تجہاری کامیابی چمارے ملک کے مستقبل کی آینہ دار ہو گی لہذا اپنی تمام قوتوں کو بردے کر لاد دیکھ کامیابی تجہارے قدم ہوتے ۔"

میں غوشی خوشی بھری جہارے کے ذریعے انتہول کے لیے روان ہوا۔ میرے ذرے اب دو ہم کام تھے۔ پہلے ترکی زبان پر بہرہ حاصل کرنا جو ان دونوں دہائی کی تو قومی زبان تھی۔ میں نے لندن میں ترکی زبان کے پندرہ الفاظ لیکھ لیے تھے۔ اس کے بعد بھٹھے عربی زبان، قرآن، اس کی تفسیر اور پھر فارسی سیکھا تھی۔ یہاں یہ بات بھی شامل ذکر ہے کہ کسی زبان کو سیکھنا اور ادبی قواعد، لفظات اور مہارت کے اعتبار سے اس پر پوری درستی رکھنا دلخلف نہیں ہے۔ مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ میں ان زبانوں میں ایسی صادرات حاصل کروں کہ بھٹھیں اور دہائی کے دوسری میں زبان کے اعتبار سے کوئی فرق موجود نہ ہو۔ کسی زبان کا ایک سال میں ایکجا بات ہے میں اس پر بہرہ حاصل کرنے کے لیے ہر سوں کا وقت ادا کر رہتا ہے۔ میں اس بات پر کھو رکھا کہ ان تین میں کیڑی زبان کو اس طرح سیکھوں کہ اس کے قواعد و مذہب کو کوئی انتہا فرما لیں۔ داد دکلی میرے رُک، ایرانی بارہب مونے پر شک نہ کرے۔

ان تمام علاوکات کے باوجود میں اپنی کامیابی کے سلسلے میں ہر اسالنگیں تھیں کیوںکہ میں مسلمانوں کی طبیعت سے واقع تھا اور جانتا تھا کہ ان کی کشاور، قلمی، حسن، نلن اور سہمان و از طبیعت ہو اپنیں قرآن و سنت سے ورنہ میں فیضی اُنہیں چھسائیوں کی طرح بدشائی اور بدینی پر بخوبی جیسیں کرے گی اور پھر دوسری طرف سے خاتمی حکومت اتنی کمزور ہو پہنچی تھی کہ اس کے پاس انقلاب اور غیر ملکی چاسوں کی کارروائیاں معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اور ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں تھا جو حکومت کو ان مطلوب عنصر سے باخبر رکھ سکے۔ فرمادا اور اس کے مصائبین پر اے طور پر کمزور ہو پہنچے تھے۔

کسی سینئے کے تھکا، بینے والی سفر کے بعد آٹھ کارہم علاقی ارکانی میں پہنچے۔ جہاز سے اترنے سے پہلے میں نے اپنے لیے "محمد" کا نام بخوبی لیا اور جب میں شہری جائیں سبھ میں داخل ہو تو ہاں لوگوں کے اجتماعات، نظم و ضبط اور صفائی سترانی دیکھ کر خوش ہوا اور دل ہی دل میں کہا۔ آنحضرت مسیح پاک دل افراد کے آزار کے درپے ہیں؟ اور کیوں ان سے ان کی آسانیں چھینتے ہیں؟ کیا حضرت میں علیہ السلام نے اس قسم کے ناشائستہ امور کی تجویز دی تھی؟ میں فوراً ہمیں میں نے اس شیخانی و مصائب اور بالکل خیالات کو ذہن سے بھٹک کر استغفار کیا اور بھٹکھے خیال آیا کہ میں اور برطانیہ عظیمی کی نوآبادیتی وزارت کا مدز زمہوں اور بھٹکانی فرائض دیانتواری سے انجام دینے چاہیں اور منہ سے کاغز ہوئے ساغر کو آخوندی حکومت تک پلی جانا ہے۔

شمیں راحد کے فو را بدھی سیری ملاقات اہل تکمیل کی ایک بڑی ہی پیشوائے ہوئی۔ اس کا ہم احمد آنندی تھا وہ ایک برہت، صاحب فعل اور یک طبیعت عالم تھا۔ میں نے اپنے پادریوں میں اسی بزرگ، حقیقی نہیں دیکھی تھی۔ وہ دون رات عبادات میں مشغول رہتا تھا اور بزرگی اور برتری میں حضرت محمد ﷺ کی مانند تھا۔ وہ رسول نبی اکافیانیت کا مظہر کامل بھتنا تھا اور آپ کی سنت کا اپنی زندگی کا ملکی نظر بنائے ہوئے تھا۔ حضرت محمد ﷺ

کا ۵۰ آتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھٹڑی لگ باتی تھی۔ شیخ کے ساتھ ملاقات میں میرے ایک خوش بھی یہ بھی تھی کہ اس نے مجھ سے ایک دفعہ بھی میرے حسب اُب اور خاندان کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا اور مجھ نے مجھے گاؤں فدی کے نام سے پکارتہ تھا۔ جو کچھ بھی میں اس سے پوچھتا تھا، یہ سے وقار اور شرافت سے جواب دیا تھا اور مجھے بہت چاہتا تھا۔ خاص طور پر جب اسے معلوم ہوا کہ کہیں غریب الوطن ہوں اور اس علیحدی سلطنت کے لیے کارروبار ہوں جو غیرہ کی جائیں ہے تو مجھ پر اور بھی مہربان ہو گیا (یہ جھوٹ تھا جو میں نے اسٹنبول میں اپنے قیم کی لوچ بھر بیان کرتے ہوئے شیخ کے سامنے بولا تھا)۔

اس کے علاوہ میں نے شیخ سے یہ بھی کہا تھا کہ میں بن ماں باپ کا ایک نوجوان ہوں، میرے بہن بھائی نہیں ہیں۔ میں بالکل اکیلا ہوں لیکن میرے والدین نے ورش میں میرے لیے بہت کچھ چھوٹی اسٹنبول کے تعلق رشوار تھے اور بھی یہ دشواری بہت جو بھائی تھی۔ وہ بار بار مجھ سے کہتا تھا میں عربی بحارت اس طرح جسمیں نہیں سکھاوں گا جسمیں ہر مشکل فنا کوں مر جائے سکر ارکن ہو گا تاکہ اخلاق اتہباڑے ذہن نہیں ہو جائیں۔

شیخ نے مجھے حروف کو ایک درس سے ماننے کے طریقے سکھائے۔ مجھے قرآن کی تفسیر سیکھنے میں دوسال کا عرصہ لگا۔ درس شروع کرنے سے پہلے وہ خوب بھی دشوار کرتا تھا اور مجھے بھی دشوار کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر ہم قابلِ درشی بھیجتے تھے اور درس کا آغاز ہوتا تھا۔ یہ بہت بھی قابلِ اکر ہے کہ اسلام میں اعتناء کو ایک خاص ترتیب سے دشونے کا نام دشونے ہے۔ ابتداء میں من دشونے جاتا ہے۔ پھر پہلے سیدھے تھے تھوڑے کو اکلیوں اور بعد میں ائمۃ تھوڑے کمیں تک دشونا جاتا ہے۔ اس کے بعد سرگردان اور کانوں کے پچھے حصہ کا کیا جاتا ہے اور آخر میں پورا دشونے جاتے ہیں۔

(۱) تم ایک مسلمان ہو اور مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
(الْعَالَّةُ الْمُؤْمِنُونَ إِخْرَوْهُ)

(۲) تم ہمارے شریک مسلمان ہو اور تجھہ اسلام کا ارشاد ہے: (أَكْرَمُوا الصَّيْفَ)
مہمان کو محترم جاؤ۔

(۳) تم طالب علم ہو اور اسلام نے طالب علم کے احراام کا حکم دیا ہے تم حال روایت کرنا چاہئے جسے ہمارا اس پر (الْكَافِسُ خَبْثُ اللَّهِ) کا درج کرنے والا اللہ کے دوست ہے کی حدیث صادقی آتی ہے۔

اس پہلی ملاقات اسی میں شیخ نے اعلیٰ خصال کی بیانوں پر مجھے اپنا گردیدہ بیانیا تھا۔ میں نے اپنے والی میں کہاں کامیابیت بھی ان آنکھوں سے آئی ہوئی تیکن دوسری طرف میں یہ دیکھ رہا تھا کہ اسلامی تحریک اتنی بلند تھی اور بلند مقامی کے باوجود وہ زوال و الہ ہو رہی تھی اور اسلامی تحریک اس کی ہدایت، تکمیل، تحریک، بدھ اخواری اور پھر عالم دین کا تعصیب اور دنیا کے حالات سے اگلی بے خبری انہیں یہ وہ دکھاری تھی۔ میں نے شیخ سے کہا:
”اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ سے عربی زبان اور قرآن مجید
سیکھنے کا خواہش مند ہوں۔“

شیخ نے میری بہت اخراجی کی اور میری خواہش کا استقبال کیا اور سورہ حم کو پھر سے لیے پہلا حصہ قرار دیا اور بڑی اگر بھوٹی کے ساتھ آتی ہوں کی تفسیر و تہذیب پڑھیں کی۔ میرے لیے بہت سے عربی الفاظ کے تلفظ و شوار تھے اور بھی یہ دشواری بہت جو بھائی تھی۔ وہ بار بار مجھ سے کہتا تھا میں عربی بحارت اس طرح جسمیں نہیں سکھاوں گا جسمیں ہر مشکل فنا کوں مر جائے سکر ارکن ہو گا تاکہ اخلاق اتہباڑے ذہن نہیں ہو جائیں۔

شیخ نے مجھے حروف کو ایک درس سے ماننے کے طریقے سکھائے۔ مجھے قرآن کی تفسیر سیکھنے میں دوسال کا عرصہ لگا۔ درس شروع کرنے سے پہلے وہ خوب بھی دشوار کرتا تھا اور مجھے بھی دشوار کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر ہم قابلِ درشی بھیجتے تھے اور درس کا آغاز ہوتا تھا۔ یہ بہت بھی قابلِ اکر ہے کہ اسلام میں اعتناء کو ایک خاص ترتیب سے دشونے کا نام دشونے ہے۔ ابتداء میں من دشونے جاتا ہے۔ پھر پہلے سیدھے تھے تھوڑے کو اکلیوں اور بعد میں ائمۃ تھوڑے کمیں تک دشونا جاتا ہے۔ اس کے بعد سرگردان اور کانوں کے پچھے حصہ کا کیا جاتا ہے اور آخر میں پورا دشونے جاتے ہیں۔

وہ سوچتے وقت لگی کرنا اور راک میں پانی چھانا سمجھ بے۔ آداب و ضوابی پہلے ایک دشک لکڑی سے دانتوں کا مسوک ہو دیاں کی رسم تھی میرے لیے بہت ناگوار تھی

اور میں سمجھتا تھا کہ یہ خلک لکڑی و اخنوں اور سوزھوں کے لیے انجینئری تھصان دو ہے۔
بھی بھی یہ رے سوزھوں سے خون بھی جاری ہو جانا تھا اگر میں ایسا کرنے پر مجبور تھا
کہ نکو دھوپ سے پہلے مسواک کرتا سنت مل کرہے بیان کیا گیا تھا اور اس کے لیے بہت فواب اور
فضیلت بیان کی گئی تھی۔

میں اشتبول میں قیام کے دوران راتوں کو ایک مسجد میں سو رہتا تھا اور اس کے
عوض وہاں کے خادم کو جس کا نام مردان آندری تھا پکھر قلم دے دیا تھا۔ وہ ایک بد اخلاق،
ضد و فحش تھا اور اپنے آپ کو فوجہ بر اسلام کے ایک ساحابی کا نام سمجھتا تھا اور اس نام پر بڑا
فرز کر رہا تھا۔ ایک بار اس نے مجھ سے کہا:

"اگر کبھی خدا نے تمہیں صاحب اولاد کیا تو تم اپنی بیٹی کا نام مردان
رکھنا کیونکہ اس کا شمار اسلام کے فلیم مجاہدوں میں ہوتا ہے۔"

رات کا کھانا میں خالیم کے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور جمع کا تمام دن بوسانلوں کی مدد
اور پھٹی کا دن تھا خادم کے ساتھ گزارتا تھا۔ بخت کے باقی دن ایک بڑھی کی شاگردی میں
کام کرتا تھا اور وہاں سے مجھے ایک تھیری قلم جایا کرتی تھی۔ اس بڑھی کا نام خالد تھا۔
وہ بہر کو کھانے کے وقت وہ بیش فائخ "خالد بن ولید" کا تزر کر کر کرتا تھا اور اس کے
فھاٹل بیان کرتا تھا اور اسے اصحاب فوجہ بر میں گردانا تھا جن کے ہاتھوں مخالفین اسلام نے
ہر بست اخراجی۔ ہر چند حضرت عمر سے اس کے تعلقات پکھر زیادہ استوار تھے اور اسے یہ
کہکشاں کر اگر خلافت انہیں میں تو وہ اسے معزول کر دیں گے اور اسی ہوا۔

لیکن خالد بڑھی اپنے کردار کا حامل نہ تھا، ہم اپنی دیگر شاگروں سے کچھ زیادہ
ہی بھوپر میر بیان تھا جس کا سبب مجھے اب تک معلوم نہ ہوا کہ اس لیے کہ میں بغیر لیت و لعل
کے اس کے ہر کام کو جالانا تھا اور اس سے نہ بھی امور یا اپنے کام کے بارے میں کسی قسم کا
کوئی بحث و مباحثہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن بارہ دکان خالی ہونے پر میں نے محبوس کیا کہ وہ مجھے اچھی

۱۹۴

نہ درون سے بھیں دیکھ رہا ہے۔ شیخ احمد نے مجھ سے کہا تھا کہ بدھی اسلام میں بہت بڑا گناہ
ہے لیکن پھر بھی خالد اس فرض کے ارتکاب پر مصروف تھا۔

وہ دین دینہ سنت کا زیادہ پابندیوں تھا اور حقیقت سمجھ عقیدہ اور حجج ایمان کا آدمی
بھیں تھا۔ وہ صرف جمعر کے بعد نماز پڑھنے جایا کرتا تھا اور اتنی دلوں میں اس کا نماز پڑھنا
مجھ پر تھا۔ بہر حال میں نے اس بے برمانہ ترقیب کو دیکھا تھا کہ دونوں کے بعد
اس نے یہ فصل اپنی دکان کے ایک دوسرے کار بکر کے ساتھ انجام دیا جو ابھی تو سلم تھا اور
یہ دوست سے اسلام میں وارد ہوا تھا۔

میں روز اور بڑھی کی دکان میں وہ بہر کا کھانا کھا کر نماز کے لیے مسجد میں چلا جایا
کرتا تھا اور وہاں نماز عصر بکر رہتا تھا۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر شیخ احمد کے گھر جایا کرتا
تھا۔ اور وہاں دو گھنے قرآن خوانی میں صرف کرتا تھا۔ قرآن کے علاوہ عربی اور ترکی زبان
بھی سمجھتا تھا۔ اور روح جو کو بفتہ بھر کی دھاڑی زکوہ کے عنوان سے شیخ احمد کے جوابے کرتا تھا
اور یہ زکوہ در حقیقت شیخ سے میری ارادت اور گاؤ کا ایک مذرا نہ اور شیخ کے درس قرآن کا
ایک تھیری ساخت الذم تھا۔ قرآن کی تعلیم میں شیخ کا طرز درس نے نظر نویس تھا۔ اس کے
علاوہ وہ مجھے اسلامی احکام کی مباریات عربی اور ترکی زبان میں سمجھتا تھا۔

جب شیخ احمد کو معلوم ہوا کہ میں غیر شاری شدہ ہوں تو اس نے مجھے شادی کا مشورہ
دیا اور اپنی ایک بیٹی میرے لیے منتخب کی لیکن میں نے بڑے مود بانش نماز سے مدد رہتے
چاہی اور اپنے آپ کو شادی کے لیے ناقابل ظاہر کیا۔ میں یہ موقف اختیار کرنے پر مجبور تھا
کیونکہ شیخ احمد اپنی بات پر مصروف تھا اور تھارے تعلقات بگرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی
تھی۔ شیخ احمد شادی کو فوجہ بر اسلام کی سنت سمجھتا تھا اور اس حدیث کا خواہ دیتا تھا۔

"جو لوں میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

(من رُغْبَ عَنْ سُنْنَةِ فَلَيْسَ مَنِّي)

لہذا اس بیان کے علاوہ بیرے پاں اور کول چاروں ہیں تھے۔ بیرے اس مصلحت آئیز جھوٹ نے شیخ و مسلمان کر دیا اور پھر اس نے شادی کے متعلق کوئی لفظ نہیں کی اور ہماری واقعی بھروسی میں پر اگئی۔ دو سال استبول میں رہنے والے اور قرآن سیست عربی اور زندگی زبانوں کو سمجھنے کے بعد میں نے شیخ سے واپسِ ملن جانے کی اجازت چاہیں لیں۔ شیخ مجھے اپنے راست نہیں دیتا تھا اور کہا تھا تم اتنی جلدی کیوں واپس چاہئے یہاں ایک بڑا شہر ہے۔ یہاں تمہاری صورت کی ہر چیز موجود ہے۔ برہانے شیفت الہی استبول میں دین اور دینا دوں دیکھا ہے۔ شیخ نے اپنی حکومت کے دروازے کہا:

"اب جبکہ تم اکیے ہو اور تمہارے والے باپ اور بہن بھائی کوئی نہیں تو پھر تم استبول کو پناہ میکن کیوں نہیں ہوئے؟"

بہرحال شیخ کو بیرے والے رہنے پر بلا اصرار تھا۔ اسے مجھے انس ہو گی تھا۔ مجھے بھی اس سے بہت دلچسپی تھی مگر اپنے ملن انگلستان کے بارے میں بھی پر جزو مددار یاں عالمی تھیں۔ وہ بیرے لیے سب سے زیادہ احمد جھیں اور مجھے لندن جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔ بیرے لیے ضرور تھا کہ میں لندن جاؤ کر نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کو اپنی دو سالہ کارگزاری کی تکمیل پیش کروں اور وہاں سے نئے احکامات حاصل کروں۔ استبول میں دو سال کی رہائش کے دوران مجھے عالمی حکومت کے حالت پر بہرہ، ایک رپورٹ لندن پہنچنی پڑتی تھی۔ میں نے اپنی ایک رپورٹ میں بد کردہ بڑھتی کے اس واقعے کو بھی لکھا تھا جو بیرے ساتھ پہنچ آیا تھا۔ نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے مجھے یہ حکم دیا، اگر تمہارے ساتھ بڑھتی کا یہی فعل ہو رہے ہے میں اپنے منزل قصودت پہنچنے کی راہ کو آسان بنانا ہے تو اس کام میں کوئی مضاائقہ نہیں۔ میں نے جب یہ عبارت پڑ گئی تو میرا سر چکرانے لگا اور میں نے سوچا ہمارے افران کو شرم نہیں آتی کہ وہ حکومت کی مصلحتوں کی خاطر مجھے اس بے شری کی ترتیب دیتے ہیں۔ بہرحال بیرے پاں کوئی چارہ نہیں تھا اور ہونوں سے لگئے ہوئے

اس کا وہ چام کو آفری گھونٹ تک پلی جانا تھا۔ تھا۔ بیرے نے اس گلکہ کو کوئی نہیں لیا اور ہدن کے اعلیٰ مدد پاروں کی اس بے محنتی کی کسی سے شکایت نہیں کی۔ مجھے اولاد کے لئے ہوئے شیخ کی آنکھوں میں آس تو ہمراۓ اور اس نے مجھے ان الحالات کے ساتھ رپخت کیا۔ "خداحافظ بیٹے! مجھے معلوم ہے اب جب تم لوٹ کر آؤ گے تو مجھے اس دنیا میں نہیں پاوے گے مجھے نہ بھلانا۔ اٹھا، اللہ رو! مجھر خیبر اسلام کے حضور، ہم ایک دوسرے سے مٹنے گے تھے۔" رجھیت شیخ بھر کی چدائی سے میں ایک عرصہ تک آزموں خاطر رہا اور اس کے فم میں بھری آنکھیں آنسو بھائی رہیں لیکن کیا کیا جا سکتا تھا؟ فرائض کی انجام دہی ذاتی احساسات سے ما رہے۔

بیرے دیگر ساتھیوں کو بھی لندن والے بانی گیا تھا مگر بھتی سے ان میں سے صرف پانچ واپس لوئے ہاتھ مالکہ چار افراد میں سے ایک مسلمان ہو چکا تھا اور وہیں مصر میں رہائش پذیر تھا۔ اس واقعہ کا نواز آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے بیکری نے مجھے بتایا تھا، میں وہ اس بات سے خوش تھا کہ مذکورہ شخص نے ان کے کسی راز کو اٹھا نہیں کیا تھا۔ دوسرا جاہسوں روئی شزاد تھا اور وہ اس لیکن کر اس نے وہیں بودو بہاش اختیار کر لی تھی۔ بیکری اس کے بارے میں ہر انگریز مذہب تھا۔ اسے کھلا تھا کہ کہیں یہ روئی شزاد جاہسوں جواب اپنی سرزی میں مل کر بھی چکا تھا، جاہرے راز فاش نہ کر دے۔ تیراً غصہ بھداو کے قریب واقع "تمارہ" میں یہ دس سے ہلاک ہو گیا تھا اور ہوتے ہوئے کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہ ہو سکتی تھی۔ نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت وہاں کے بارے میں اس وقت تک اطلاع رہتی جب تک وہ میں کے پا یہ تھت "اصنعت" میں رہتے ہوئے مسلسل ایک سال تک اپنی رپورٹ میں مذکورہ وزارت کو بھیجا تھا رہا۔ لیکن اس کے بعد جب کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی تو ہر چند کوشش کے باوجود ذہنی ایجادیاتی علاقوں کی وزارت کو اس چاہسوں کا کوئی نہیں نہیں کیا۔ حکومت ایک روز دست جاہسوں کی گلشنگی کے نتائج سے اچھی طرح باخبر تھی۔ وہ ہر طریقہ کے کام کی اہمیت کو بڑی ہماری کی کے

کروں کا۔ سیکر ری لے کھا کر اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اپنے کام میں کامیاب ہے اور یعنی تم پہنچتے ہیں کہ تم اس را میں دوسروں سے باذی لے جاؤ۔ آنکھ کے لیے تمہیں دو اہم باتوں کا خیال رکھا ہے:

(۱) مسلمانوں کی ان کمزوریوں کی بٹندہی کرو جو تمہیں ان تک پہنچنے اور ان کے

مختلف گروہوں کے درمیں پھوٹ دانے میں کامیابی فراہم کرے کیونکہ انہیں پر

ہماری کامیابی کا راز ان مسائل کی شناخت پر محصر ہے۔

(۲) ان کی کمزوریاں جان لیتے کے بعد تمہارا دوڑا کام ان میں پھوٹ دانا ہے۔

اس کام میں پوری قوت صرف کرنے کے بعد تمہیں یہ ہمیان ہو جانا چاہیے کہ تمہارا شدید حرب اول کے اگر بزر جا سوں میں ہونے لگا ہے تو تم اعزازی نشان

کے حقدار ہو گئے ہو۔ چھ ماں لندن میں قیام کے بعد تم نے اپنے بھائی کی بیٹی

"میری شوری" سے شادی کر لی جو مجھ سے ایک سال بڑی تھی۔ اس وقت میں

۲۲ اور ۲۳ سال کی تھی۔ "میری ایک درمیانہ دربستی کی ذہین لا کی تھی لیکن

بڑے دلکش خدو خالی کی مالک تھی۔ میری بیوی کا مجھ سے متوازن سلوک تھا اور

میں نے اپنی زندگی کے بہترین دن اس کے ساتھ گزارے۔ شادی کے پہلے

سال ہی میری بیوی امید سے تھی اور میں نے مہمان کا بے پیش سے خفظ کر لیکن

ایسے موقع پر مجھے دادرت خانہ سے یہ تھی حکم موصول ہوا کہ میں وقت ضائع کیے

بھیج نہ رہا اور ان پہنچوں جو ہر سہار سے خانلی خلافت کی زیر استعمال تھا۔

ہم میاں بڑی جو پہنچ پہنچ کے اندر میں تھے اس حکماء سے بہت آزدہ

ہوئے لیکن ملک و ملت سے محبت، احساس جاہ طی اور اپنے ساتھیوں سے رفتافت، تمام

گمراہی خشات، جذبات اور پہنچ کی محبت پر چھاگئی اور میں نے بھیز تر دل کے اس غنی ما سوریت

کو قبول کر لیا جا لیکن میری بیوی بار بار یہ زور دیتی رہی کہ میں اپنی رواگی کو پہنچ کی پیدائش

ساتھ جا چکی تھی اور درحقیقت اس طرح کے م Lazam میں میں سے کسی ملازم کی کشیدگی کی اس سامراجی حکومت کے لیے تشویشناک تھی جو اسلامی ممالک میں خود چانے اور انہیں زیر کرنے کی ایکسوں کی تیاری میں صروف ہو۔

ہمارا تعلق ایک ایسی قوم سے ہے جو آبادی کے انتشار سے کم ہونے کے ساتھ ہر اہم ادا باریوں کا بو جو سماں برہنی ہے اور جو پر کار افراد کی بیقینا ہمارے لیے شدید نقصان کا ہا عرض تھی۔

سیکر ری نے ہمارے آخری روپرث کے اہم حصوں کے مطابق کے بعد مجھے اس کا فرانس میں شرکت کی بدایت کی جس میں لندن بلاعے گے پائی جا سوں کی روپرٹیں سنی چاہئے والی تھیں۔ اس کا فرانس میں جو وزیر خارجہ کی مددارت میں ہو رہی تھی تو آبادیاتی وزارت کے اعلیٰ عہدہ دار شرکت کر رہے تھے۔ ہمارے تمام ساتھیوں نے اپنی روپرٹوں کے اہم حصوں کو پڑھ کر سنایا۔ وزیر خزانہ نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے ساتھی اور بعض صدرین نے ہمارے روپرث کو پڑھا۔ تاہم میں اس معاہدے میں تیر سے نہر پر تھا۔ دو اور چا سوں نے مجھ سے بہتر کر کر دلگی کا مقابلہ کیا تھا جن میں پہلائی بنکوڈ (G.BELCOUD) اور دوسرا بھری فانس (HENRY FANSE) تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میں نے ترکی، عربی، تجوید قرآن اور اسلامی شریعت میں سب سے زیادہ دس تریس ماحصل کی تھی لیکن عثمانی حکومت کے زوال کے سلسلے میں میری روپرث زیادہ کامیاب نہیں تھی۔ جب سیکر ری نے کافرنس کے اختتام پر میری اس کمزوری کا ذکر کیا تو میں نے کہا:

ان دو سالوں میں ہمارے لیے دو زبانوں کا سمجھنا، تجوید قرآن اور اسلامی شریعت سے آٹھائی زیادہ اہمیت کی حال تھی اور دوسرے امور پر قوبہ دینے کے لیے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ اگر آپ ہمروں ملک کی ۲۷ کھدا ستر میں پوری

تک ملتی رکھوں۔ جب میں اس سے رخصت ہو رہا تھا تو وہ اور میں دونوں بے تحاشا رہ رہت تھے۔ اس پر مجھ سے زیادہ رفت طاری تھی اور وہ کہہ رہی تھی: مجھے بھول نہ جانا، خط ضرور لکھن رہنا، میں تھی اپنے بچے کے شہری مستقبل کے بارے میں تمہیں لکھی رہوں گی۔ اس کی ہاتوں نے میراول ہائج دیا اور مجھے سوچ کی اس منزل تک پہنچایا کہ میں اپنے طریکے خوبست کے لیے ملتی کروں یعنی پھر میں نے اپنے آپ کو قابو پایا اور اس سے رخصت ہو کرئے انکا، اس حاصل کرنے کے لیے وزارت خاندار واند ہو گیا۔

سندرہوں میں چھ ماہ کے طویل سفر کے بعد آخرا کار میں بھر دیا گیا۔ اس شہر میں رہتے والے زیادہ تو ہیں اطراف کے قبائل تھے جن میں ایرانی اور عرب اقوام کے دور میں ہزار شہید اور کسی ایک ساتھ زندگی کردار ہے تھے۔ بھروسے میں میسانیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اپنی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں اہل تشقیق اور ایرانیوں سے مل رہا تھا۔ یہاں یہ بات نامناسب نہیں ہو گی اگر میں اہل تشقیق اور اہل تشنی کے عقائد کے بارے میں مختصر کہتا چلوں۔ شیعہ حضرات، حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دادا اور بیچارزاد بھائی علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے صحبت ہیں اور ان وحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رحل جا نشیں سمجھتے ہیں۔ ان کا امامان ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی صریح کے ذریعہ حضرت علی کو اپنا جانشین منتخب فرمایا تھا اور آپ کے سرور فرزند کے بعد دیگرے امام اور رسول خدا کے رحل جا نشیں ہیں۔

میری سوچ کے مطابق حضرت علی اور آپ کے دو فرزند امام حسن اور امام حسین کی خلافت کے بارے میں شیعہ حضرات مکمل طور پر رحل بجا بہیں کیونکہ اپنے مطالعات کی بنیاد پر بعض شوابد و اثنا و میرے اس دعوے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس میں کوئی فکر نہیں کہ حضرت علی ہی وہ ائمہ تھے جو ممتاز صفات کے حامل تھے اور صحیح طور پر فوج اور اسلامی حکومت کی سربراہی کے اہل تھے۔ امام حسن اور امام حسین کی امامت کے بارے میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت سی حدیثیں و متنیاب ہیں اور الحسن کو بھی ان سے انکار نہیں

ہے اور دونوں فرقیں اس پر تکید ہیں البتہ مجھے بھی تو افراد کی جائشی میں تردید ہے جو حسین بن علی (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور شیعہ حضرات انہیں خصوصاً رحم مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبر ان افراد کی امامت کی خبر ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہوں؟ لیکن اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رحل پیغمبر ہوں تو پھر وہ نیب کی خبر دے سکتے ہیں جیسا کہ حضرت میمی لے آئندہ ہر ہوں کی خبریں دی ہیں لیکن حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت تو میسا ہے اس کے لیے زدیک مسلم نہیں ہے (۱) مسلمانوں کا کہنا ہے کہ قرآن، پیغمبر کی نبوت پر بھر پر دیل ہے لیکن میں نے جتنا بھی قرآن پر حاصل ہائی کوئی دلیل نہیں ملی۔ (۲)

اس میں کوئی جگہ نہیں کہ قرآن ایک بلند پایہ کتاب ہے اور اس کا مقام قوران اور انجیل سے بڑھ کر ہے۔ قدیم داستانیں، اسلامی احکام، آداب، تعلیمات اور دیگر ہاتھوں نے اس کتاب کو زیادہ محظوظ اور زیادہ ممتاز نہیں کیا ہے۔ لیکن کیا صرف یہ خصوصی خوبیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چالی پر دیل ہے اسی تھے؟ میں جیران ہوں کہ ایک حسرا نشین ہے لکھن اور پڑھنا بھی نہ آتا ہو کس طرح ایک ارش و اعلیٰ کتاب انسانیت کے حوالے کر سکتا ہے۔ یہ کام تو کوئی پڑھا کر اور صاحب استعداد اور بھی اپنی پوری ہوشمندی کے باوجود انجام نہیں دے سکتا۔ پھر کس طرح ایک حسرا نی ایک عرب پیغمبر تھیم کے ایک ایسی کتاب لکھ سکتا ہے؟ اور جیسا میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں: ”کیا یہ کتاب پیغمبر کی نبوت پر دیل ہو سکتی ہے؟“

(۱) اگر یہ جا سوں سے اس طرح کے نظریت خلاف تو قع نہیں ہیں خاص محدود ہے جب اسے مسلمانوں کی سرکوبی کے لیے بھجا گیا ہو۔

(۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی قرآن پاک پر ٹھنڈا ہوئی بھی کرے گیں اس کی ظرافت آیت پر تکی ہو جس میں حضرت میسی نقی برائل کو جاپ فتحی مررت کی بخشت کی خواہ ہے ہیں؟ ”وَمِنْهُ رَسُولٌ يَنذِّرُ مِنْ بَعْدِ أَمْرِهِ أَمْرًا“ (سورہ حجج آیت ۹) ”اس کے حاد و بھی جاپ، رسالت ماذکورہ کی رسالت پر صریحاً آیات موجود ہیں۔

میں نے اس ہار سے میں حقیقت سے آگاہی کیلئے بہت مطالبہ کیا ہے۔ لندن میں ہب میں ایک پوری کے ساتھ اس موضوع کو پیش کیا تو وہ بھی کوئی قابلِ احیان بواب نہ سے کا۔ تو کی میں بھی میں نے شیخ احمد سے کی دلخواہ اس موضوع پر بات چیت کی گردہ ہاں بھی مجھے اہمیان نہیں ہوا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ میں لندن کے پادری کے مقابلِ شیخ نہ سے اتنی کھل کر اٹھنگوں میں سرستہ تھا اس لیے کہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ہمراپل نہ کھل جائے یا پھر کم از کم پیغمبر اسلام کے بارے میں اسے بمری نیت پر تسلیک نہ ہو جائے۔ ہر حال میں صرفت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قدرومندیات کی علیمت اور پرورگی کا قائل ہوں۔

بے تسلیک آپ کا شمار ان بانضیلت افراد میں ہوتا ہے جن کی کوششیں تربیت بشر کے لیے ذوقانی اکار میں اور تاریخی اس بات پر شاہد ہے لیکن پھر بھی مجھے ان کی رسالت میں تسلیک ہے۔ تاہم اگر نہیں پیغمبر نبی کیا جائے تو بھی ان کی پرورگی ان افراد سے بڑھ کر ہے جنہیں ہم نو انکے سمجھتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تاذن کے بوئشندرین افراد سے زیادہ ہوشمند تھے۔ اسی سنت کتے ہیں صرفت ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) مسیحہ آراء کی بنیاد پر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ امر خلافت کے حقدار تھے۔ اسی طرح انہوں نے خلفاء کے انتخاب میں قول پنځیر کو بھلا کر برادر راست القدام کیا۔ اس طرح کے اختلافات اکثر اریان، بالخصوص، عیسیٰ یوسف میں پائے جاتے ہیں لیکن شیعہ سی اختلافات کا تقبیل فہم پہلو اس کا استقرار یا مسئلہ جاری رہتا ہے جو حضرت علی اور حضرت عمر کے گزرلنے کے صدیوں بعد بھی اب تک اسی زور و شور سے باقی ہے۔ اگر مسلمان ہیئتہ عقل سے کام لیتے تو گزری ہاریخ اور جھوٹے زمانے کے بجائے آج کے بارے میں سوچتے۔ ایک دفعہ میں نے شیعہ سی اختلافات کے موضوع کا اپنی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی سامنے پیش کیا اور ان سے کہا ”مسلمان اگر زندگی کے سچے مظہر کو سمجھتے تو ان اختلافات کو چھوڑ دیجئے اور وحدت و تحدیک بات کرتے۔“ اچھا تک صدر جلسے بمری بات کا نتیجے ہوئے کہ

تمبر را کام مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی آگ بھر کا ہے نہ کہ تم انہیں اتنا دیکھ جھقی کی دعوت دو۔“

عراق جانے سے پہلے پکر ری نے اپنی ایک نشست میں بھجے کہا۔ ہم میں اتم جانتے ہو کر جنگ اور بھجوئے انسان کے لیے ایک فاطری امر ہیں اور جب سے خدا نے آدم کو خلق کیا اور اس کے مطلب سے ہمیں اور قاتل پیدا ہوئے اختلافات نے سر اخایا اور اب اس کو حضرت عیسیٰ کی ہزارگشت تک اسی طرح جاری رہتا ہے۔ ہم اسی اختلافات کو پانچ باتوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

- (۱) نسلی اختلافات
- (۲) قومی اختلافات
- (۳) ارضی اختلافات
- (۴) قومی اختلافات
- (۵) مذہبی اختلافات

اس سفر میں تمہارا اہم ترین فریضہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات کے لائق پہلوؤں کو کھھا اور انہیں ہوا دینے کے طریقوں کو سمجھنا ہے۔ اس سلطے میں بھی محروم امیا ہو گئیں جنہیں اس کی اطاعت لندن کے حکام تک پہنچتا ہے۔ اگر اسلامی مذاہک کے بعض حصوں میں ہمیں شیعہ نہاد برپا کر دو تو گویا تم نے حکومت برطانیہ کی طیبیم خدمت کی ہے۔ جب تک ہم اپنے نوآبادیاتی علاقوں میں ندق، تفرقہ، شورش اور اختلافات کی آگ کو ہوانگیں دیں گے پر سکون اور مرغوب الخالی نہیں ہو سکتے۔ ہم اس وقت تک مذہبی سلطنت کو کھست نہیں دے سکتے جب تک اس کے قلمروں میں شہر شہر، گلی گلی قندوں پراد برپا نہ کر دیں۔ اتنے ہرے علاقہ پر اگر بیزوں کی مختصری قوم سوائے اس جنگنڈے کے

ہیں اسے ہمارے احتمالیں چاہیے کہ پہلے اپنی پوری قوت صرف کر کے بگائے۔ شور شڑا بے، پھوٹ اور اختلافات کی کوئی راد نکالو اور پھر دبال سے اپنے کام کا آغاز کرو۔ چھیں معلوم ہوئے چاہیے کہ اس وقت عدالتی حکومتیں کمزور ہو چکیں ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں کو ان کے حکمرانوں کے خلاف بہر کا دار ترقی حقائق کی بیان پر ہمیشہ اتفاق ہات۔ حکمرانوں کے خلاف حکومتی شورش سے دبودھ میں آئے ہیں۔ جب کبھی کسی ملائیت کے غواص میں پھوٹ اور امتحان پر جائے تو استعداد کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

بھرہ، پتھر اور مسجد میں داخل ہو۔ مسجد کے پہلے نماہ میں ملائیت کے مشہور مالم شیخ عمر عطا اعلیٰ تھے۔ میں نے انہیں دیکھ کر بڑے ادب سے سلام کیا تین مالم شیخ ابتدائی لمحے سے مجھ سے ہٹکوک ہوا اور میرے سب سب اور گزشت زندگی کے ہرے ہیں مجھ سے سوالات کرنے لگا۔ میرا خیال ہے کہ مجھے بچہ ہے اور مجھے اسے شیخ میں دل دیا تھا میں نے بڑی ترکیب سے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے بچایا اور شیخ کے جواب میں کہا۔ میں ترکی میں واقع ”آندری“ کا رہنے والا ہوں اور مجھے قحطی کے شیخ کیا۔

شانگری کا شرف حاصل ہے۔ میں نے دبال خالد بڑھی کے پاس بھی کام کیا ہے۔

محض یہ کہ ترکی میں میں نے جو کچھ سیکھا تھا وہ سب اس سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ حاضرین میں سے کسی کو آنکھ کے دریے اشارہ کر رہا ہے۔ معلوم ہوئا تھا کہ وہ جانا چاہتا ہے کہ مجھے ترکی آتی بھی ہے کہ نہیں۔ اس شخص نے آنکھوں سے حایی بھری۔ میں دل میں بہت خوش ہوا کہ میں نے کسی حد تک شیخ کا دل جیت لیا ہے لیکن کچھ ہی دیر کے بعد مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور میں نے محسوں کیا کہ شیخ کا شب ابھی اپنی چند ہاتھی ہے اور وہ مجھے ڈھانپیں کا جاؤں سمجھتا ہے۔ مشہور تھا کہ شیخ، بھرہ کے گورنر کا شفاف تھا تھے ڈھانپیں نے ہمیں کیا تھا۔

بھرہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں شیخ کی مسجد سے ایک

ملائیت کے ایک غریب مسافر خانہ میں داخل ہو گا۔ میں نے دبال ایک کرہ گرانے پر لے۔ مسافر خانہ کا ماں ایک ایک آدمی تھا جو ہر جگہ سویرے سافر دن کو پریشان کیا کرتا تھا اور مجھے نماز کے لیے بیگنا تھا اور پھر سورج لٹکنے تک قرآن پڑھتے پر مجھ کرتا تھا۔ جب میں اس سے کہتا کہ قرآن پڑھنا وہ جب نہیں ہے پھر کیوں چھیس اس امر میں اتنا اصرار ہے؟ تو وہ کہتا کہ طبع آن قتاب سے جل کی نیزد قفر اور بد شفیقی لاتی ہے اور اس طبع مسافر خانہ کے تمام مقیم پر بُشی کا دیکھار ہو جائیں گے۔ مجھے اسی بات مانی پڑی کیونکہ وہ مجھے دبال سے نکالے چاہنے کی دلکشی رکھتا تھا۔ ہر روز جس میں نماز کے لیے امانت تھا اور پھر ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ وقت تک قرآن کی تلاوت کرتا تھا۔

بھری مٹکل یہیں شتم نہیں ہوئی۔ ایک دن مسافر خانے کے ماں مرشد آندری نے آ کر کہا۔ جب سے تم نے اس مسافر خانے میں رہا۔ اس اعتیار کی ہے میتھیوں نے ہمراگہ کو کچھ لیا ہے اور اس کی وجہ قم اور تمہاری لاتی ہوئی محوصلت ہے اس لیے کہ تم نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔ اور کسی کو اپنا شریک حیات نہیں ہنا یا ہے تھیں یا شادی کرنی ہو گئی یا پھر بیباں سے چانا ہو گا۔

میں نے کہا: آندری! میں شادی کے لیے سرمایہ کہاں سے لاؤں؟ اس وفعت میں نے اپنے آپ کو شادی کے: قابل خارجہ کرنے سے اخراج کی کیفیت میں جانتا تھا کہ مرشد آندری لوہ لگائے بھری بھری ہات پر یقین نہیں کرنے والا آدمی نہیں تھا۔

مرشد آندری نے جواب دیا اور نام کے ضعیف الاعتقاد مسلمان! کیا تم نے قرآن کا مطالعہ نہیں کیا جس اللہ کریم فرماتا ہے:

”وَلَمْ يَجِدْ فِي قُرْآنٍ مِّنْ هَذَا إِذْنًا إِلَّيْ بَرْزَگٍ سَمَاءَ مَالَ كَرَدَهُ“۔

میں جریان تھا کہ اس ناکھانسان سے کس طرح چلچھا چھڑاؤں۔ آخراں میں نے اس سے کہا: آپ کا ارشاد جاہے لیکن میں رقم کے بغیر شادی کیسے کر سکتا ہوں؟ کیا آپ

ضروری اخراجات کے لیے بھجے کر قرض دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں حق برداشت کیے بغیر کوئی حورت کسی کے عقد میں نہیں آ سکتے۔

آنندی کو بھج دیتے ہوئے میں پر گیا اور پھر قرض کی بات کرنے کے جایے اپاک سر بلند کیا اور اپنی آواز میں پڑھا۔ بھجے کچھ نہیں معلوم پا جھیں شادی کرنی وہی پا پھر رجب کی عکلی تاریخ تک کر دیجہو زنا ہو گا۔ اس دن جمادی الثانی کی پانچ بجی تاریخ تھی اور صرف ۲۵ دن پہرے پاس تھے۔

اسلامی میتوں کے ناموں کے بارے میں بھی یہاں پختہ کردہ نامہ سب نہ ہو گا

(۱) عمر (۲) صفر (۳) ربیع الاول

(۴) ربیع الثانی (۵) جمادی الاول (۶) جمادی الثانی

(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان

(۱۰) شوال (۱۱) ذوال القعده (۱۲) ذوالحجہ

ہر بیہنہ چاند کے آغاز سے شروع ہوتا ہے اور ۳۰ دن سے اوپر پہنچ جاتا ہے، بھی
بھی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

محضہ رکہ مسافر خانہ کے مالک کی خت کیری کے سبب بھجے دھج دھج زنا پڑی۔
میں نے یہاں بھی ایک ترکمان کی دکان پر اس شرط کے ساتھ توکری کر لی کہ وہ بھجے رہنے
اور کھانے کی سہولت فراہم کر دیا اور اس کے عوض مردو ری کم دے گا۔ میں رجب سے پہلے
ہی نئی جگہ منتقل ہو گی اور ترکمان کی دکان پر پہنچا۔ ترکمان عبد الرضا نہایت شریف اور محترم
شخص تھا اور بھجے سے اپنے بیٹوں جیسا سلوک کرتا تھا۔

عبد الرضا ایرانی الصلی اللہ علیہ وسلم شید تھا اور خراسان کا رہنے والا تھا۔ میں نے موقع سے
فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے فاری سکھنا شروع کی۔ دو پھر کے وقت اس کے پاس بصرہ
میں مقام ایرانی جمع ہوتے تھے جو سب کے سب شید تھے۔ وہاں یہ کرا دھرا دھر کی گفتگو ہوتی

تھی۔ کبھی سیاست اور صیحت عزوان کا مہم ہوتا تھا اور کبھی عثمانی حکومت کو برآمدہ کیا جاتا تھا۔
ذمہ طور پر سلطنت وقت اور استینول میں مقرر ہونے والا خطیہ مسلمین ان کی تحریک کا شمار
ہوتا تھا لیکن جو نبی کوئی اپنی گاہک دکان میں آتا وہ سب کے سب خاموش ہو جاتے اور ذاتی
روپی کے تعلق غیر اہم یا تیز ہوئے تھیں۔

بھجے معلوم نہیں کہ میں کیونکر ان کے لیے قابلِ اعتماد تھا اور وہ نیز سامنے ہر
قسم کی گفتگو کو جائز کہتے تھے۔ یہ بات بھجے بعد میں معلوم ہوتی کہ انہوں نے مجھے آؤ
با بیجان کا رہنے والا خیال کی تھا کیونکہ میں ترکی بات چیت کرتا تھا اور آؤ با بیجانوں کی
طرح میرا پیغمبر و مرسی و مصطفیٰ تھا۔

ان دنوں جب میں ترکمان کا کام کرتا تھا میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوتی
جو دباؤ آنے والے رہنے والے اور ترکی، فاری اور عربی زبانوں میں گفتگو کرتا تھا۔ وہ دینی طالب
علمیں کا ملابس پہنتا تھا۔ اس کا نام محمد بن عبد الرضا اوباب تھا۔ وہ ایک اوپنچالی نے والا ایک جاہ
طلب اور نہایت فحیل انسان تھا۔ اسے عثمانی حکومت سے خت نفرت تھی اور وہ ہمیشہ اس کی
برائی کرتا تھا لیکن حکومت ایران سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ ترکمان عبد الرضا سے اس کی
دوستی کی وجہ مشترک یہ تھی کہ وہ دنوں ہی عثمانی طیف کو اپنا خت ترین دفعہ بھجتے تھے لیکن
ہمہ سے علم میں یہ بات نہ آ سکی کہ اس نے عبد الرضا ترکمان سے کس طرح وہی بڑھا کی تھی۔
جگہ یہ سی اور وہ شید تھا۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ اس نے فاری کیاں سے پہنچی تھی؟
البتہ بصرہ میں شیعہ سنی مسلمان ایک ساتھ زندگی پر کرتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ
ان کے روایا دوستہ تھی اور وہاں فاری اور عربی دنوں زیاد نہیں ہوئی جاتی جیسی تھیں تاہم ترکی
کچھ دلوں کی تعداد بھی وہاں پچھ کر کم تھی۔

محمد عبد الرضا ایک آزاد خیال آدمی تھا۔ اس کا زبان شیعہ سنی تھیں سے
بالکل پاک تھا حالانکہ وہاں پیشتر میں حضرات شیعوں کے خلاف تھے اور بعض سنی مفتی شیعوں

بیرون سے پہنچتے تھے۔ میں صرف کتاب و سنت کو مانتا ہوں۔

لیکن اپنے حاکم سنت کے عامل ہوتے کیا تھے؟ (عَلِيٰ) نے یہ بیش کہا تھا۔ میں شہر میں ہوں اور میں اس کا دروازہ ہوں۔ (اے مددِ نعمتِ العلم و علیٰ بانہا) اور کیا یہ کہہ کر تھے؟ (عَلِيٰ) نے ملی اور صحابہ کے رہیمان فرقہ ہامیں کیا؟

مجھے اگر ایسا بتے تو پھر تغیر (عَلِيٰ) نے اپنے مقام پر گئے ہے کہ: "میں نے تمہارے اور میان کتاب اور الحدیث کو پھر رکھا ہے" (اے سارے فیضِ علم النّبیلین کتاب اللہ و عنتری اهل السنّی) اے جنگ علیہ الرّحیم سے سر بر آؤ دو اور قراءتیں سے ہیں۔

میں نے اس حدیث کو جھلایا لیکن شیخ تھی نے اصول کافی کے استاد کی نیاد پر تغیر (عَلِيٰ) سے اس حدیث کو ٹھہر کیا اور مجھ کو خاموش ہونا پڑا۔ اب اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اچا کہ اس نے پھر پر اعزاز حملہ۔ "تغیر (عَلِيٰ) نے ہمارے لیے صرف کتاب اور اپنے الحدیث کو باقی رکھا ہے تو ہمارت کہاں گئی؟"

تھی نے جواب دیا۔ سنت اسی کتاب کی تفسیر و تعریف کا نام ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ تغیر خدا (عَلِيٰ) نے فرمایا ہے اللہ کی کتاب اور صحرے الحدیث، یعنی کتاب حد اس تعریف و تفسیر کے ساتھ جو سنت کھلائی ہے اور اس کے بعد سنت کی گزاری ضرورت ہالیں رہتی۔

محمد نے کہا: اگر آپ کے دوسرے کے مطابق صرفت یا اہل بیت یا کامِ الٰہی کی تفسیر ہیں تو پھر یہ میں اس حدیث میں اس کا اضافہ کوئی نہیں۔

تھی نے جواب دیا: "جذب رسالت مآب (عَلِيٰ) کی وفات کے بعد امت محمدی کو قرآن سمجھانے والے کی اشد ضرورت تھی کیونکہ قومِ اپنی زندگی کو احمد کامِ الٰہی پر منطبق کرنا پڑا تھا جیسی کہ اس نے تغیر کریم (عَلِيٰ) نے اپنے نبی علم کی نیاد پر کتابِ الٰہی کو اصل نابت اور صرفت کو اپنے وشارج کتاب ہا کر سنت کے دوسرے کیا۔

تجھے اپنی کے ساتھ ساتھ مجھے ان کی گفتگو سے بڑا ہوا رہا۔ میں نے دیکھا کہ مجھے اس ضعیف المعرفت جو اتنی کے آگے ایک ایسی پڑائی کی مانند پڑھ پڑھ رہا تھا۔

لیکن میں بند کر دیا گیا ہو اور اس کے پرواز کی راہ مسدود ہو گئی ہو۔

مجھے اس عبیدِ اوباب سے میں جول اور ملاقوں کے ایک سلسلہ کے بعد میں اس تجھے پر دیکھا کہ بر طائفی حکومت کے مقاصد کو مغلی جام پہنانے کے لئے یہ شخص بہت مناسب تھا اور دیکھا ہے۔ اس کی اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غور، علاوہ، و مشائخِ اسلام سے اس کی دلخیلی، اس حد تک خود سرکی کو خلفاء راشدین بھی اس کی تائید کا شاندار بیان اور حقیقت کے سر اور خلاف قرآن و حدیث سے استفادہ اس کی کمزوری یا تھیں جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔

میں نے سوچا کہاں یہ مفتر و نوجوان اور کہاں استبول کا وہ ترک بوز حا آری (امیر آندری) جس کے افکار و کردار گویا ہر اسال پہلے کے افراد کی تصور کیتی کرتے تھے۔ اس نے اپنے اندر ذرا بھی تہذیب پیدا نہیں کی تھی۔ تھی لذہب سے تعلق رکھنے والا وہ بوز حاٹھیں اپنے چینیہ کا مزبان پر لانے سے پہلے اٹھ کر وہ کوئی تھا تھا مثلاً جیسا کہ مطالعہ کو پہلی ذریعہ سمجھتا تھا جو اہل سنت کے نزدیک حدیثوں کی نہایت صحت اور مستدرست کتاب ہے اور وہاں بھی دسکر کے بغیر کتاب لکھنے پھوٹنا تھا اور اس کے بالکل پر عکس شیخ محمد بن عبیدِ اوباب، ابتو مذید کی تحقیق کر رکھا اور اسے ناقابل اعتماد کر کھٹا تھا۔ مجھ کہتا تھا: "میں ابو عینی سے زیادہ جانتا ہوں۔" اس کا دعویٰ تھا کہ ضعفِ حجج بخاری بالکل پھر اور بیوہ ہے۔

بہر صورت میں نے عبیدِ اوباب سے بہت گھبرے مراسم قائم کر لیے اور رہا ری دوستی میں: قابلِ جدائی احکام پر ہو گیا۔ میں بار بار اس کے کافوں میں یہ میں گھونٹا تھا کہ خدا نے تمہیں حضرت علی اور حضرت عمر سے کہا تھا یا وہ صاحبِ استحداد ہیا ہے اور تمہیں بڑی فضیلت اور بزرگی پہنچی ہے۔ اگر تم جذب رسالت مآب (عَلِيٰ) کے زمانے میں

وہ تے تو یقیناً ان کی جائشی کا شرف تمہیں ہی ملت۔ (سعودہ بالفہ من دالک) میں بیش پر امید لیجھ میں اس سے کہتا:

میں چاہتا ہوں کہ اسلام میں جس انتہا کو وہنا ہوتا ہے وہ تمہارے قی مبارک ہاتھوں سے الجام پہنچ رہا اس لیے کہ صرف تم تھی وہ محضیت ہو جا اسلام کو زوال سے بچا سکتے ہو اور اس سلطنت میں سب کی امید نیم قم سے دا بست ہیں۔

میں نے محمد ابوہاب کے ساتھ ملے کیا ہم دونوں یعنی کر علا، مفسر بن، پیشوایان دین و مذہب اور حماپ کرام سے بہت کر لئے انکار کی خیاد پر قرآن مجید پر گنگوکریں۔ ہم قرآن پڑھتے اور آیات کے ہادے میں الہمار خیال کرتے تھے۔ میر لاجھ محل یہ تھا کہ میں کسی طرح سے اگر بیرون آبادیاںی طلاقوں کی وزارت کے رام میں پھسادوں۔

میں نے آہستہ آہستہ اس اوپنی ازان والے خود برست انسان کو اپنی گھنٹوکی پیٹ میں لیما شروع کیا رہاں تک کہ اس نے حقیقت سے کچھ زیادہ ہی آزاد خیال بننے کی کوشش کی۔

ایک دن میں نے اس سے پوچھا "کیا جہاد واجب ہے؟" اس نے کہا کہوں نہیں۔ خداوند عالم فرماتا ہے: "کافروں سے جنگ کرو۔"

میں نے کہا: خداوند عالم فرماتا ہے: کافروں اور منافقوں دونوں سے جنگ کرو اور اگر کافروں اور منافقوں سے جنگ واجب ہے تو پھر جیبر (علیہ السلام) نے منافقوں سے کیوں جنگ نہیں کی؟"

محمد بن عبد ابوہاب نے جواب دیا: "جہاد صرف میدان جنگ ہی میں نہیں ہوتا۔ پھر خدا نے اپنی فقار و گفتار کے ذریعے منافقوں سے جنگ کی ہے۔"

میں نے کہا: "پھر اس صورت میں کفار کے ساتھ جنگ بھی رفتار و گفتار کے ساتھ واجب ہے۔"

اس نے جواب دیا: "میں، اس لیے کہ جیبر (علیہ السلام) نے جنگ کے میدان میں ان کے ساتھ چڑا کیا ہے۔"

میں نے کہا: "کفار کے ساتھ رسول خدا (علیہ السلام) کی جنگ اپنے دفاع کے لیے تھی کیونکہ وہ ان کی جان کے دشمن تھے۔"

محمد بن عبد ابوہاب نے اٹھات میں اپنے سر بلایا اور میں نے حسوس کیا کہ میں اپنے مقدمہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

ایک اور دن میں نے اس سے کہا: "کیا ہو توں سے حجہ جائز ہے؟"

اس نے کہا: "ہر گز ہیں۔"

میں نے کہا: "پھر کیوں قرآن نے اسے جائز قرار دیتے ہوئے کہا ہے؟" اور جب تم ان سے حجہ کرو تو ان کا حق میراوا کرو۔"

اس نے کہا: "ہاں یا آیت تو اپنی ہدیت ہی ہے کہ حضرت میر رضی اللہ عنہ نے اسے حرام قرار دیا کہ: حجہ جیبر (علیہ السلام) کے زمان میں حلال تھا اسے حرام قرار دیا ہوں اور اب جو ان کا مردحک ہو گائیں اسے سزا دوں گا۔"

میں نے کہا بڑی عجیب اس ہے۔ تم حضرت میر رضی اللہ عنہ کی ہدیوں کر تے ہو اور پھر اپنے آپ کو اس سے زیادہ صاحب حکم بھی کہتے ہو۔ حضرت میر رضی اللہ عنہ کو کیا حق پہنچا ہے کہ وہ حلال میں حرام کر دیں۔ تم نے قرآن کو بھالا کہ حضرت میر رضی اللہ عنہ کی رائے تو تسلیم کر لیا؟"

محمد بن عبد ابوہاب نے چپ سادھی اور خاموشی اس کی رضا مندی کی دلیل تھی۔ اس موضوع پر اس کی خیالات درست کر کے میں نے اس کے "حوالی خیالات" کو بھارنا شروع کر دیا۔ وہ ایک غیر مثالی شخص تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: "حجہ کے ذریعے اپنی زندگی پر سرست ہانا چاہتے ہو؟"

محمد بن عبد الوہاب نے رضا اور شعبت کی علامت سے اپنا سر جھکایا۔
میں اپنے فرانگ کے انتہائی احمد موز پر بیٹھی چکا تھا۔ میں نے اس سے وحدہ کی
کہ میں بہر حال تمہارے لیے اس کا احتجام کر دوں گا، مجھے اس بات کا خدش قا کر کہیں
محمد بن عبد الوہاب بصرہ کے ان میتوں سے خوف زدہ شہر جانے جو اس بات کے خلاف
تھے۔ میں نے الجیلان دیا کہ ہمارا پر اگر مہلکی ہے گا یہاں تک کہ عورت کو بھی
تمہارا نام نہیں بتاو جائے گا۔ اس نتھکے بعد میں اس بدقدash نظرانی نورت کے پاس
گیا جو انگلتان کے لو آؤ دیا تی ماقوں کی وزارت کی طرف سے بصرہ میں صحت فروشی
پر معمور تھی اور مسلم نوجوانوں کو بے راہ روی پر ابھارتی تھی۔ میں نے اس سے تمام
واقفات بیان کیے۔ جب وہ راضی ہو گئی تو میں نے اس کا عارضی نام "صیف" رکھا اور کہ
کہ میں شیخ کو لے کر اس کے پاس آؤں گا۔

عصرِ دن میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کو لے کر صنیع کے گھر پہنچا۔ بہر دنوں سے
سواد میں اور کوئی نہیں تھا۔ محمد بن عبد الوہاب نے ایک اشرنی سہر پر ایک بندکے لیے فونی
سے عقد کیا۔ صنیع کے میں باہر اور صیف نے اندر سے محمد بن عبد الوہاب کو آنکھ کے پر گرا موس
کے تیار کر رہے تھے۔ صنیع نے احکامِ دین کی پامانی اور آزادی رائے کا پر کیف مزہ محمد بن
عبد الوہاب کو پچھا دیا تھا۔

میں اس تقریب کے تیر سے ان پر ہر محمد بن عبد الوہاب سے ملا اور ہم نے ایک
بار پھر اپنی نکتگوں کا سلسلہ شروع کیا۔ اس بار شراب کی حرمت زیر بھت تھی۔ میری بوش تھی کہ
میں ان آیات کو روکروں جو محمد بن عبد الوہاب نے زدہ یہکے حرمت شراب پر دلیل تھیں۔ میں
نے اس سے کہا: "اگر معادیہ، خلفائے نوامیہ اور میں عہد کی شراب نوٹی ہمارے زدہ یہکے
مسلم ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ تمام ہمچوایان دین و مذہب گردانی کی زندگی بسر کرتے ہوں
اور تمہارے استہ بہر ہو؟" بے شک وہ لوگ کتابِ انہی اور سنت رسول کو ہم سے زیادہ بہتر

ہانتے تھے۔ پس یہ بات سامنے آئی ہے کہ ارشادات خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان
کوں نے جو استنباط کیا تھا وہ شراب کی حرمت نہیں بلکہ اس کی کرامت تھی۔ اس کے علاوہ
یہ وہ فشاری کی مقدس کتبوں میں صراحت سے شراب پینے کی اجازت ہے حالانکہ یہ بھی
انہی ادیان میں اسلام ان ادیان کے غیربروں کا معتقد ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ شراب اللہ
کے بیچھے ہوئے ایک دین میں حلال اور دوسرے میں حرام ہو؟

کیا یہ سب ادیان برحق یادخانے کیکا کے بیچھے ہوئے نہیں ہیں؟

ہمارے پاس تو یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک شراب
پینے رہے جب تک یہ آیت نہ زال نہیں ہوئی۔ "کیا تم شراب اپر جوئے سے دستبردار نہیں
ہو کے؟" اسی لیے رسول اللہ علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شراب نوٹی پر حد جاری فرمائے
گئے۔ آپ کا ان پر حد جاری نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ شراب حرام نہیں ہے۔

محمد بن عبد الوہاب جو بڑے غور سے ہمیں نکتگوں سن رہا تھا اچانک سنجھا اور
کہا، "روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شراب میں پانی ملا کر پینے تھے تاکہ اس کی
وہ کیفیت دور ہو جائے جو نوش پیدا کرنی ہے۔ وہ کہتے تھے شراب کی سُنِ حرام ہے نہ کہ
شراب، وہ شراب جس سے نوش طاری نہ ہو، وہ حرام نہیں ہے" (اب یہ امام ابو ہبیہ پوری
طریق "حمر" سے) کے جال میں پھنس چکا ہے، اسی لیے اس کی تائید کر رہا ہے۔ (مترجم)

محمد بن عبد الوہاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس نظریہ کو اس آیت کی روشنی میں
چاند تھا جس میں ارشاد ہوتا ہے: "شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے
کے ذریعے عداوت اور دشمنی پیدا کرے اور جہنم پیدا خدا اور نماز سے باز رکھے"۔

اگر شراب میں مستی اور نوش نہ ہو تو پینے والے پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوں
گے اور اسی لیے وہ شراب جس میں مستی حرام نہیں ہے۔

میں نے محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ شراب سے تعلق نکلکو صفتی کے گوش

نمرے کے اعزازات

گزار کیا اور اس کو تائید کر موقع ملنے والی محمد بن عبد الوہاب کو نظر میں پور کر دو اور جتنا
اوسمی شراب پلاو۔

40

وسرے دن منیے نے مجھے اطلاع دی کہ اس نے شیخ کے ساتھ ہی کھول کر شراب
نوشی کی بہاں بک کر وہ آپ سے باہر ہو گیا اور مجھے چلانے لگا۔ رات کی آخری گھری میں
کلی مرچ جس نے مقابرت کی اور اب اس پر فناوت کا عالم طاری ہے اور چہرے کی آب و
ٹاب شتم ہو چکی ہے۔ خاصہ کلام یہ یہ میں اور صرف پوری طرح محمد بن عبد الوہاب پر چھاپکے
تھے۔ اس منزل پر مجھے نوازہ بادیاں عاقلوں کے وزیر کی سہری ہات پا دیئی جو اس نے مجھے
اوواع کرتے ہوئے کہی تھی۔ اس نے کہا تھا:

"ہم نے اپنیں کو کفار (مراد اہل اسلام ہیں) سے شراب اور جوئے کے
ذریعے دوبارہ حاصل کیا۔ اب اپنیں دو طاقتوں کے ذریعے دوسرا عاقلوں کو بھی پا مردی
کے ساتھ واپس لیتا ہے۔"

محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ ہی گھنٹکو کے دوران ایک دن میں نے روزہ کے
مسکن کو ہوادی اور کہا: "قرآن کہتا ہے: "روزہ تمہارے لیے بہتر ہے۔" اس نے یہیں کہا
کہ تم پر واجب ہے۔" لہذا اسلام میں روزہ واجب نہیں متحب ہے۔ (نمرے کے اس
واحش نظدیاں پر عبد الوہاب نجدی اس سے ہراہس ہو چکا ہے)

اس موقع پر عبد الوہاب کو هصہ آیا اور اس نے کہا: "تم مجھے دین سے
خارج کرنا چاہئے ہو۔"

میں نے کہا: "اے محمد بن عبد الوہاب ادین قلب کی پاکی، جان کی سلامتی اور
امدادی کا ہم ہے۔ یہ کیفیات انسان کو دوسروں پر قلم و زیادتی سے روکتی ہیں۔ کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ نہ ہب عشق و دوستی کا ہم ہے،" کیا قرآن یہیں کہتا: "یقین حاصل
کرنے تک اللہ کی عبادت کرو۔ اب اگر انسان یقین کا مل کی منزل پر بیٹھ جائے، خدا اور روز

41

تی مت اس کی دل میں رائج ہو جائیں، ایمان سے اس کا دل بڑھ جوہر بنتے اور وہ اچھے
ٹوک کا عامل ہو تو پھر روزہ کی کیا ضرورت ہاتھ روجاتی ہے؟ اس منزل میں وہ اہل ترین
انسانی مراثت سے وابستہ ہو جاتا ہے۔" محمد بن عبد الوہاب نے اس مرتبہ شدید خالق کی
اوپری نارِ سماں کا اعتماد کیا۔

ایک دفعہ میں نے محمد بن عبد الوہاب نجدی سے کہا: "نوازہ واجب نہیں"
اس نے پوچھا: "کیوں؟"

میں نے کہا: اس لیے کہ خداوند عالم نے قرآن میں کہا ہے کہ: "مجھے یاد کرنے
کے لیے نماز قائم کرو۔" پس نماز کا مقصد ذکر الحی ہے اور جیسیں چاہیے کہ تم اس کا نام اپنی
زبان پر بجا رکھو۔"

محمد بن عبد الوہاب نے کہا: "ہاں میں نے نہیں کہ بخش عادے دین نماز کے
وقت اللہ کے نام کی بھروسہ کرتے ہیں اور نماز انہیں کرتے۔"

میں محمد بن عبد الوہاب کے اس اعزاز سے بہت زیادہ خوش، وہ اگر احتیاط کا کچھ
دری میں نے اسے نماز پڑھنے کی یقین بھی کی، جس کا تجھ پر لکھا کہ اس سے یادنامی چھوٹ
گئی۔ اب وہ کچھ نماز پڑھتا اور کچھ نہ پڑھتا۔ میں سور سے صحیح کی نماز نما پا اس نے تک
بھی کر دی تھی۔ ہم لوگ رات کو دری تک جگتے جس کی وجہ سے صحیح نہیں اور خدا کرنے کی ہت
اس میں ہاتھیں رکھتی تھیں۔

قصہ مختصر، آہستہ آہستہ میں محمد بن عبد الوہاب کے بدن سے ایمان کا بادو
اٹا رہنے میں کامیاب ہو گئی۔ میں ہر روز اس سے اپنی میتھی ٹکٹکو کا سند جاری رکھتا۔ ایمان
کا زایک دن میں نے گھنٹکو کی حدود کو جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات (الله عز
آگے بڑھایا۔ اچھک اس کے پھرے پر تہ دیلی آئی اور وہ اس موضع پر ٹکٹکو سے لے لی۔

نہیں ہوا۔ اس نے بھے سے کہا: "اگر تم نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی تو
عمری تباہی دوستی کے دروازے سینک سے بیٹھ کے لیے بند ہو جائیں گے۔
میں نے اپنی محنتوں پر پانی پھرتے دیکھا تو فوراً انہا موضوع گفتگو بدل دیا اور پھر
اس موضوع پر گفتگو نہیں کی۔"

اس دن کے بعد سے میرا متفہد گھر بن، عہد اور وہاب کو رہبری اور پیشوائی کی گلزاری
ہو گیا۔ بھگت اس کے قلب درون میں اڑ کر شیخ سی فرقوں کے غالاہ اسلام میں ایک تیرے
فرقت کی سربراہی کی چیل کش کو اس کے لئے قابل بنا ہوا تھا۔ اس متفہد کے حصول کے
لئے ضروری تھا کہ پہلے میں اس کے ذہن کو بھیجا جائے اور انہی تھقیبات سے پاک کر
دوس اور اس عکوان سے اس کی آزادی خیالی اور بلند پروازی کو تقویت پہنچاؤں۔ اس کام میں
صلی اللہ علیہ وسلم کی بدوکھ ہبہ میرا متفہد اور دیاؤں کی طرح چاہتا تھا اور ہر ہفت
ہندگی مدت کو ہر جا تھا۔ خصیر یہ کہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسے صبر و قرار اور اسکے تمام
غضیرات ہیجن لیجئے تھے۔

میں نے اپنی ایک ملاقات میں محمد بن عہد اور وہاب سے کہا: "کیا یہ درست ہے کہ
بناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام صحاب سے دوستی؟"
اس نے جواب دیا "ہاں"

میں نے پوچھا: "اسلام کے قوانین والیں ہیں باوقتی؟"
اس نے کہا: "بے شک والی ہیں" اس نے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں
کہ "ظالِ محییۃ قیامت تجھے حال ایں اور حرامِ محییۃ قیامت تجھے رام ہے"
میں نے باتا خیر کہا: "میں بھی ان کی سخت پر ٹول کرتے ہوئے ایک درسے کا
دوست اور بھائی ہوتا چاہیے۔"

..... کے اعزیز افاقت
اس نے بھری پیشکش کو قبول کیا اور اس دن کے بعد سے تمام سفر و حضر میں مہریک
درے کے ساتھ رہنے لگے۔ میں اس کوشش میں تھا کہ جس پورے کو سچنے میں میں نے اپنے
بھائی کے دن صرف کے ہیں اب حقیقی جذبہ مکن ہو سکے اس کے پھلوں سے استفادہ کروں۔
حسب معمول میں ہر میتھی کی روپت انگلستان میں تو آپا دیاتی علاقوں کی
وارثت کو سمجھتا رہا۔ روپت انگلستان اب بھری عادت میں شامل ہو گئی تھا جس میں بھی میں
کوئی نہیں کرتا تھا۔ وہاں سے جو جوابات لکھنے چاہتے تھے وہ قسم کے تمام بڑی موصل افراد
اور پرمیڈ ہوا کرتے تھے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں بھری بہت بڑی حالت تھے۔ میں
اور محمد بن عہد اور وہاب نے جس راستے کا تسلیم کیا تھا، ہم اسے بڑی حیزی سے طے کر دے
تھے۔ میں سفر و حضر میں بھی اس کو تجھاں چکن چھوڑتا تھا۔ بھری کو شخصی کر میں آزاد خیالی اور
ذہنی مقائد میں چدت پسندی کی روشن کواس کے وجود میں استحکام نہیں۔ میں بیٹھ اس کو
پہ آس دیتا تھا کہ ایک تاباک مُلْخَلِی تھا رے انتظار میں ہے۔

ایک دن میں نے اس سے اپنا ایک بھجوتا خواب بیان کیا اور کہا: رات میں لے
جناب خاتمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بالکل اسی سریا کے ساتھ کری پر ہیٹھے دیکھا ہے۔ اسکا اور واٹھیں
منہروں پر بیان کرتے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے ملائے اور بزرگان دین نے ہم سے بھری
کوئی واقعیت نہیں تھی جا رون طرف سے ان کو گھیر کر رکھا تھا۔ ایسے میں میں نے ایکھا کر
اپا کہ تم اس بحی میں واٹھل ہو گئے۔ تمہارے پیہر سے نور کی شعائیں بچوٹ رہی تھیں۔
جب تم رسات مابے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پہنچے تو انہوں نے کھڑا ہو کر تمہاری قلیل بر کی اور
ما تھا پیدا اور کہا: "اے ہر سے ہمام محمد بن عہد اور وہاب تم میرے علم کے وارث اور مسلمانوں
کے دلی اور دنیاوی امور کو حسوار نے میں میرے جانشیں ہوں"۔

یہ کرم نے کہا: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر اپنے علم کا خاہر کرتے ہوئے مجھے
خوبی گھوٹی ہوتا ہے"۔

جذاب رہا سات ماں سے گفتگو نے فرمایا: خوف کو اپنے دل میں جگت دو کیونکہ جو کبھی تم اپنے ہارے میں سوچتے ہو، اس سے کہن زیادہ صاحب مرتبہ ہو۔ محمد بن عبد الوہاب نے بھرے اس کن گھڑت خواب کو ساتھ نہیں سے پھولنا شکایا۔ وہ مجھ سے ہار ہار پوچھتا تھا کیا تمہارے خواب پیچے ہوتے ہیں؟ اور میں مسلم امینان دلتار ہا۔ میں نے جھوٹ کیا کہ خواب کے تذکرے کے ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں نئے تذکرے کے طبقہ کا مسمی برداشت کر لیا ہے۔

⊗⊗⊗

اس دورانِ سچے نہد نے خلپنچا کر میں فرار کر بلہ اور بھجت کے مقدس شہروں کی طرف روانہ ہو جاؤں جو شہروں کے لئے قبلہ آرزو اور علم و دوامیت کے مرکز ہیں۔ اب سب سے پہلے میں مقدمہ کے طور پر ان دونوں مقدس شہروں کا ایک نہادست غیر مفتر پہلو کرنا چاہتا ہوں۔

اللشیع کے پہلے امام اور عامت اسلامیں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تدقیق شہر بھجت کی ایمیت کا سر اور حصہ آغاز ہے اور یہیں سے اس سنتی کا وجد و عمل میں آتا ہے اور یہ روز بروز چھٹیں جل جاتی ہے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت مراکز خلافت یعنی کوفہ سے بھجت کا فاصلہ چو گلہ میڑ تھا جسے پیدا ایک سکھے میں ملے کیا ہا اسکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جناب حسین علیہم السلام آپ رضی اللہ عنہ کے ہزارے کو پیشہ ٹھوڑ پر اس دورانیاد علاقہ میں لائے ہے آج بھجت کیجا تا ہے اور رات کی تاریکی میں آپ کو دفن کر دیا۔ اب یہ شہر بن الحبرین کا سب سے بڑا علاقہ کہلاتا ہے اور اس کی آبادی کو قدر سے کہن زیادہ ہے۔ اس جگہ الشیع کا حوزہ علیہ رحمہ ہے اور دنیا بھر کے علماء نے اس شہر میں بسیر انتخیار کیا ہے۔ ہر سال اس کے بازاروں، مدرسوں اور گھرروں میں احتفال ہوتا چلا جا رہا ہے۔ شیعہ علماء نصوصی الحرام کے حال ہیں۔ استنبول میں تیم جہلی خلیفہ مندرجہ ذیل دو جماعتیں کی بنا پر ان کا بڑا الحرام کرتا تھا۔

(۱) ایران کا بادشاہ شیعہ تذکرہ کا بھی وکار تھا اور ملائے بھجت کی نسبت ہائلی سائیں کا احرازم ایران اور ترکی کے دوستانہ روایت میں اشکام کا باعث تھا اور اس طرح دونوں ممالک میں جنگ کا کھلا فتح ہو جاتا تھا۔

(۲) بھجت کے اطراف اکناف میں بہت سے قابل آباد تھے جو ب کے سب سعی اور جنگ سے شیعہ مراجع کے بھر کار تھے۔ ان کے پاس فوجی اسلحہ اور افعیٰ تربیت نہیں تھی۔ یہ لوگ تقلیلی رعایتی کے عادی تھے یکیں علماء کی توجیہ برداشت نہیں کر سکتے تھے لہذا اگر ہنینوں کی طرف علماء کی بے احرازمی میں آتی تو وہ س کے سب ہنینوں کے خلاف تحد ہو جاتے ہو رپہ کوئی ٹکلدنی کی بات نہ تھی کہ استنبول کی خلافت ایسا خطرہ اپنے لیے مول لتی۔

(۳) ہماری ریاستے تشیع میں شیعہ علماء کی مرضیت قائم تھی لہذا اگر ہنینوں کی طرف سے زور ہو ار بھی ان کی امانت ہوتی تو ایران، ہندوستان، افریقہ کے تمام ممالک کے شیعہ برادریوں کے تھے اور یہ ہاتھ تک حکومت کے حق میں تھی۔

اللشیع کا درمقدمی شہر کر بلے معلقی ہے۔ یہ شہر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے فرزند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آج ہمک مسلم بھیل رہا ہے۔ عراق کے لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو دعوت دی کہ آپ تشریف لا میں میکن جوئی آپ اپنے خاندان کے ساتھ کر لاما معلقی پیچے جو کوئی تقریباً ۷۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے عراق کے لوگوں کا ہزار بدل گہرا اور دو یون ہزار کم امام کے خلاف لڑنے پر آباد ہو گئے۔

بیرونیں محاویہ اموی خلیفہ قابوی جس کی شام پر حکومت تھی۔ اموی اقتدار میں رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے سے بر پر کارہوا آخر کار ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ راقبوں کی

یہ بڑوی اور بیدنی لشکر کی پلیدی اور سکندی اسلامی تاریخ کی سب سے زیادہ شرمناک ایستان ہے۔ اس واقعے کے بعد آج تک دنیا کے قام شیعہ کربلا کو زیارت، عبادت، روحانی لگاؤ اور قبضہ کا مرکز ہائے ہوئے ہیں اور ہر طرف سے جو حق در جو حق وہاں پہنچتے ہیں۔ بھی اتنا جمع ہوا ہے کہ تاریخ نسبت میں بھی بھی ایسا اجتماع دیکھنے میں نہیں آپ کربلا کے شہر میں بھی شیعہ علماء اور مراجع دین اسلام کی خلیم درودیں میں ہمیشہ مصروف نظر آتے ہیں۔ یہاں کے دینی مدرسے طالب علموں سے بھرے رہتے ہیں۔ کربلا اور بھی ہلکل ایک دوسرے کی مثالیں ہیں۔ دجالہ رات عراق کے اوپرے دریا ہیں جن کا سرچشتہ کی کا ایک کوہستانی علاقہ ہے۔ میں انہم بن کی کھیتیاں اسی کے دم سے آباد ہیں اور یہاں کے لوگوں کی خوشحالی انہیں دریا کی سر ہوں ملت ہے۔

جب میں اندرن وابہن گروتی میں نے تو آبادی ای علاقوں کی وزارت کو یہ پیغام کی کہ وہ حکومت عراق کو اپنا فرمایہ دار ہنانے کے لئے دجلہ فرات کے سلسلہ کو کنٹرول کرے اور شورش اور بغاوت کے موقعوں پر اس کے راستے تبدیل کرے تاکہ وہاں کے لوگ انگرزوں کے استغواری مقاصد کو مانے پر مجبور ہو جائیں۔

میں ایک برباد سوداگر کے بھیں میں جنگ پہنچا اور وہاں کے شیعہ علماء سے رسماواہ بڑھانے کے لئے ان کی دری مخلسوں اور مہاذ کی مخلسوں میں شرکت کرنے لگا۔ محلیں پیش اوقات بخشنے اپنے اندر جذب کر لئی تھیں کیونکہ ان میں قلب و صیر کی پاکی عظم فرماتھی۔ میں نے شیعہ علماء کو انتہائی پاک دہن اور پر بیزگار پاپا یا لیکن مخلسوں کر ان میں زمانے کی تہذیل کے اثرات کا فتنہ ان تھا اور یہاں کے اقلیات نے ان کی لگر میں کوئی تہذیلی پیدا نہیں کی تھی۔

(۱) بھج کے علماء اور مراجع عظامی حکام کے شدید مخالف تھے اس لئے نہیں کہ وہ من شے بلکہ اس لئے کہ وہ خالق تھے اور عوام ان سے ناخوش تھے اور اپنی مجات کے لئے ان کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔

(۱) دو لوگ اپنا تمام وقت رہن اور رہنی علوم، مہادث پڑھن کرتے تھے اور قرآن و سلسلہ کے پادریوں کی طرح انہیں چدیوں علوم سے پہنچنی تھی اور اگر کچھ جانے بھی تھے تو وہ ان کے لئے زندگانی کے برادر تھا۔

(۲) انہیں دنیا کے سیاسی و اتفاقات کا تقدیم کرنا تھا اور اس حکم کے مسائل پر ہمچنان کے ہے ایک بالکل مبہش اور بیہودہ تھا۔ انہیں دیکھ کر ہیں آپ عن آپ کہتا تھا، واقعی یا لوگ کئے بدھتے ہیں۔ دنیا جاگ ہجی ہے گریا ابھی خواب خرگوش ہی میں پڑھنے ہوئے ہیں۔ شاید کوئی چہہ ہوں تو جو ان کو اس خواب گراں سے بیدار کرے۔ میں نے بھضھا میا سے خلاف ہٹا دی پرے کے خلاف تحریک چلانے پر لکھکوئی لیکن انہوں نے اپنی طرف سے وہی دھمل لکھا ہر نہیں کیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دو لوگ اس حکم کے مسائل سے پہنچنی پڑیں، رکھنے۔ بھضھ لوگ بہرہ ادا تھے اور بہری بات کا یہ ملمبوہ کالتے تھے کہ میں اپنا کے حالات کو دار گوں اور نظام عالم کو برم کرنا چاہتا ہوں۔ ان علماء کی نظر میں خلاف مقدمہ دھتم تھی۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انہیں ظہور ہندی مسودے پہلے آل ہاشم کے خلاف کوئی اقتدار نہیں کرہے چاہیتے۔ مہدی سو مدد شیعوں کے ہار جویں امام ہیں جو بھیپن ہی میں پر دہنیب میں پڑھے گے ہیں اور ابھی تک زندہ ہیں۔ آخری زمانے میں ان کا ظہور ہو گا اور دو دس وقت دنیا کو عدل و انصاف سے بھروسی گے جب وہ کمل طور پر عالم دزیادتی سے بھر جائی ہو گی۔

میں اس طرح کا عقیدہ، رکھنے والے اسلامی انسدوں کے ہارے میں ہخت بیان تھا۔ ان کا عقیدہ بھیزی قشری یہ سائیوں کا عقیدہ تھا جو قیام عدل کے لئے حضرت میسی میلے اسلام کی بازگشت کے حاکل تھے۔ میں نے ایک عالم سے پوچھا کیا آپ کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ابھی عالم دنیا کی خلاف رزم آرا ہو گردی یہی میں اسلام کا بول بالا کیا ہے؟ بالکل اسی طرح جس طرح بیزیز اسلام (مکمل) نے ناموں کی خلاف جھاڑ کی تھی؟

انہوں نے فرمایا۔ شہر اکرم (علیہ السلام) کو خدا نے اسی کام کے لئے ماسور کیا تھا اور اسی لئے ان میں اس کام کو انجام دیتے گی تو اتنا ہی تھی۔

میں نے کہا: کیا قرآن یقین کرتا: "اگر تم اللہ کی مدعا کرے گے تو اللہ بھی تمہارا مدعا کر جوکا" (ان تَسْتَرُوا اللَّهُ يُنْتَرُ إِنَّمَا) (سورہ محمد۔ آیت ۷۶)۔ بعد اتم بھی اللہ کی طرف سے غالبوں کے خلاف تواریخ میں پر ماں وہی میں اس کام کو انجام دیتے گی تو اتنا ہی تھی۔ آنکار ریچ ہوگراس نے لکھا: "تم ایک تجارت پیش آدمی ہو اور ان موضوعات پر مختصر کرنے ایک سلسلہ علمی ضرورت ہے جس کے لئے تم مناسب نہیں ہو۔"

اب زرائیف کی طرف آئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روشنے کے پارے میں مختصر کریں۔ ہر یہ پر ٹکوہ اور ہائیکٹ آرامگاہ ہے۔ پوری عمارت ضاگی، نھاشی، آئینہ کاری اور مختلف بجاوں کا بے مثال شاہکار ہے۔ اطراف عمارت پر ٹکوہ کرے، طلائی ناب کا عظیم ٹنڈہ اور سونے کے دو بیان ایک عجیب مظہر پیش کرتے ہیں۔ شیخ حضرات ہر روز گروہ درگروہ روضہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور وہاں کی نماز جماعت میں شرکت کرتے ہیں۔ وہ لوگ ہر یہے والہاں انداز میں اخلاق اور ادب کا بھروسہ کر ضریح کو پسند دیتے ہیں۔ داخلہ سے پہلے عشقان امام دروازے پر خود کو گردیتے ہیں اور ہر یہے اخڑام سے باہم کی زمین کو پہنچتے ہیں۔ پھر نام محل رضی اللہ عنہ پر دو ہیچے ہیں اور اذان و خول پر چڑھ کر حرم میں اٹھیں ہو جاتے ہیں۔ حرم کے چاروں طرف ایک ظیم الشان گھنی ہے جس میں بہت سے کمرے بنے ہوئے ہیں جو علاۓ رین اور زارین حرم کی اقامات گاہیں۔ کربلا یہ صحنی میں دشہر آرامگاہیں ہیں جو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ چھپ میں واقع دھرست علی رضی اللہ عنہ کی آرامگاہ کے طرز پر بنائی گئی ہیں۔ پہلی آرامگاہ امام نسیم رضی اللہ عنہ کی اور دوسری حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ہے۔ کربلا کے زارین یہی

اب کی طرح روزانہ حرم میں حاضری دیتے ہیں۔ اور امام کی زیارت کرتے ہیں۔ کربلا کوئی دور بھٹ سے زیادہ خوش منظر ہے۔ چاروں طرف ہر بھرے خوشیاں ہات اور ان کے درمیان دریا کے بہتے پانی نے اس کی خوبصورتی میں چارچاند لگائیے ہیں۔

ان شہروں کی ویرانی اور آشفتہ حاجی نے ہماری کامیابی کے موقع فراہم کر دیکھ لی۔ لوگوں کی حالت زار و کیم کریں اندراز دلگایا جا سکتا تھا کہ عثمانی حکام نے ان شہروں کے رہنے والوں کے ساتھ کیں کیں جو اکابر کیا اور کبھی کبھی زیادتیاں کیں۔ یہ لوگ ہر یہے نادان، لاپی، اور خود سر تھے اور جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عراق کے لوگ ان کے زر پر یہ غلام ہیں۔ پوری قوم حکومت سے نادان تھی اور جیسا کہ میں پہلے مرشی کر رہا ہوں کہ شیخ حضرات اپنی آزادی چھپنے کے ہادی جو دکام کے ٹلم و ٹم کو سبڑہ سکون کے ساتھ سہ رہے تھے اور کوئی روکنے میں خالی ٹھہر گئیں کر رہے تھے، ایں سب حضرات کا بھی یہی مال تھا۔ وہ لوگ اپنی سر زمین پر ترک گورنر کے تسلط سے بہت ناخوش تھے خاص طور پر جبکہ اگری روگوں میں عرب اشرافیت کا خون دوز رہا تھا۔ اور ہر خاندان و ممالک سے واپسی رکھے والے افراد حکومتی انتظامات میں اپنے آپ کو عثمانی گورنر سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ تمام بھتیاں ویران ہیں۔ گروہ خبر سیکی والوں کا مددوہ ہیں پوکا تھا۔ ہر طرف بد اٹھی کا دور دو رہا۔ راستوں پر پلیسے قابض تھے اور اس تک میں بیٹھ رہتے تھے کہ حکومت کی سر پرستی سے آزاد کوئی قالب دہاں سے گزرے اور وہ انہیں ہونا شروع کر دیں لہذا ہر یہے ہر بے قائل صرف اسی وقت منزل قصودتیک ملکیت کے تھے جب انہیں مسلح آدمیوں کے ذریعے حکومت کی حمایت حاصل ہو۔ دوسری طرف تھا لی جہز پوس میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ کوئی دن ایسا نہ تھا جس میں ایک قیلہ دوسرے قیلہ پر عمل آور رہ ہوا دل و غار بگری کا ہاڑا اگر حرم نہ ہوتا ہو۔ روز اسکی افراد حکومت کے گھات اتر جاتے تھے تاریخی اور بے طی نے

پرے عراق کو جیب طرح اپنی پیٹ میں نے رکھا تھا۔ یہ واقعات قرون وسطی میں پادریوں کے دور کی بادشاہی کر دی تھے۔ صرف بھٹ اور کڑا کے خداوں سے متعلق ہے یا ہم کسی قدر طالب علم یا وہ لوگ جس کا ان علماء سے مل جوں تھوڑے گرد سب کے سب جاں تھے۔ ملکی اقتصاد کا پیسہ جام ہو گیا تھا اور پیاری، بروزگاری، جماعت اور بدینکنیوں نے شدت سے منوط لوگوں کو گھر دیکھ لیا تھا۔ ملکت کا شیراز، گھر پر کھڑا تھا۔ ہر طرف ایک بچا ملپاٹا حکومت اور عوام کے درمیان مقامات کی کی تھی اور وہ ایک دوسرے کو بنا اٹھ کر کھٹکتی۔ ان کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہیں تھا۔ علاجے دین مسائل میں اس طرح غرق تھی۔ کہ دنیا کی زندگی ان کی نظریوں سے اوپل ہو گئی تھی۔ زمین نشک اور کھیتیں اجاڑتھیں۔ وجہ وفات کے دلوں دریا کیجیتوں کو سیراب کرنے کی وجہے ایک آشنا سرمهان کی طرح یا یہی زمینوں کے حق سے برعت گزد رہے تھے۔ ملک کی پاٹھوں حالی یقیناً ایک انقلاب کا عقیل غیر تھی۔

حضرت یک میں نے کربلا اور بھٹ میں چار میئن گزارے۔ بھٹ میں، میں ایک ایسی پیاری میں جتنا ہوا کہ جیئے کی آس لوٹ گئی۔ تم بخشنے تک یہ مری حالت بہت بڑی ہو گئی۔ ۲۷ خرداد بھٹ شہر کے ایک ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہوا۔ اس نے میرے لیے کچھ دوائیں تجویز کیں جیسے کہ اسٹھان سے میں بدر تھے، بہتر ہوتا چاہی۔ اس سال گزی بھی بڑی شدید اور ناقابل برداشت تھی اور میں نے اپنی پیاری کا تمام وقت ایک تہبہ خانے میں گزارا جو کسی قدر پر سکون اور خستہ تھا۔

میرا ماں لکھ مکان میرے دیے ہوئے حضرت پیسے سے میرے لیے دوا دارو اور کھانے پینے کا انعام کرتا تھا۔ وہ حضرت علی رضی اشاعر کے دواروں کی نمدت کو تقریباً اسی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ پیاری کے ابتدائی دلوں میں یہ مری غذا مارٹک کا سوپ تھا لیکن بعد میں ڈاکٹر کی اجازت سے میں نے گوشت اور چاول بھی استعمال کرنا شروع کیا۔ پیاری سے کسی

اور اداة کے بعد میں بقدر وادا نہ ہوا اور وہاں چاکر میں نے کربلا، بھٹ، حملہ اور بنداد سے حقائق اپنے مجاہدات کو تقریباً سو صفات پر مشتمل ایک رپورٹ میں ادا دیا تھی علاقوں کی وزارت کے لیے قم کیا اور لندن بھیجنے کے لیے اسے بقدر میں مذکورہ وزارات کے نمائندہ کے پردازیا اور اپنے رکنی کیا لندن واپس جانے سے متعلق نئے احکامات کے اتفاقاً میں بیخارا۔ یہاں یہ بات بھی بتاتا چاہوں کہ میں واپسی کے لیے بہت پہ میں تھا کیونکہ اپنے دہم، خداوندان اور عزیز دا قارب سے چھوٹے گھٹے ایک عرصہ ہو گیا تھا۔ خاص طور پر وہ کر را پسند نہیں کا خیال آ رہا تھا جو میری عرض را اگلی کے پہنچ عرض سے بعد تھی اس دنیا میں اور ہوا تھا۔ ان کو معلوم کیا یاد بھیجے، بہت پہ میں کر رہی تھی۔ اسی باعث میں نے ایک درخواست میں ایک مختصر عرض کے لیے واپس اندن آنے کی اجازت چاہی تھی۔ مجھے عراق میں تین سال کا عرصہ ہو گا تھا۔ بقدر میں ادا دیا تھا میں تو ادا کے نمائندہ کا اصرار تھا کہ میں پارہ اس کے پاس نہ جاؤں کیونکہ اس طرح ملک کی ایک بھٹھے تک کی تھا، وہ سے دیکھنے کیس اور اسی بات کو مدھر رکھتے ہوئے میں جلد کے قریب ایک مسافر خانے کو پہنچا کر نہیں بنا سکتا۔ اسے آدا دیا تھا علاقوں کی وزارت کے نمائندہ نے کپھا تھا کہ لندن سے جواب آتے ہی مجھے باخبر کر دیا جائے گا۔ بقدر میں احتمات کے درمیان میں نے اس شہر کا عام مساعیں میں ہدایتی حکومت کے پاپر تفت "قططیفہ" سے مواد نہ کیا تو مجھے ان دلوں میں نہیاں فرق جھوٹ ہوا جو عربوں کی سبست عثیتوں کے برخلاف غلط اعلان اور گندگی کا سکن بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ دی تھی۔ بھرہ سے کربلا اور بھٹ کچھ کے چند ماہ بعد مجھے شیخ محمد بن عبد اوباب جندی کا خیال آیا۔ میں اس کی طرف سے واپسی مبتدا تھا۔ میں نے اس پر بڑی محنت کی تھی لیکن مجھے اس پر بھروسے نہیں تھا کیونکہ وہ تلوں ہزار واقع ہوا تھا۔ اس کے طلاوہ وہ نہیں کا بھی بڑا تیر تھا اور ذرا اسی بات پر آپ سے باہر ہو جایا کرتا تھا۔ ان خصوصیات کے پیش نظر مجھے ہر کا

خدا کے کہلیں میری محنت اکارت نہ جائے اور جس خواہش کو میں ایک مرصد سے اپنے سینے میں
لے پاگر باتھاں پر پانی نہ پاگر جائے۔

جس دن میں بصرہ کی سمت روانہ ہو رہا تھا وہ ترکی جانے پر بھند تھا کہ وہاں جا کر
اس شہر کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ میں نے بڑی تخت سے اس سفر سے باز
رکھا اور کہا مجھے ذر ہے کہ تم وہاں چاکر کوئی انکی اتحادی سیہو جی ہات نہ کر دیجو، جس سے تم پر کفر
والی دکا لرا م عائد ہو اور جسرا خون رایگان جائے گیں بھی ہات یہ تھی کہ میں نہیں چاہتا تھا
کہ وہاں چاکر وہ بخش علائے الحست سے کوئی رابطہ قائم کرے کیونکہ اس میں اس ہات کا
خطرہ تھا کہ کہیں وہ لوگ اپنی حکومت دیلوں کے ذریعے دوبارہ اسے اپنے جاں میں نہ چھانس
لیں اور میرے تمام منصوبے دھرم کے درجے کے درجے رہ جائیں۔

جب میں تے دیکھا گھب بن عبد الوہاب بھری بصرہ جانے پر صرف ہے تو مجبوراً میں
نے اسے ایران جانے پر ابھارا کہ وہاں جا کر وہ شیراز اور اصفہان کی میر کرے۔

یہاں اس ہات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان دونوں شہروں کے رہنے
والے شیدہ ذہب کے ہر دکار چیز اور یہ ہات بعید از قیاس تھی کہ شیخ ان کے عقائد سے متاثر
ہو۔ مجھے اس بارے میں پورا اطمینان تھا کیونکہ میں شیخ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ رخصت
کرتے ہوئے میں نے اس سے پوچھا، "تھیہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" اس
نے کہا، "درست ہے کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ کے ایک صحابی عمار، ان شرکیں کے وارے
جنہوں نے ان کے ماں پاپ کو قتل کر دیا تھا اپنے آپ کو مشرک ظاہر کرتے رہے اور ختنی
مرتبت تھی لے جاتا تھا اسرا رحمی اللہ عنک اس روشن کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔"

میں نے اس سے کہا، "پس تم پر بھی واجب ہے کہ ایران چاکر تھی کوئی بھولوادا اپنے
آپ کو نہ اس شیدہ ظاہر کر دتا کہ اعزازات سے پہنچ رہا اور علماء کی محبت بھی تمہیں شامل

بے اور ساتھی ساتھ ایسا نہ کے آداب و رسوم بھی تم پر کھل جائیں یعنیکہ آحمدہ ہل کریں
معلومات تھا بارے بہت کام آگئیں اپنے مقاصد میں بڑی کامیابی عطا کریں گی۔

اس گفتگو کے بعد میں نے اسے پکھر قلم "زکوڑ" کے عنوان سے دی۔ زکوڑ ایک
طرح کا اسلامی تکھیں ہے تھے سرمایہ اداروں سے وصول کیا جاتا ہے تاکہ اس آمدی کو امت
کی قلاع و بہادر پر فرش کیا جائے۔ جاتے ہوئے میں نے راستے تھی میں اسے ایک گھوڑا
فریڈ کر دیا کیونکہ اس کی خفت ضرورت تھی اور پھر میں اس سے ایک ہو گیا اور اس دن
سے اب تک اس کی کوئی خرچی ہے اور نہیں معلوم کہ اس پر کیا بھی ہو گی۔ مجھے زیادہ تنویری
اس لیے بھی تھی کہ ہم نے بصرہ سے لگتے وقت یہ طے کیا تھا کہ بھیں واپس بصرہ تھیں پہنچا ہے
اور اگر ہم میں سے کوئی وہاں نہ پہنچ کے تو اپنی کیفیت "عبدال رضا ترکمان" کو لکھ سمجھتا ہے تاکہ
وہ میں سے باخبر ہو گر ابھی تک اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں مل تھی۔

کچھ عرصہ انتشار کے بعد بالآخر خزو آیا دیاتی علاقوں کی وزارت سے ضروری
اکامات بندوں پہنچے اور میری حکومت نے مجھے فوری طور پر طلب کیا۔ لندن و پیٹھیت ہی تو
آہدہ دیاتی علاقوں کی وزارت کے سیکریٹری اور علی عہد یادوں کے ساتھ ہم نے ایک کمیٹی
تھیکیں دیا۔ میں نے اس جلسے میں اپنے فرماں، اقدامات اور مطالعات پر مبنی رپورٹ کو
لندن حکام کے سامنے پیش کیا اور انہیں میں انہرین کی کیفیت سے بھی آگاہ کیا۔

عراق سے متعلق میری فراہم کردہ معلومات اور میری کارگزاریوں نے سب کے
دل جیت لیے تھے۔ پہلی بھی عراق سے میں نے کی رپورٹیں ان کے لیے روانہ کیں تھیں۔ اور
ان سب سے وہ ملمن تھے۔ اور صرف نے بھی ایک رپورٹ بھی تھی جو پوری طرح میری
رپورٹ کی تائید کرتی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے یہ ہات بھی معلوم ہوئی کہ وزارت خانے میری
گھری کے لیے کچھ منصوب افراہ میرے پیچے لگا رکھے تھے جو سڑدھڑ میں مجھ پر لاؤ رکھتے

تھے۔ ان افراد نے بھی اپنی رپورٹوں میں ہمہ طرزِ عمل اور وجہی سے رضاخت کا اظہار کیا تھا۔ اور ان رپورٹوں کی تصدیق کی تھی جو میں نے لندن بھیجنے تھیں۔ اس مرتبہ کل طور پر میدان میں بے باح ہیں تھا۔ اور سب مجھ سے خوش تھے۔ یہاں تک کہ اس دور کے سیکریٹری نے وزیر سے بھری ملاقات کے لیے وقت لیا اور میں اس کے ساتھ وزیر سے ملنے گیا۔ مجھے دیکھتے ہی وزیر کے پیچے پر ایک گونہ ٹانکٹکی آئی اور پڑائے پر تاک انداز میں خوش آمدید تھے ہوئے اس نے مجھ سے ہاتھ ملا لایا۔ یہ ملاقات گزشتہ کی ہے جان ملاقاتوں سے سیکریٹری تھی جو اس بات کو ظاہر کرنی تھی کہ میں نے اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بیداری ہے۔

ذی غائب طور پر یہی اس مہارت کا اعتراف تھا۔ جس کی وجہ پر میں نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اس نے اپنی ٹانکٹکوں کے دروان مجھ سے کہا تھا: "محمد بن عبد الوہاب پر تسلیف آتا پادری تو وزارت کا سب سے اہم سلسلہ تھا"۔ اس نے بڑی شدت سے پر تاکید کی تھی کہ میں محمد بن عبد الوہاب کو ایک معلم منصوبے کے تحت ان امور سے آگاہ کروں جنہیں آنکھہ جل کر اسے یہ نجماں ہیں۔ وہ پورا پار اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ عظیم برطانیہ کے لیے میری تمام خدمات شیخ محمد بن عبد الوہاب پیسے ٹھنک کی جتو اور اس پر اپنا اثر و نفع ذقائم کرنے کے مقابلے میں پاٹنگ بھی نہیں۔ تو آبادیاتی علاقوں کے وزیر کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں محمد بن عبد الوہاب کی گشادگی کے بارے میں یہاں پر بیان ہوں تو اس نے نہایت اطمینان سے جواب فرمایا۔ "پر بیان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم نے جو کچھ شیخ کو پڑھایا تھا وہ ابھی تک اسے یاد ہے اور ہمارے آدمی اصفہان میں اس سے رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ ابھی تک اپنی ذاگری قائم ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔ شیخ نے اپنے اس غرور و خوت کے ساتھ اگر یہ چاہوں کو کیوں کراچاڑت دی ہو گی کہ وہ اس بات کے ارسے میں محلہات

کے ساتھ اپنے اقتدار سے انجام دے سکو۔"

اور ہم ایکشن میں وہ معلوم پر وزیر سے بات چیت کرتے ہوئے مجھے خوف ہمہوں ہوا کہ کہنے والے اہم ملک میں ہے۔ بعد میں شیخ سے دوبارہ ملاقات پر نجگہ پر کچھ معلوم ہو گیا۔ اور اس نے قائم مقام کو کہتا ہے اس نے بتایا کہ اصفہان میں اس کی وحی عبد الکریم نہیں ایک شخص سے ہوئی جو اپنے آپ کو اقبال قائم خاکبر کرتا تھا اور اس نے شیخ پر اپنا حکم بخاکر اس کے قائم مقام علوم اکیلی تھے۔ اس کے ساتھ ہی صدی بھی کچھ عمر سے بعد اصفہان آئی اور اس نے مزید وہ مہینے کے لیے شیخ سے مدد کیا۔ شیراز کے سفر میں وہ اس کے ساتھ ہوئی تھی بلکہ عبد الکریم نے اسے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ شیراز میں عبد الکریم نے شیخ کے لیے صدی سے بھی زیادہ خوبصورت اور کا اعتماد کیا تھا اور وہ شیراز کے ایک بیرونی خاندان کی صنیل و جیل بڑی تھی جس کا نام آئی تھی۔ عبد الکریم اصفہان کے ایک مادر پدر آزاد مہماں کا ایک ارضی نام تھا اور وہ بھی آپ کی طرح ایران میں بر طایفہ نوکی آبادیاتی علاقوں کی وزارت کا ایک قدم بھر ملا تھا۔

محض ٹھنک کر عبد الکریم بھی ہمیں آبادیاتی علاقوں کی وزارت کی خواہشات کے میں مطابق ذمہ والا شیخ محمد بن عبد الوہاب کو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کی خواہشات کے میں مطابق ذمہ والا اور آنکھ کی پاٹنگ کو روپ عمل لانے کی ذمہ داری اختیار پر آمادہ کیا۔ یہاں پر کچھ بھی ذکر ہے کہ وزیر سے ملاقات کے موقع پر سیکریٹری کے طاوہ وہ وزارت کے داخلی عبد پیدا رکھی وہاں موجود تھے۔ جنہیں اس وقت تک میں نہیں جانتا تھا۔ وزیر نے اچالس کے اعتماد پر مجھے وہاں کو جو دوڑھ تھے۔ جنہیں اس وقت تک میں نہیں جانتا تھا۔ وزیر نے اچالس کے اعتماد پر مجھے وہاں کو جو دوڑھ تھے۔ جنہیں اس وقت اسے نہیں جانتا تھا۔

سے کہا۔ "اب تم انگلستان کی تو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے سب سے بڑے انتخابی نشان کے حق دار ہو اور وہ اعزاز یہ ہے جسے ہماری حکومت صرف اول ہے جا سوں کو دیا کرتی ہے۔" وابھی پر اس نے قطبی انداز میں کہا۔ "میں نے سیکریٹری سے کہہ دیا ہے کہ وہ تمہیں حکومت کے بعض پوچشیدہ اور "رازداران" مسائل سے آگاہ کرےتاک تم اپنی ذمہ داریوں کو زبردہ بہتر طریقے سے انجام دے سکو۔"

وزیر کی خوشبوی کے سبب بھری دل و نکلی جھنچی مظہور ہوئی اور مجھے اپنی بیوی اور ایک عدی پیچے سے ملے کا موقع ملا۔ بیرونی کا جواب تین سال کا ہو پکا تھا، باکل براہم ٹکل تھا اور بعض الفاظ بڑے مٹھے انداز میں بولنے لگا تھا۔ اس نے چھا بھی کیکھ لیا تھا۔ میں حقیقت اپنے دل کے گلرے گوہ میں پر چھا پھر تھا۔ افسوس کو خشی کے پھات بڑی تیزی سے گزربہ ہے تھے۔ بیوی اور پیچے کے ساتھ گزدے والے لمحات واقعی ناقابلیت ہیں۔ اور زندگی کی تمام لذتیں اس کے آگے بیجیں ہیں۔ بیرونی ایکسری بر سیدہ چیخ تھی جس کی بھج پر بھپت ہی سے نواز شات اور مہربانیاں رہی ہیں۔ میں اس سے مل کر کس قدر خوش ہوا، اس کا اندازہ کسی کو نہیں ہو سکتا۔ بیرونی اس سے بیآ خری و ماقات تھی اس لیے کہ دن کی چھیندوں کے بعد جب میں تیسری مرتبہ اپنے سفر پر روانہ ہوا تو نہایت افسوس کے ساتھ مجھے اس کی موت کی اطاعت لیں۔

بیرونی دل کی یہ چھیاں پاک بھپتے گز رکھیں۔ یہ ایک تیز حقیقت ہے کہ زندگی کے پر سرت لمحات بھیش بڑی تیزی سے گزرتے ہیں اور مصیبت کی گزیاں اپنے دامن میں سالوں کا فاصلہ رکھتی ہیں۔ لدن کے پر سرت لمحات میں، میں نے اپنی بھنڈ کی پیاری کو باز کیا جس کا مر فهو میرے لئے ایک صدی ہیں گیا تھا۔ میں کسی طرح بھی مصیبت کے ان یام کو بھلانگیں سکتا۔ خوشی کے لمحات کو تاریخ اسیں کرو و مھا ب کے دلوں کی کوافت کو بیادوں کے درچکوں میں نہ آنے دیں۔ دل دن کی چھیاں مانانے کے بعد آنکھ کے انگوڑ سے باخبر ہونے کے لئے بدل نہواست وزارت فراز گی۔ بیکری سے ماقات کے موقع پر میں نے اسے بھیش کی طرح خوش و خرم پایا۔ اس نے مجھ سے بڑی گرجوٹی کے ساتھ ہاتھ ملا یا اور دستائے لجھ میں کہا:

نو آبادیاتی امور کے خصوصی بیکھ کی مرضی کے طلاقت اور یہ نواز مجھے یہ بھر دیا
ہے کہ میں تھیں دو اتمر موزے آشنا کر دیں۔ ان رہوار سے اقیقت آنکھ کے پرہ گرا افسوس

میں تھا رے لئے بہت ملید غائب ہو گئی اور ان دو ماہوں سے نو آبادیاتی طاقوں کی دلارت کے صرف چند ایک مہر ان ہی باختر ہیں۔ یہ کہ کوئی نے یہ را ہاتھ تھا اور اپنے ساتھ دلارت خانہ کے ایک کرے میں میں لے گئی جیساں پکھ لوگ ایک گول بیڑ کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر تجھ سے بیرونی بیچ لکھتے رہ گئی۔

وزیر کے ساتھ میں جس کرنے میں گیا وہاں موجود افراد کی بیکھ بیوی کی
(۱) ہو بہو سلطنت عالیٰ کا جلال افراد بیکھ بورت کی اور اگر بیڑی زبانوں پر بڑی
بھارت سے سلطنت تھا۔

(۲) قطبیت کے شیخ الاسلام کی ووری حقیقت سے قریب صوری۔

(۳) شہنشاہ ایران کا زندہ مجسوس۔

(۴) درہ ایران کے شید عالم کی مکمل ہیئت۔

(۵) بھٹ میں شیعوں کے مریع کا بے محل سر اپا۔

یہ آخری تین افراد فارسی اور اگر بیڑی زبانوں میں لٹکو کر رہے تھے۔ سب کے نزدیک ان کے پرانیوں سکر بڑی بر ایمان تھے جو ان کی باتوں کا فوت ہا کر حاضرین کے لیے اس کا ترجمہ چیل کر رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام پرانیوں سکر بڑیوں کا کسی زمانے میں مدد کو، پانچ ٹھیکھیوں سے بہت قریب کا رابطہ پکھا تھا اور ان کی مکمل روپی دلست کے تحت ان پانچ ٹھیکھیوں کو اقرار کو یہید تمام عادات و خصال کے ساتھ ظاہری و بالفی احصار سے اصل افراد کی مکمل تصویر بنایا کیا تھا۔ یہ پانچوں سماں کی اپنے فرائض اور مقام و منصب سے بخوبی آٹھا تھا۔ بیکری نے آٹھا عن کرتے ہوئے کہا: ان پانچ افراد نے اصل ٹھیکھیوں کو ہر دو پھر رکھا ہے اور یہ بتانا چاہئے یہیں کوہ کس طرح کی سوچ رکھتے ہیں اور آنکھ کے پارے میں ان کا کسی دلیل ہے۔ ہم نے استبول، تبران اور بھنپ کی مکمل اطاعت افسوس

فراتر اُردی ہیں۔ اب وہ اپنی بیت کو حقیقت پر جھول کیے ہیٹھے ہیں اور اسی اساس کے ساتھ اپنی حاصل کردہ معلومات سے ہمارے سوالات کو جواب فراہم کرتے ہیں۔ ہماری جانش پر ناچال کے مطابق ان کے ستر فیصد جوابات حقیقت کے میں مطابق یا برابر ہیے کہ اصل شخصیتوں کے انکار سے ہم آنکھ ہاتے ہیں۔ سمجھنے کے اپنی لفظوں کے دوران مجھے خدا بکر کے کہا۔ "آخر تم چاہو تو اس میں کسی کا انتہا نہ لے سکتے ہو۔ مثال کے طور پر بحث کے شیوه مرحٗ تخلیق سے بوجا ہو پوچھ سکتے ہو۔"

میں نے کہا، بہت اچھا اور فوراً حق پر جو سوالات پوچھ دیں۔

بهراب جہا سوال پیغام "تجدد" کعبہ ایک آپ اپنے مقلدین کاں پاٹ کی اجازت دیتے ہیں کہ وہنی ہلالی حکومت کی خلافت پر کمر بست ہوں اور ان کے خلاف اعلان جنگ کریں؟" غلی سوگی مرحٗ تخلیق نے پوچھ دیر سوچا اور کہا: "میں مطلق جنگ کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ وہ سیکی مسلمان ہیں اور قرآن کی آیت کہتی ہے کہ " تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں " صرف اس حکومت میں جنگ جائز ہے جب ہلالی مکران غلام دختر پر اڑا ہیں۔ اسی حالت میں امر بالمعروف اور نبی مُنَّہ انہاکل کے تحت ان سے جنگ لای جاسکتی ہے۔ وہ اس وقت تک جب آثار غلام راں نہ ہو جائیں اور غلام غلام سے بازدھا جائے۔"

میں نے بھروسہ را سوال پوچھا: "حضور اللہ ایکو یوں اور عیسیٰ یوسف کی بحاست کے بارے میں آپ کا کیا ذیل ہے؟ کیا یوگ واقعی ہاپاک ہیں؟" اس نے کہا: "یاں، یہ دونوں فرقے مسلمان ہیں اور مسلمانوں کو ان سے دور رہنا چاہیے۔"

میں نے پوچھا: "اس کی کیا وجہ ہے؟"

اس نے جواب دیا: "یہ دراصل مساویانہ سلوک کا سلسلہ ہے کیونکہ وہ لوگ بھی جیسیں کافر رہتے ہیں اور ہمارے شیخوں کی حکم دیکھ رکھتے ہیں۔"

اس کے بعد میں نے پوچھا: "پیغمبر اکرم ﷺ کی سفاری سے متعلق اتنی تاکیدات کے بعد مثقالی ایمان کی علامت ہے، پھر کیون حضرت علی بن محبی اللہ عنہ کے ہمیں مطہر اور قائم افراد میں اس قدر گندگی پھیل رہتی ہے؟"

مرجع تخلیق نے جواب دیا: "بے جنگ اسلام نے صفائی اور سختگیری کو ایمان کی دلکشی کا کیا کیا جائے کہ جعلی حکومت اسے اعمال کی بے توجہ اور پاٹی کی قلت نے پھیلات پیدا کی ہے۔"

وپر پاٹتی تھی کہ اس بادلی مرجع تخلیق کی آنکھی اور حاضر جوانی بحث کے حقیقی مرفع تخلیق کے میں مطابق تھی۔ فتنہ عالمی حکومت کے اعمال کی بے توجہی کی بات اس نے اپنی طرف سے اس میں ملائی تھی کیونکہ بحث کے عالم کی زبان سے یہ جملہ نہیں تکمیل کیا۔ ہر حال میں اس ہم اُنگلی اور مشاہدہ پر فتنہ تحریر کیونکہ تمام جوابات بعدی اصل مرحٗ تخلیق کے پاٹات تھے جس سے فارسی میں پیش کیا تھا پر اسی مرحٗ تخلیق کی فارسی میں پھیل کر رہا تھا۔ یکروزی نے مجھ سے کہا: "زیگر چار افراد سے بھی چاہو تو سوال کر سکتے ہو۔ یہ چاروں افراد بھی جیسیں اصل شخصیتوں کی طرح جواب دیں گے۔"

میں نے کہا کہ میں احتیوال کے شیخ الاسلام احمد آفندی کے انکار اور پیات سے بخوبی والتفہ ہوں اور اس کی باتیں میرے حافظت میں محفوظ ہیں۔ آپ کی اجازت سے میں اس کی ہم ٹھلل سے گھنٹوں کروں گا۔ اس کے بعد میں نے پوچھا: آفندی صاحب اکیا عالمی فلسفکی اطاعت و ادب ہے؟"

اس نے کہا: "ہاں سمجھ رے یہیں! اس کی اطاعت، خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرح و ادب ہے۔"

میں نے پوچھا: "گر دلیل کی بنیاد پر؟"

اس نے جواب دیا: "کیا تم نے یہ آیت کریمہ نہیں سنی ہے کہ: "خدا، اس کے
رول (حکم) اور اولیٰ الامر کی اطاعت کرو۔"

اَتَيْنُوكُمْ اَنْظِفُرُ الرَّسُولُ اُوْقَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ (سورۃ النّمای، آیت ۵۹)

یہیں نے کہا: "اگر علیحدہ اولیٰ الامر ہے تو گویا خدا نے ہمیں بڑی کی احاطت کا بھی
حکم دیا ہے کیونکہ وہ اس وقت کا خلیفہ تھا حالانکہ اس نے مدینے کی تاریخی کامیابیا تھا اور سلطان
رسول ﷺ حکم دیز۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور خداوند علیم کس طرح ولید کی اطاعت
کا حکم دے گا جسکے شراب خورتی؟" نبی شیعہ الاسلام نے جواب دیا۔

"پیرے پنجے ایزید الدنگی طرف سے مومنوں کا ایہر قاچین قتل حسین میں اس
سے فظا ہو گئی تھی، جس کے لئے بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی۔ مدینہ میں قتل و نجات گجری کا
سبب وہاں کے لوگوں کی سرکشی اور زیور کی اطاعت سے اخراج تھا۔ جس میں بڑی کوئی قصور
نہیں تھا۔ اب بہرہ کیا وید تو اس میں حملہ نہیں کرو۔ شراب پیتا تھا لیکن شراب میں پانی ملا کر
پیتا تھا تاکہ اس کی مسکن ختم ہو جائے اور یہ اسلام میں جائز ہے۔"

میں نے کچھ عمر صحبہ انبیوں میں حرمت شراب کے متعلق مسئلہ کو وہاں کے شیخ
الاسلام شیخ احمد سے روایت کرایا تھا۔ اس کا جواب کچھ اختلاف کے ساتھ لندن کے اس نقی شیخ
الاسلام کے جواب سے ملتا چلتا تھا۔ میں نے اصل سے نقی کی شبہت تیار کرنے کی
کوششوں کو سراپتے ہوئے سیکرٹری سے پوچھا: "آخراں کام سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟"
اس نے جواب دیا: "اس طرز پر ہم پادشاہوں اور کسی شہزادہ علاء کے انکار اور ان کے
سلطانی طبقے سے آشنا ہاصل کرتے ہیں۔ پھر ان مکالمات کو پڑھا جاتا ہے اور ان سے تائی
اغذیے جانے ہیں اور پرہم علاقتے کے دری اور سیاہی مسائل میں وہل اندوزی کرتے ہیں
خدا اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں عالم یا فلاں بارشا، علاقہ کی ضرورتی سرحدوں میں ہم

سے چاہ مدت پر اتر آیو ہے تو ہم اس کو نہ کارہ دہانے کے لیے ہر طرف سے اپنی تو انہیں کو اس
میں مرکوز کر دیتے ہیں لیکن اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارا حقیقی دشمن کس مقام پر ہے تو ہم
میں ہیں ہے تو ہمیں اپنی تو انہیں کو علاقہ کے پیچے پیچے میں پھیلانا چاہیے ہے۔ تو کوہہ علیل ہمیں
اں بات میں بھی مدد دیتا ہے کہ ہم اسلام کے احکام و فرائیں میں سے ایک فرد مسلم کے طرز
استحباب کو سمجھیں اور زیادہ متعلق مطالب فراہم کریں اور اس کے عقائد کو باطل قرار دیں۔
اخلاقیات و ترقی، اگر بڑا اور مسلمانوں کے علاوہ کوئی تزالیل یہاں کرنے کے لیے اسی طرح
کے اقدامات بے انتہا توڑ پانے جاتے ہیں۔

اس کے بعد یکریزی نے مجھے ایک ہزار صفحوں پر مشتمل ایک صحیم کتاب مطالعہ کے
لئے دی۔ اسی کتاب میں اصل اور اعلیٰ افراد کی تکشیف، تحریک اور مقاموں کے تباہ کے متعلق اعدادو
ہمار درج تھے اور مجھے حاصل شدہ تائیج کی نہیاں پر اسلامی دنیا میں فوجی، ملی، قلعی اور مذہبی
مسائل سے متعلق حکومت بر طابی کے مرتب شدہ پروگراموں سے واقعیت حاصل کرنا تھی۔
بہر حال میں کتاب گرفتے گیا اور وہیں پڑھنے کے عرصے میں بڑی توجہ کے ساتھ
شروع سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا اور مقررہ مدت میں نو آبادیاتی ملکوں کی وزارت کو
والاہی دے آئی۔ کتاب واقعی بڑی محنت سے تیار کی گئی تھی۔ اس میں صاحبان علم صاحبان
سماست اور اسلام کی رئی مخصوصیتوں کے حقہ کدوں نظریات کے بارے میں اس خوبی سے بھٹک
کی گئی تھی اور نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ پڑھنے والا دیگر رہ جاتا تھا۔ مزید مدد مباراثت حقیقت پر
متعلق تھے جبکہ ۳۰ لیکھ میں اختلاف تھا۔ کتاب کے مطالعہ کے مطالعہ کے بعد مجھے اٹھیں گے اور گیا کہ
بھری حکومت اپنے عمل میں کامیاب ہو گی اور مذکورہ کتاب کی میثیں گول کے مطالعہ
سلسلت میانی ایک صدی سے کم عمر صدی سے کم۔ بہر حال ختم ہو جائے گی۔

سیکرٹری سے ملنے کے بعد مجھے یہ یات معلوم ہو گئی کہ نو آبادیاتی ملکوں کی

ہلکے انتہا

وزارت میں دینا کے تمام مالک کے لیے خواہ و استخارتی ہوں یا نہ استخارتی اس طرح
ہمہ سازی یا نظری رہ کامل برے کارہایا جیا ہے اور ان تمام ممالک کو پوری طرح
استخار کے لئے من بذریعے انتہا کے ملک یہ گئے ہیں۔

یکروزی نے اپنی کتب کے دران بھجے سے کہا تھا کہ وہ پیماراڑے نے اس نے
دین کے علم کے مطابق مجھے تاباہے مگر وہ دینے والے فکر وہ کتاب کی دوسری جلد کے
مطابق پر ایک ماہ بعد مجھے تاباہے گا۔

میں نے دوسری کتاب نے کراس کامپلائڈ شروع کیا۔ یہ کتاب یہی کتاب کو کمل
کرتی تھی۔ اس میں اسلامی ممالک کی تحقیقی اطلاعات زندگی کے مختلف مسائل میں شیعہ
کی عقائد و افکار جو حکومت کی کمزوری یا تو اپنی کو ظاہر کرتے تھی اور مسلمانوں کی پسندیدگی
کے اسباب و غیرہ پر تکشیخی۔ اس کتاب میں ان موضوعات پر بڑی سیر حاصل بحث کی گئی
تھی اور مسلمانوں کے کزوں پہلوؤں یا طاقت کے ذریعے کوہنیاں یا گلیا تھا اور ان سے اپنے
جن میں نامنہ اٹھانے کی تذکیرہ سمجھائی گئی تھیں۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مہنگی کمزوریوں
کی لرف اشارہ کیا گیا تھا وہ دیتے تھیں:

(۱) شیعہ کی اختلاف

(۲) مسلمانوں کے ساتھ قوموں کی اختلافات

(۳) ایرانی اور عثمانی حکومتوں کی اختلافات

(۴) قابلی اختلافات

(۵) علما و اور حکومت کے عبده واروں کے دریان غلط فہمیاں

(۶) تقریباً تمام مسلمان ملکوں میں چھالت اور نادلی کی فروائی۔

(۷) فکری، محدود اور تعصّب اور زانہ کے حالات سے بے خبری، کام اور محنت کی گئی

اے کے انتہا

634

(۸) مادی زندگی سے بے توہبی، جنت کی امید میں حصے نہیں دیا وہ میادیت ہے اس دنیا
میں بہتر زندگی کے راستوں کو بند کر دیتی تھی۔

(۹) خود مر فرماؤں کے ظلم و استبداد۔

(۱۰) اُن دنیا کا فتحداں، شہروں کے دریان سرکوں اور راستوں کا فتحداں، عالم
معاً لبی کی سہولتوں اور فتحداں بحث کے اصولوں کا فتحداں جس کی بنا پر طاغون یا اس
جیسی متعدد پہاریوں سے ہر سال آبادی کا ایک حصہ موت کی نذر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) حکومتی وظروں میں بدانتظامی اور تاحدے قوانین کا فتحداں، قرآن اور حکام
شریعت کے احترام کے ہادیوں ملکی طور پر وہ سے بے توہبی۔

(۱۲) شہروں کی دیرانی، آپاشی کے تھام کا فتحداں، مزراحت اور کمی بائزی کی کمی۔

(۱۳) پس ماںہ اور غیر بحث مندانہ اتصاد۔ پورے علاقے میں عام غربت اور
بیماری کا درود رہ رہا۔

(۱۴) صحیح تربیت یا قرآن جوں کا فتحداں، اسلو اور رفاقتی ساز و سماں کی کمی اور موجودہ
اسلوں کی فرمودگی۔

(۱۵) عورتوں کی تحقیر اور ان کے حقوق کی پامالی۔

(۱۶) شہروں اور دیہاتوں کی گندگی، ہر طرف کوڑے کر کٹ کے امبار۔

(۱۷) سرکوں، شہر ایوس اور ہزاروں میں اشیائے فردشت کے کھرے ہوئے
بے تکمیلہ حیر و غیرہ۔

مسلمانوں کے کزوں پہلوؤں کو گزارنے کے بعد کتاب نے اس حقیقت کی طرف
اشارہ بھی کیا تھا کہ شریعت اسلام کا قانون مسلمانوں کی اس طرزِ زندگی سے مرتبی ہے اور میں
میں کھاتا ہیں یہ ہات ضروری ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی روئی سے بے ثہر رکھا

اٹھے کے اقتضایات

بے اور ائمہ حنفی دین تک نہ پہنچے دیا جائے۔ اس کے بعد کتاب نے بصورت
پیغامت ان ادعا مدار ادھارات کی طرف اگلی اشارہ کیا تھا جو دین اسلام کے اصول و مبانی کو
خاہی برقرار تھے اور ان کی صورت یقینی۔

- (۱) دعویٰ اور دعویٰ کی تاکید اور تصریح سے دوری۔
- (۲) تعلیم و تربیت کی تاکید۔
- (۳) جیتو اور افکاری تاکید۔
- (۴) مادی زندگی بہتر بنانے کی تاکید۔
- (۵) زندگی کے مسائل میں لوگوں سے رائے مذہورے کی تاکید۔
- (۶) شاہراہیں بنانے کی تاکید۔
- (۷) حدیث نبوی کی تیار پر تدریسی اور مجاہدگی تاکید۔

علوم کی چار قسمیں:

- (۸) علم فقہ، دین کی حفاظت کے لیے۔
- (۹) علم طب، بدن کی حفاظت کے لیے۔
- (۱۰) علم خوبی زبان کی حفاظت کے لیے۔
- (۱۱) علم فیض، زمانے کی پہچان کے لیے۔
- (۱۲) آزاد کاری کی تاکید۔
- (۱۳) اپنے کاموں میں علم و تربیت۔
- (۱۴) معاشی احیان کی تاکید۔
- (۱۵) پہنچ پڑیں اسلوب اور جملی ساز و سامان سے لیس فوجی تعلیم کی تاکید۔
- (۱۶) گورنمنٹ کے حقوق کی حفاظت اور ان کے احراام کی تاکید۔
- (۱۷) صفائی اور پاکیزگی کی تاکید۔

اٹھے کے اقتضایات

۶۶۹
ان ادعا کے تذکرہ کے بعد کتاب اپنے درسے ہاپ میں اسلام کی طاقت،
قوت کے مرچھموں کے پیشہ و نسبت کے اصحاب پر روشنی دلتی ہے اور انہیں تھاں سے دوچار
کرنے کے لیے ترقی کی راہوں کے خلاف اقدامات کو تو آپ دیا تی علاقوں کی وزارت کا نتیجہ
آغاز قرار دیتی ہے اور وہ ترقی کی راہیں پرچمیں:

- (۱) ریگ و نسل بزرگان، ائمہ سب و تہران اور قویٰ تھبھات کو خانہ طریقہ میں نہ لانا۔
- (۲) سودہ، ذخیرہ اندوزی، بدغلی، اڑراب اور سوو کے کوشش و غیرہ کی ممانعت۔
- (۳) ایمان و عقیدہ کی پیشاد پر حملے دین سے شدید محنت اور وابستگی۔
- (۴) موجودہ خلیفہ کی نسبت عالمہ اسلامیں کا احراام اور یہ عقیدہ کہ وہ خلیفہ کا جائشیں اور
اولی الامر ہے جس کی بنا پر اس کے ادھارات کی بجا آؤ اوری خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
- (۵) کفار کے خلاف و جوب جہاد۔
- (۶) فیر مسلموں کی ناپاکی پر مبنی ال شیعہ کا عقیدہ۔
- (۷) مختلف ادیان اور نماہیب پر اسلام کی پالا دینی کا اعتقاد۔
- (۸) اسلامی سرزنش میں پر یہودی اور نصرانی عبادت گاہوں کی حضرت کے بارے میں شہید
حضرات کی ممانعت۔
- (۹) جزیرہ القرب سے تمام یہودیوں اور نصرانیوں کے انخلاء پر اکثر مسلمانوں کا اتفاق۔
- (۱۰) اشتیاق کے ساتھ نماز، روزہ اور حج کے فرائض کی انجام دہی میں مدد و مدد۔
- (۱۱) جس کی اوائیجی کے بارے میں ال شیعہ کا عقیدہ اور علماء کی طرف سے مستحبین کو
اس قسم کی قسم۔
- (۱۲) ایمان و اخلاص کے ساتھ اسلام کے دینی عقائد سے رفعیں۔

امن کے فرائض

- (۱۳) کمریہ اتحاد کے بنی اویٰ محدث کے ساتھ پیچوں اور بوجوالوں کی روایت تعلیم دین بیت اور پیغمبر کے ساتھ دین کے داغی ارتباً کی ضرورت و اہمیت کا رجحان۔
- (۱۴) مورتوں کو پرداہ کی تاکید جو انہیں غیر شریٰ روابط اور بدالیوں سے روکی ہے۔
- (۱۵) نماز ہبہ میاعت کی ادائیگی اور ہر چند کے فوگوں کا دن میں کئی مرتبہ ایک مسجد میں اٹکھا ہونا۔
- (۱۶) عظیم بر اکرم، اہل بیت اور علماء آئی زیارت گاؤں کی تعظیم اور ان مقامات کو طلاقات اور اجتماع کے مرکز قرار دینا۔
- (۱۷) سادات کا احترام اور رسول اکرم ﷺ کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ایجھی زندہ ہیں اور درود و صلام کے حق ہیں۔
- (۱۸) اسلام کے اہم اصولوں کے عنوان سے امر بالمعروف اور نبی مصطفیٰ کا وحی۔
- (۱۹) شادی بیان، کشت اولاد اور تعداد ازواج کا مستحب ہونا۔
- (۲۰) کافروں کی مہابت پر اتنا ذر کر اگر کوئی کسی کافر کو مسلمان کرے تو یہ کام اس کی لیے قائد دنیا کی دولت سے مطیع ہو گا۔
- (۲۱) تین گل انعام دینے کی اہمیت: ”جو کوئی تین گل بکھروی کرے گا اس کی لیے دو جزا نئی مخصوص ہیں۔ ایک خود اس تین گل کی اپنی جزا اور دوسرے اس نیک گل کو انجام دینے کی جزا۔“
- (۲۲) قرآن و حدیث کا یہ انجام پاس و احترام اور ثواب آئنت کے لیے ان پر عمل ہے اسونے کی شدید ضرورت۔

اسلام کے ان سرچشمہ ہائے قوت کے تذکرہ کے بعد کتاب کے اگلے ابواب میں دینات کے ان حکم ستونوں کو کمزور ہاتے ہے عملی راستوں پر بڑی حکم دیا لوں کے ساتھ گفتگو کی گئی تھی۔ اس کے بعد بصورت فہرست ان الہامات کی تاکید کی گئی تھی جن کے

امن کے امنیت افاقت
دریے اسلامی دنیا کو کمزور ہاتھا چاہیکتا تھا اور وہ یہ تھیں۔

(۱) پہنچی اور سوہنگا ہم کے دریے شیعہ اور سی مسلمانوں میں نہیں اختلافات پیدا کرنا اور دلوں گردہوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف امانت آمیز اور تہمت ایکجیز ہائیں لکھتا اور تفاق و تفرقة کے اس مسودہ پر ڈرام کو روپیں اتنے کے لیے ہماری اخراجات کی مرگز پر واند کرنا۔

(۲) مسلمانوں کو جہالت اور رعلیٰ کے عالم میں رکھنا۔ کسی قلب کے قیام کی کوشش کر کا جاپ نہ ہونے دینا۔ طہاعت اور شر و اشاعت پر پاہندی عائد کرنا اور ضرورت پر نہ تو عوایی کتاب خانوں کے تذریجہ تیش کرتا۔ بھجن کو دینی مارس میں جانے سے دوست کے لیے ملا، اور مراوح دینی پر جھیٹیں لگانا۔

(۳) کامل پھیلانے اور زندگی کی جستجو سے مسلمانوں کو محروم کرنے کے لیے موت کے بعد کی دنیا میں رنگ آمیزی اور جنت کی الکی توفیق میان کرنا تا کہ وہ جسم ہن کر اسکوں کے دہن و قلب پر پھجا جائے اور وہ اس کا حاصل کرنے کے لیے اپنی موٹی ٹنگ دو سے دستبردار ہو جائیں اور طبک الموت کے انفارمیں میٹھے رہیں۔

(۴) ہر طرف روپیتوں کی خانقاہوں کو پھیلاو اور ایسی کمبوں اور رسالوں کی طہاعت جو لوگوں کو دینا و مانیا ہے بر گذشتگر کے انہیں مردم پیزاری اور گوش فشی کی طرف سائل کریں جیسے غزالی کی احیاء والعلوم، مولانا روم کی مشتوقی، اور سمجھی والدین عربی کی کتابیں وغیرہ۔

نوٹ: (ان کتابوں کے بارے میں تکمیلی اے کافی ملے ملی یا بدلتی پہنچی ہے۔ غزالی جیسے مشکلین یا مجی الدین عربی اور مولانا جلال الدین روی جیسے عرقاء کی بیان کردہ تعلیمات عملی اخلاق کا ایک حصہ ہے۔ فوں کے ترکیہ و تہذیب کو گوشہ نہیں اور مردم ہی اور اوری سے تبیر کرنا اقطعوارست نہیں۔) (ترجم)

اہل بے کے اجزاء

(۵)

خود خواہ عکر انوی کی حفاظت کے ثبوت میں ملکف احادیث کی اشاعت میں
”بادشاہ فیصل پر اللہ کا سایہ ہے۔“ یا بھرپور دوستی کے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی،
عیا اور فی عیاس سب کے سب بالبھر تکوار کے زور سے حکومت کے منصب پر
فائز ہوئے اور بزر و ششیر نکرانی پر عینہ کی کارروائی کو ایک تباشی کی صورت میں پیش
کرنا جس کی ذوری حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) بن قاسم رضی اللہ عنہ اور راسی ہارے میں
دلکل قائم کرتا ہے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے طرف واروس خاص طور پر آپ
کی وجہ تھی مگر حضرت فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کے لئے جذبات نیز بڑا تھا۔
(۱) حضرت عمر کی خلافت، خابر احمدیت اور بکریہ دعیت اور ہاطھا منی نہیں کو ذرا دھکہ
کر گل میں لائی گئی۔

(۲)

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی حملاقت کی بنیاد پر حضرت عثمان کے انتخاب میں
ذرماں طور پر شوری کی تخلیل، جوہا، فرخ حملات، شورش، خلیفہ سوم کے قتل اور
حضرت علی کی خلافت پر منصب ہوئی۔

(۳)

مکر و جبلہ اور ششیر کے اور یمنی معادیہ کا بر سر اقتدار آنا اور اسی صورت میں اس کی
چانشیوں کا استقرار۔

(۴)

ایسلامی تیارات میں مخالف کی سلسلہ شعروں اور بزر و ششیر خلافت نیز عیاس کا قیام۔

(۵)

حضرت ابو بکر سے لے کر علیہوں کی عمرانی کے اس دورانکے تمام خلفائے اسلام
آمرتے اور یہ کہ

ظلام اسلام میں ہوش آ مر بیت کا دور دورہ رہا ہے۔

(۶)

راسویوں میں پدائشی کے اساب فراہم کرنا۔ پدائش افراد کی مد رسے شہروں
اور ویہا توں میں قندو فساد پر پا کرنا اور غنیوں فردیوں اور داگوں کی پشت
پیشی کرنا اور انہیں اسلحہ اور قلم فراہم کر کے ان کی مدد کرنا۔

اعظمے کے اجزاء

(۷) حظوان محنت کی کوششوں میں آزے آنا اور جبری اور قدرتی الگار کو ترجیح دینا
اور یہ بتاتا کہ ہر چیز اللہ کی طرف ہے چے۔ پیاری بھی اللہ کی دین ہے اور اس
کا علاج ہے دوو ہے۔ اس طبقے میں یہ آیت قیش کرنا ”وہی ہے جو مجھے کھانا
ر نہ ہے اور بیان کی حالت میں سیراب کرتا ہے اور جب میں پیخار جو ہو جوں تو
مجھے تند رسی عطا کرتا ہے۔“ (سورہ شعبان، آیت ۸۰) وہی مارتا ہے اور جلتا
ہیں ہے۔ (سورہ شعبان، آیت ۸۱) خطا اللہ کے باقیہ میں ہے۔ موت اور
حیات بھی اس کے بقدر قدرت میں ہے۔ پیاری سے شفایاںی اور صورت سے
رہائی اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کے بغیر قصی ناچکن ہے اور یہ تمام روشن
ہونے والے واقعات قضاۓ الحی ہیں۔

(۸) اسلامی ممالک کو نظر و افلاس میں ہاتی رکھنا اور ان میں کسی قسم کا تجھہ و تہلکا
اصلاح عمل کو پاری نہ ہونے دینا۔

(۹) قبڑ و اسرا اور پنچام آرائیوں کو ہادیانا اور اس مقیدیہ کو لوگوں میں راجح کرنا کہ اسلام
محض عبارت اور پرہیز کاری کا نام ہے۔ اور دینا اور اس کے امور سے اس کا کوئی
واسطہ نہیں۔ حضرت فتحی البریت (فتحیہ) اور ان کے جانشیوں نے بھی ان مسائل
میں پرے کی کوشش نہیں کی اور یہاںی اور انتہادی قیام سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔

(۱۰) احمد یہ اور یہ امور پر توجہ اقصادی بدحالی اور غربت دیکاری میں اضافہ کا باعث ہو
گی بھر اس کے ساتھ ساتھ پہنمدگی میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ

کسانوں کے غارے کو ڈھروں کو نظر رکھیں کیا جائے، تھاری کیشیوں کو ڈھو دیا جائے،
چوری جاتوں کو مخفی مراکز میں بوئے پیونے پر آگ بھڑکائی جائے۔ دریاں کے
بندوقوں کو سنبھالوں اور جان کی جائیں اور پیٹیں کے پانی کو زہر آؤ دنایا جائے تاکہ اس
خلاف کے علاقے والوں کی پسمندگی اور فتوہ و ملاکت کا سامان فراہم کی جاسکے۔

(۱۰) اسلامی مکملانوں کے مزاج کو بدلا جائے اور ان میں شراب بولٹی، جوئے ہاری اور دیگر اخلاقی برائیاں پیدا کی جائیں۔ توپی خراون میں خورد برداشت کھجوت کی ایسی صورت پیدا کی جائے کہ ان کے پاس اپنے دفاع، ملکی معیشت اور ترقیاتی مہور کے لیے کوئی رقم باقی نہ رہے۔

(۱۱) "مرد ہور توں پا حاگم ہیں" (سورۃ النہ آیت ۳۲) یا "عورتیں بدی کا چتا ہیں" کی حدیث کے سباب سے ہور توں کی توبیہ اور تینیری کا پرچار کیا جائے۔

(۱۲) اس میں کوئی جنگ کر مسلمانوں کی شہری اور بیانی بستیوں میں غاثت اور گندگی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اسیل ملکوں میں پانی کی کمی ہے اور ہمیں چاہیے کہ ان ہر ممکن طریقے سے گجان آپدھالوں میں پانی کی فراہوتی روک دیں تا کہ ان علاقوں میں زیادہ کھلت سے گندگی میں اضافہ نہ ہو۔

کتاب کے ایک اور باب میں مسلمانوں کی قوت و طاقت کو توڑے اور انجیس کمزور ہونے کے دیگر اصولوں پر بھی ٹھنڈوی گئی جو پھر سے خالی نہیں:

(۱۳) ایسے انکار کی زندقی جو قومی، قبائلی اور قبائلی عصیتوں کو ہوا ہیں اور لوگوں کو گزشتہ قوموں کی تاریخ، زبان اور ثقافت کی طرف شدت سے مائل کر دیں اور وہ ماقبل اسلام کی تاریخی عصیتوں پر فرمایت ہو جائیں اور ان کا احترام کریں۔ مصروفیت فرمونیت کا احیاء، ایران میں زرد تاشت اور بنی اشہر میں بال کی بستی اسی کی مشائیں ہیں۔ کتاب کے اس حصے میں ایک بڑے لفظ کا بھی اضافہ کیا گیا تھا جس میں ان مرکزی نشانہ ہی کی گئی تھی جن میں سابق الذکر مخلوط ہے ملکہ آدم ہو رہا تھا۔

(۱۴) شراب خوری، جوئے بازی، بھلی اور شکوت رافی کی ترویج، مہور کے گوشت کے استعمال کی ترغیب، ان کا رگڑا اریوس میں موجودی، نصرانی، زرد قشی اور صارکی اقیتوں کا ایک دوسرے کے سات ہاتھ بٹانا چاہیے اور ان برائیوں کو

سلم و معاشرے میں قیادہ سے زیادہ فروغ دینا چاہیے جن کے عوض نوآمدیاں علاقوں کی وزارت انجیں انعام و اکرام سے نوازے گی۔ اس کام کے لیے متعدد افراد کی ضرورت ہے جو کسی بھی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور شراب، جوئے، فیضی اور غزرے کے گوشت کو جہاں تک ہو سکے لوگوں میں مقبول ہنا کیں۔ اسلامی دین میں اگر بڑی حکومت کے کارندوں کا یہ فریض تھا کہ وہ مال و دولت، انعام و اکرام اور ہر مناسب طریقے سے ان پر ایجاد کی پشت پناہی کریں اور ان پر عمل ہبہ افراہ کو کسی طرح کا گزینہ و پیشے دیں اور مسلمانوں کو اسلامی احکامات اور اس کی اولاد نو احتی سے روگردانی کی ترغیب دیں کیونکہ اکام شریع سے بے توہی معاشرے میں بھلی اور افراد فرزی کا سبب ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں سودگی شدت سے نہست کی گئی ہے اور اس کا شمار گناہان کیہے ہے میں ہوتا ہے۔ چنان فارماز ہے کہ بہر حال میں سود اور حرام ہو دے بازی کو حرام کرنے کی کوشش کی جائے اور اقصادی بدحالی کو تکمیل ہو رہے مصلح ہوایا جائے۔ اس کام کے لیے ضروری ہے کہ سوری کی خدمت سے متعلق آیات کی غلط تفسیر کی جائے اور اس اصول کو پہنچ نظر کھا جائے کہ قرآن کے ایک حکم کی سرہانی اسلام کے تمام احکام سے روگردانی کی ہر آفات کا آیندہ درہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ قرآن نے جس مدد و کوشش کی ہے وہ سورہ رب (یا سودہر سود) ہے دُگر نہ عام سود میں کوئی تباہت نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے: "اپنے مال کو کسی کتاب نے کی خاطر سود نہ کھاؤ"۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۰) اس بنا پر سود حرام نہیں ہے۔

(۱۵) ہمارے دین اور عوام کے درمیان دوستی اور راحترام کی لفظاً کو جلو و کرنا احمد فریض ہے جس کی تکھانی کی حکمت کے ہمرازیم کو پار کھانا چاہیے۔ اس کام کے لیے وہ ہاتھوں کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) علیہ و مرحومی الراحم راٹھی کرنا۔

(ب) نو آپارٹمنٹ علاقوں کی وزارت سے مسلک بعض افراد کو علائے دین کی صورت درج اور انہیں الاتر ہر بیوی بھرپی بخف، کربلا اور استنبول کے علمی اور دینی مرکز میں اتنا رہا، جسکے دین سے لوگوں کا رشتہ توڑنے کے لیے ایک راستہ پیدا ہے کہ پھر کو نو آپارٹمنٹ علاقوں کی وزارت کے پروگراموں کے مطابق تربیت دی جائے۔ اس کام کے لیے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو ہمارے تھوڑا دار ہوں تاکہ وہ جدید علوم کی تدریس کے ضمن میں نو علاقوں کو علمائے دین اور علائی طفیل سے تعلیر کر کر اور ان کی اخلاقی برائیوں اور قلم و زبان دیوبیوں کو بڑی آب و تاب کے ساتھ بیان کریں اور یہ تائیں کہ وہ کس طرح قومی سرمایہ کو اپنی عیاشیوں کو نذر کرتے ہیں اور ان میں کسی پہلو سے اسلامی بھلک نہیں پائی جاتی۔

(۵) وحوبِ جہاد کے عقیدے میں تزلیل پیدا کرنا اور یہ تاثر کرنا کہ جہاد صرف صدرِ اسلام کے لیے تھا تاکہ مخالفوں کی سرکوبی کی جائے مگر آج وہ اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

(۶) کافروں کی پالیسی اور نجاست سے متعلق موضوع جو خاص طور پر شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے، ان مسائل میں سے ہے ہے مسلمانوں کے ڈمن سے خارج ہو جانا چاہیے اور اس کے لیے قرآن اور حدیث سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر یہ گفتہ جس میں کہا گیا ہے کہ "اہل کتاب جو کھانا کھاتے ہیں وہ تم پر خالی ہے اور جو تم کھاتے ہو وہ ان پر خالی ہے اور پاک دامن گورنیں اور پاکداں انہی کتاب (یہود و نصاریٰ) گورنیں تم پر خالی ہیں۔" کیا رسول اللہ ﷺ نے صیہ اور ماریہ نانی یہودی اور سُکی گورنوں سے شاریٰ نہیں کی تھی؟ اور کیا یہ کجا جاسکتا ہے کہ (نحو زبانہ) رسول اللہ ﷺ کی یہ بیان صحیح تھی؟

(۷) مسلمانوں کو یہ بات سمجھائی چاہیے کہ دین سے حضرت فتحی مرتبہ ﷺ کی مراد صرف اسلام نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن حکیم سے بھی ثابت ہے دین میں اہل کتاب بھی یہ جیسی یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں اور تمام ادیان کے ہی وکاروں کو مسلمان کہا جائے گا۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف عليه السلام خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اس دنیا سے مسلمان جائیں۔ حضرت ابراہیم و آدم میں مسلمانوں کے سردار سے کہتے ہیں کہ "پروردگار ہم دنیوں کو مسلمانوں کے سردار ہیں اور ہمارے خاندان کو امت مسلم قرار دے۔" حضرت یعقوب عليه السلام اپنے فرزندوں سے کہتے ہیں "از مرزا نگر حالت اسلام میں۔"

(۸) دوسری امام موضوع کیساوں اور کیساوں کے اسباب سے متعلق ہے۔ قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کی روشنی میں لوگوں کو یہ پوچھ لیا جائے کہ اہل کتاب کی عبادات گاہیں ہرگز میں قرآن کا ارشاد ہے: "اگر خداوند عالم لوگوں کو منع نہ فرماتا تو اونگ نصاریٰ کے کیساوں، یہودیوں کے کیساوں اور زرتشیتوں کے آئندہ دن کو تزادہ برہاد کر دیتے" (سورۃ الحج آیت ۲۰) اس آیت سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلام میں عبادات گاہیں ہرگز منع نہیں پہنچایا جاسکا۔

(۹) دین یہود سے انکار پر میں پند حدیث میں جاتب رسالت مآہیں ﷺ کے لطف سے ہیں یعنی یہودیوں کو جزیرہ العرب سے باہر نکال دو دیا جائزہ العرب میں دو متقدرات ادیان کی سمجھائیں نہیں۔" یہیں ہر حال ہے، ان احادیث کی تردید یہ کرنی چاہیے اور یہ تانا چاہیے کہ اگر یہ احادیث صحیح ہوں تو حضرت فتحی مرتبہ ﷺ کی صحیح یہودی گورت سے شاذی نہ کرتے۔

(۱۰) لازم ہے کہ مسلمانوں کو عبادات سے روکا جائے اور اس کے وجہ کے ہمارے میں ان کے راوی میں فلکوں پیدا کیے جائیں۔ خاص طور سے ان فلکوں پر زور دیا جائے کہ خداوند عالم بندوں کی عبادات سے بے نیاز ہے۔ حق ایک یہودہ میں

قرار دیا جائے اور مسلمانوں کو شدت کے ساتھ مکمل جانے سے روکا جائے۔ اس طرح ہر اُس مسئلہ کے تمام اجتماعات پر پابندی لگائی جائے۔ یہ اجتماعات ہمارے لیے نظرے کی تھیں اور انہیں شدت کے ساتھ روکنا ضروری ہے۔ مسابق، اگر دین کے مزادات، امام، ہرگماں اور مدرسوں کی تحریرات پر بھی پابندی لگائی جائے۔

(۱۱) اس اور نامناسب جملی کی تیہ بھی اسلام کی تقویت کا ایک سبب ہے۔ فس کا تعقیل لین دین، انجاری اور کاروباری منافع سے بچنے ہے۔ مسلمانوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اس رقم کی انسانی تبلیغ اور ملاموں کے زمانے میں وابح قبیلین اب علماء دین کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے اس رقم کو حاصل کریں۔ خاص طور پر جبکہ یہ لوگ اس رقم سے ذاتی فائدے میں شامل کرتے ہیں اور اپنی لیے بھیڑ بکھریاں، گائے، گھوڑے، باغات اور حکلات فریتے ہیں۔ اس انتہا سے شرعاً محس کی رقم ان کے لیے جائز نہیں ہے۔

(۱۲) لوگوں اور گاشدگان کے لیے پچھاڑ کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام مقنود مساو اور انتہی اور اختلافات کا رین ہے اور اس کے ثبوت میں اسلامی ممالک میں رونما ہونے والے واقعات کو پیش کرنا چاہیے۔

(۱۳) اپنے آپ کو تمام مکمل اُنوں میں پہنچا کر اپنی بیٹیوں کے تعلقات کو اس حد تک لے کر اجائے کہ بزرگوں کی بصیرت بے اثر ہو جائے اور لوگ آسریت کی تہذیب و تحدن کا شکار ہو جائیں۔ اس صورت میں ہم لوگوں کو ان کے دینی عقائد سے مخرف کر کے انہیں علماء سے دور رکھ سکتے ہیں۔

(۱۴) عمر توں کی بیرونی کے بارے میں بھیں حقیقی مدنوبیت کی ضرورت ہے تا کہ مسلمان عمر توں خود بروءہ چھوڑنے کی آزادی کرنے لگیں۔ اس مسئلے میں بھی ہماری حقیقی دلائل دشمنوں کا سہارا لے کر یہ بہت کرنا ہو گا کہ پرداز کارروائی میں عہادوں کے دور سے ہوا

اور یہ ہرگز اسلام کی سنت نہیں ہے۔ لوگ رسول اکرم ﷺ کی بیویوں کو بغیر پردہ دیکھتے ہے میں۔ صدرالاسلام کی حورتیں زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے شان بثا رہی ہیں۔ ان گوشوں کے باراً وہ لوگے کے بعد ہمارے صحقوں کا پیغام ہے کہ وہ لوگوں کو نامشروع شخصی روایا اور میا شہدوں کی رُغائب دیں اور اس طرح برائیوں کو اسلامی معاشرے میں رواج دیں۔ ضروری ہے کہ غیر مسلم خواتین پوری بے پاؤں کے ساتھ اپنے آپ کو مسلم معاشرے میں قبض کریں تاکہ مسلمان حورتیں دیکھ کر ان کی تخلیق کریں۔

(۱۵) جماعت کی نماز سے لوگوں کو روکنے کے لیے ضروری ہے کہ احمد و محدثات پر اسلام تراشیاں کی جائیں اور ان کے فتن و فحور پر منی دلائل پیش کیے جائیں تاکہ لوگ ان سے بنتھر بکر ان سے اپنار بیطہ تو نہیں۔

(۱۶) ہماری دشواریوں میں سے ایک بڑی دشواری بزرگان دین کے مزادوں پر مسلمانوں کی حاضری ہے۔ ضروری ہے کہ مختلف راؤں سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو ابھیت دینا اور ان کی آرافات پر توجہ دینا بادعت اور ظافٹ شرعاً ہے اور ختمی مربت ﷺ کے زمان میں مردہ پہنچی اور اس قسم کی یاتمیں رانج نہیں چھیں۔ آہتا آہتا ان قبروں کو سوسرا کر کے ان کی زیارت سے لوگوں کو عصیت کیا جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ حضرت ختمی مرتبہ ﷺ مسجد انبیاء میں مذکون نہیں ہیں بلکہ اپنی والدہ گرامی کی قبر میں سو رہے ہیں اور اسی طرح تمام بزرگان دین کے ہر سے میں کہا جائے کہ وہ ان مقامات پر نہیں جس مقامات کو ان سے مٹسوپ کیا گیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری دلوں جنت و لفظ میں مذکون ہیں۔ حضرت ہشام کی قبر کا کہیں پہنچیں ہے۔ حضرت علیؓ کی آرامگاہ، بصرہ میں اور وہ قبر جو بیج اشرف میں مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے دراصل اس میں نعمیرہ بن شعبہ دفن ہیں۔ امام

سین (رضی اللہ عنہ) کا سرالقدس مسجد "حادث" میں اُپنے ہے اور آپ کے بعد القدس کے نہ فہمنے کے بارے میں صحیح اطلاع نہیں ہے۔ کامیون کی مشکور زیارت کا وہ امام موی کا حضرت علیہ السلام اور امام تقی علیہ السلام کی بجائے دو جمیں خلیفہ ولیں ہیں۔ مسجد میں امام رضا حضرت علیہ السلام نہیں بلکہ بارون الرشید ربان ہے۔ سامروہ بنی کی امام تقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی بجائے عباسی خلفاء دُفن ہیں۔ بھیں پیغمبر کے قبرستان کے سلطے میں کوشش کرنی پڑی ہے کہ وہ خاک کے بیکاں بوجائے اور تمام اسلامی مالکی زیارت گاہیں دیرانوں میں بدل دی جائیں۔

(۱۷) خاندان رسمات سے اہل تشیع کی تعمید و احراام فرم کرنے کے لیے جوئے اور بنادلی سادات پیدا کیے جائیں اور اس کا لیے میں پندت گواہ اور افراد کی ضرورت ہے جو قاموں کے ساتھ لوگوں میں ظاہر ہوں اور اپنے آپ کا اولاد رسول سے نسبت دیں۔ اس طرزی وہ لوگ بولنے کی حقیقت سے واقف ہیں آہستہ آہستہ حقیقی سادات سے برگزشت ہو جائیں گے اور اولاد رسول پر نسل کرنے لگیں گے۔ وہر اکامہ میں یہ کرتا ہو گا کہ تم حقیقی سادات اور علما کے دین کے سروں سے ان کے نہایت اتر و ایک ساتھ بیٹھ کر جلتے سے باشکنی کا سلسہ فرم ہو اور لوگ علاوہ کا احراام چڑوڑ دیں۔

(۱۸) امام حسین، علیہ السلام کی مرادواری کے مرکز کو فرم کر کے ان کو دیران کر دیا جائے اور یہ کام مسلمانوں کی گرامی کی راہ سے روکنے اور دین کو بدلتی اور ناپوری سے بچانے کے غلوان سے ہوئा چاہیے۔ اپنی تہام کوششوں کو یہ دینے کا، لا کر لوگوں کو چالس ہزار ایکٹھی میں جانے سے روکنے کی کوشش کی جائی اور عز اواری کو بذریعہ قائم کیا جائے۔ اس کام کے لیے امام ہارگاہوں کی تعمیر اور علاوہ ذکرین کے اتحاد کی شرائط کو جٹھ بنا یا جائے۔

بخاری کے انحرافات

- (۱۹) آزاد خیالی اور پیون و پیار والی بیانیت کو مسلمانوں کے اذہان میں راجح کرنا چاہیے تا کہ ہر آدمی آزاد اور طور پر سوچنے کے قابل ہو اور ہر کام اپنی رضی سے انجام دے۔ امر ہامعروف اور نبی عن المکر واجب ہے۔ ادھام شریعت کی ترویج کا عمل متذکر ہوتا چاہیے۔ اگر امر ہامعروف اور نبی عن المکر کو واجب سمجھا جائے تو بھی یہ کام ہمارا شاہوں کا ہے۔ ہمارا انس کو اس میں کوئی خل نہیں۔
- (۲۰) نسل کو نکرول کیا جائے اور مرد کو ایک سے زیادہ بیوی احتیاط کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ سے تو این وضع کر کے شادی کے مسئلہ کو دشوار ہو جائے شاہزاد مرد اپنی بودت سے اور اپنی مرد کو محرب بودت سے شادی کی اجازت نہ دی جائے۔ اس طرح ترک، ایرانیوں سے شادی نہیں رکھیں گے۔
- (۲۱) اسلامی تعلیم کی آنائیت کے مسئلہ کو حکم دلائل سے رد کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ اسلام اصول اور این بدایت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق صرف ایک قبیلہ اور ایک قوم سے ہے جیسا کہ قرآن فی القرآن کیا ہے:
- "یہ دین تبادلے اور تہارے قبیلے کی بدلیت کے لیے ہے" (اصدۃ الرزف آیت ۳۳)
- (۲۲) مساجد، بداریں، ترجمی مرکز اور اچھی بنیادوں پر قائم ہونے والی قیمتیات سے متعلق اسلام کی تمام سننوں کو کالعدم یا کم از کم محدود کر دیا جائے۔ اس قسم کے امور کا تعلق ملادے سے نہیں بلکہ سرہ بہانِ ملکت سے ہے اور جبکہ عکوفیت اس قدر ہے کام انجام ارسیں گی تو اخنوان کی دینی قدر و قیمت جاتی رہے گی۔
- (۲۳) ضروری ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں کو جو قرآن میں کی یعنی کر کے لوگوں کو شک میں پہنچا کیا جائے۔ خاص طور پر کفار اور بے پیدا انصار میں کے بارے میں ڈین آمیزیات، امر ہامعروف اور جہاد سے مختلف آئیوں کو قرآن سے مذف کیا جائے اور قرآن کو ترکی اور فارسی زبانوں میں ترجمہ کر کے پارلیوں میں لایا جائے۔

مسلمانوں نے اس عرصہ میں ہم پر بڑی جنگیں مسلط کیں جن میں صیبی جنکیں بلو ریشمیں ہیں۔ یہ جنگیں بالکل مغلوں کی یادگاری طرح پے مقدمہ تھیں کہ جہاں سوائے قتل و نارت گری، دیرانی و قیاحی اور لوٹ مار کے کوئی مقدمہ تھیں تھا لیکن اسلام کے خلاف بہری جنگ مغلوں کی طرح بخشن دوستی کا رواجیں اور قتل و نارت گری پر محضہ نہیں ہے۔ انہیں اس کا سکر جلدی بھی نہیں ہے۔ عظیم برطانیہ کی حکومت اسلام کو منانے کے لیے پوے مطالعہ کے ساتھ آگے بڑھے گی اور ہر سے سبرہ تھل کے ساتھ اپنے عظیم کاموں کو برداشت کرنے کی اور اپنے مقدمہ میں کامیاب ہو گی اب تک ہم ضروری مواقف پر دوستی کا رواجیں سے بھی درج نہیں کریں گے جو یہ اس صورت میں ہو گا جب ہم اسلامی مخالفوں پر بڑی طرح چھا جائیں گے اور کچھ عناصر ہماری خالات پر لڑائیں گے۔ اس میں کوئی لٹک نہیں کہ اخنوں کے ہمراں جو سے ہوشمندی اور فراست کے مالک ہیں اور اتنی جذبہ تھیں اپنے پروگراموں میں کامیاب نہیں ہونے دیں جسے یہیں میں بھی سے خواستہ بیٹھنے کے پھوس کو ان سکوؤں میں تربیت دیا ہے جو ہم نے ان کے لیے قائم کیے ہیں۔ انہیں ان علاقوں میں متعدد چھی بھی ہاتے ہیں۔ شراب، جو اور شہوت رانی کو اس طرح پھیلاتا ہے کہ لذ جوان نسل دین، مذہب کو بھول جائے۔ ہمیں اسلامی ممالک کے ہمراوں کے درمیان اختلافات کی آگ کو بھی ہوار جانا پے ہر طرف ہرجن مرغ اور قند کا بازار گرم کرنا ہے۔ ارکان حکومت اور صاحبوں کی رہوت کو حسین دبیل اور شوخ پختل بھائیوں کی رام میں پختا ہے اور ان کی مخالفوں کو ان پر بھی دشمن سے روشن بکھا ہے تا کہ وہ آہتہ آہتا پنڈ دیلی اور سماں کی افتخار سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اگر ان سے بدھن ہو جائیں اور اسلام کے بارے میں ان کا ایمان کمزور ہو جائے جس کے نتیجے میں ملاؤ، حکومت اور عموم کا اتحاد اوت جائے اور ایسے حالات میں جنگ کی آگ بہر کا رہماں ممالک میں اسلام کی جزوں اکاڑ بھیکیں گے۔

تو آپاریانی علاقوں کی وزارت کے بکری روزی نے اس دوسرے راز سے بھی پرداہ الخایا جس کا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں شدت سے جس کے انتشار میں تھا اور یہ وہ

میر عرب مسلمانوں کو ترقیب دی جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں قرآن، اذان اور زبان اکتوبری زبان میں پڑھنے سے پر بیز کریں۔ وہ سر اسکے احادیث و راویات میں تکمیل پیدا کرنا ہے اور قرآن کی طرح اس میں بھی تحریف و تزہیہ سے کام لیتا ہے۔

محضہ یہ کہ اس دوسری کتاب میں بھی مجھے بڑی کار آمد چیزیں دکھائی دیں۔ اس کتاب کا نام "اسلام" کو کیونکر صلحی سمجھی سے ملا یا جائے کا رکھا گیا تھا۔ اس میں وہ بہترین عملی پروگرام تھے جس پر مجھے اور میرے دیگر ساتھیوں کا کام کرنا تھا۔ اس کتاب نے مجھ پر بڑا اثر قائم کیا تھا۔ کتاب کے مطالعے کے بعد میں اسے واہیں کرنے لگا ہادیانی علاقوں کی وزارت پہنچا جیاں دوسری رجب سکر روزی سے پہنچی ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا:

"جن امور کو چیزیں انجام دیا ہے اس میں تم اکیلی نہیں، وہ ملک تقریباً پانچ بڑا چیز اور کرے افراد مختلف گروہوں کی صورت میں تمام اسلام ممالک میں تھماری مدد کے لیے آتا ہے جس نوآبادیانی علاقوں کی وزارت کا خیال ہے کہ وہ کام کی پیشہ فن کے ساتھ ماتھاں افراد کی تعداد میں اضافہ کر کے انہیں ایک لاکھ کا پہنچاؤ۔ جب بھی اسیں اس عظیم گروہ کی تکمیل میں کامیابی ہوئی یعنی تمام عالم اسلام پر چھا جائیں گے اور اسلامی آغاز کو کل طور پر مددیں گے۔"

بکری نے کہا:

"میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ تم آج تک مدد ایک صدی میں اپنی مرا رکو چھن جائیں گے اور اگر آج ہماری نسل اس کا میاہی کو خود کیہے سکے گی تو ہماری اولاد میں ضرور دیا جائے جو دن ایکھیں کی اور اپر ہنی ضرب اٹھل سمجھی میں خیز ہے جس میں کہا گیا ہے "مک" وہ سروں نے بویا، ہم نے کھایا۔ آج ہم ہو رہے ہیں کل دوسرے کھائیں گے۔" جس وقت بھی عظیم برطانیہ یا (سنہ درویش کی ملک) کو اسلامی ممالک پر فتح مددی نصیب ہوئی دنیا میں سیجت ان ترمذی ایلیف سے نجات پا جائے گی تھے دہ بارہ (۱۲) صد پاؤں سے برداشت کر رہی ہے۔

قراردار احمد جو حکومت برطانیہ کے اسی عہدیداروں نے منتظر کی۔ پیچاں صفات پر مشتمل یہ قرارداد نوآبادیقی عاقوں کی وزارت کی اس سیاست کی آئینہ دار تحریکی جس کے ذریعے اسلام اور اسلام کا ایک مددی کے اندر اندر نایاب کرنا تھا۔ اس رسالہ کی پیشیں کوئی کی طبق اس سے کے بعد اسلام ساری دنیا سے رخصت ہو جائے گا اور تاریخ میں اس کا صرف نام ہاتھی وہ جائے گا۔ اس بات کی حقنی سے ۲۷ کیدی کی تحریک کرنا تھا، تھا قرارداد کے محتalon کو میغیر از میں دکھا جائے گا اور اس کی عنوان سے ظاہر ہونے پائے کیونکہ اس بات کی خطر و تھاکر مسلمانوں کو اس کی خبر ہو جائے اور وہ اس کی چارہ جوئی میں انھوں کو خڑے ہوں تاہم مختصر طور پر اس کا موارد بھجوں یوں تھا:

(۱) تاجیستان، بخاراء اور مختان، شامی خراسان اور بارہانہ اور رویں کے جنوب میں واقع سلم آبادیوں پر اقتیاد حاصل کرنے کے لیے سلطنت رویں سے وسیع بیانے پر اشتراک میں اس کے علاوہ ایران کے سرحدی شہروں ترکستان اور آذربایجان پر تسلط حاصل کرنے کے لیے رویں کے ساتھ اشتراک میں۔

(۲) اسلامی حکومتوں کو اندر رونی اور بیرونی اختبار سے پوری طرح بناہ کرنے کے لیے ایک مختصر پروگرام کی تکمیل میں رویں اور فرانس کے سلاطین کے ساتھ اشتراک میں۔

(۳) شامی اور ایرانی حکومتوں کے دیوبند تازیہات کو بہادر بیان اور ان کے درمیان تویی اور نسلی اختلافات کی آگ بخواہانا۔ عراق اور ایران کے اطراف میں آباد گیوں میں قبائلی جنگیں اور شورشیں پیدا کرنا۔ ماقبل اسلام نہادہب کی تبلیغی کی کاریان، مصر اور بین الحبرین کے متعدد اور مردوں اور بیان کا احیاء اور ان کے پیروکاروں کو اسلام سے پکھر دینا۔

(۴) اسلامی حمالک کے شہروں اور دیہاتوں کے بھضن حکوموں کو غیر مسلم اقوام کے حوالے کرنا۔ مثلاً مدینہ بیوریوں کو، اسکدریہ بیساہیوں کو، بیزپاریوں کو، عجم رہ صائبیوں کو، کرمان شاہیں الہبیوں کو، موصول بیزیدیوں کو اور بوشیریست طیب فارس

کے قریب دیوار کے ملاٹے بندوں کو سوچتا۔ ان دو آخوندگر خلاقوں میں پہلے اہل بخش کو سماں ضروری ہے۔ اس طرح بہمان میں واقع طرابلس دروزیوں کے، قاپوش علویوں کے اور مصطفیٰ خوارج کے حوالے کرنا۔ سیکیوں بلکہ اسی اندوختگی ساز و سماں اور فوجی اور سیاسی ماہرین کے ذریعے اپنی مضبوط بنا جاتی ہے اور مددی کے بعد یہ اقتیاعیں اہل اسلام کی آنکھوں میں کھینچتیں اور اسلام کا پیکرہ زردہ چوچائے اور علاقے میں پرچم ان کا اثر لفڑ سلم حکومتوں کی ہاتھی کا سبب بن جائے اور اسلام کی ترقی پذیری میں رخصہ پڑ جائے۔

(۵) بندوستان کی ایرانی اور عثمانی حکومتوں میں بھی جھوٹی ریاستوں کا قیام میں میں آئے اور پھر پھوٹ ڈالوادہ اور حکومت کروایا۔ مختار الفاظ: "پھوٹ ڈالوادہ" کے قانون پر عمل کرتے ہوئے انہیں ایک درس سے پھر ادا بیا جائے۔ اس صورت میں ایک طرف دو آپس میں دست و گریاں ہوں گی اور دوسری طرف مرکزی حکومت سے بھی ان کے تازہ کامان فراہم ہے گا۔

(۶) ایک سوچے کچھے مخصوصے کے تحت اسلام دیا میں لوگوں کے الہار سے ہم آہنگی رکھنے والے من گھرست حقاند و مذاہب کی تبلیغ شامیہ المیمع (علمیہ السلام) سے بے انتہا عقیدت و احترام رکھنے والے شیعوں کے حسین الحنفی مذہب، امام جعفر سادقی علیہ السلام کی ذات سے متعلق شخصیت پرستی، امام علی رضا علیہ السلام اور امام عاصم (حضرت مهدی موعود) کے بارے میں مبالغہ آرائی اور بہشت امامی فرقہ کی ترویج۔ ہر مذہب کے لیے اس کے مناسب ترین مقام کی یہ صورت ہو گی: حسین و شفیقہ (گربا)، امام جعفر صادق کی پرستش (اصفہان)، امام مهدی علیہ السلام کی پرستش (سماوہ)، اور بہشت امامی مذہب (مشہد)۔ ان جعلی مذاہب کی تبلیغ و ترویج کا دائرہ صرف شیعہ مذہب تک ہی محدود نہیں ہوا چاہیے

بکھرال قسم کے تمام فرقوں میں بھی اس حکم کے مذاہب کو ترویج دیا جانا چاہیے اور بھر ان میں اختلافات کو ہوا وے کنفرنٹ کا وحیج بنا چاہیے کہ ان کا ہر فرق اپنے آپ کو چاہل مسلمان اور دوسرے کو کافر، مرد اور وجہ احتل میتھے۔

(۷) زندگانی، طلاق، شراب نوشی اور جوادہ اہم امور میں جنہیں مسلمانوں کے دین میان مان کرنے کی ضرورت ہے۔ ان بیری ماقوتوں کو مسلمانوں میں پھیلانے کے لیے ملائت کے ان لوگوں سے زیادہ مدد لیتی چاہیے جو مقبل اسلام دینگز اہب سے باہت تھے اور خوش فہمی سے ان کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔

(۸) اہم اور حساس عہدوں پر غلط کار اور ہاتاک افراد کا تقرر اور اس بات پر توجہ کر رہاستوں کی سریز اسی نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت سے باہتہ ذمی چاہیے تاکہ دلنشتہ ان کی حکومت کے لیے کام کریں اور ان سے انکاہات وصول کریں۔ پھر ان پاڑھ افراد کے ذریعے ہمارے مقاصد پوشیدہ طور پر قوت کے سہارے روپیل آئیں الجہت ان کے چڑھ میں مسلم پادشاہوں کا یاد ہو گا۔

(۹) غیر عرب مسلم ممالک میں عربی ثقافت اور زبان کے پھیلاؤ رکھنا اور اس کی بجائے مسکرات، فارسی گردی، پشتو، اردو اور توی زبانوں کو ان سر زمینوں پر روانگ کرنا تاکہ ملائقی زبانیں رواج پا کر عربی بی زبان بولنے والے قبائل میں اتر آئیں اور فتح عربی زبان کی جگہ اختیار کریں۔ اس طرح اہل عرب کا قرآن اور سنت سے رشتہ نوٹ جائے گا۔

(۱۰) حکومتی دفاتر میں شیرودی اور ماہروں کی جیشیت سے برطانوی ٹکال اور جاموں کی تھیانی میں اضافہ۔ اس طرح اسلامی ممالک کے وزراء اور امرا، کے ٹیمبوں میں ہمارا گلہ شامل رہے گا۔ اس مقصد کیک پختے کے لیے سب سے بہتر واسطہ یہ ہو گا کہ نہ کم پہلے ذین اور محدث فلامیوں اور کنڑوں کو تعلیم و تربیت دیں اور بھر انہیں

نکھر انوں، شہزادوں، وزیروں، امیروں اور امام درباری محمدوں پر فائز بنا اڑ افراد کے ہاتھوں بیچ دیں۔ یہ خدام اپنی صلاحیتوں اور فہم و فراست کی بنیاد پر ان کے خود یہی اپنا مقام پیدا کریں گے اور آہستہ آہستہ انہیں مشاہدات کا مقام حاصل ہو جائے گا۔ اس طرح مسلم رجال میں ان کا ایک انتہی قائم قائم ہو جائے گا۔
(۱۱)

مسلمانوں کے مختلف طبقوں خاص طور پر ہی اکثر وہ، انجینئروں، حکومت کے مالی امور سے وابستہ عہدوں اور ان جیسے دیگر روشن فکر افرادوں میں سیاست کی تبلیغ و ترویج، بکھاروں، خصوصی اسکولوں اور کیمیاء سے وابستہ شفاقتانوں کی تعداد میں اضافہ، تبلیغ کتب و رسائل کی نشر و اشتاعت اور متوسط طبقے کے لوگوں میں ان کی ملت تقسیم ہماریخ اسلام کے مقابلہ پر تاریخ میسیحیت کی نثاریں کا اعتمام، مسلمانوں کے حلات و کیفیت اور ان میں حکومت برطانیہ کے عامل اور جاموں کا تجزیہ ایذان کا دارہ مل اسلامی ممالک میں ذیر بکھاروں ہوں گی۔

ان یہ لمحہ بیساکوں میں بعض کا کام یہ ہو گا کہ وہ مستشرق اور اسلام شناس بن کر اپنی تھائی میں تحریک اور اپنیں بر عکس رکھنے کی کوشش کریں اور پھر دلکش کی فراہمی اور اسلامی ممالک سے ضروری اطلاعات حاصل کرنے کے بعد اپنے مقام لے لیتیا کریں جو اسلام کے لفظان اور بیسیت کے فائدے میں ہوں۔
(۱۲)

مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں میں خود سری اور مذہب سے پیزاری کی ترویج اور انہیں اسلام کے اصول و مباني کی سچائی کے ہارے میں بدنگ کرنا اور یہ کام ملکیتی اسکولوں، اخلاقی مہاذ اور اسلام، رسمی پرنسپیلیں، جمیش و نوش اور خوش یادی کے سامان فراہم کرنے والے لگبودھ اور غلط بندیوں پر استھان اسلام اور نیز مسلم نوجوانوں کو پھانسے کے لیے یہودی اور سمجھی نوجوانوں کی شرکت سے خوبی انجینئروں کی تائیں۔

(۱۲) اسلام کو مکمل کرنے، مسلمانوں کے اتحاد کو تاریخی اور انسانی زندگی کے ساتھ کے ہمارے میں سوچنے اور ترقی کی راہ میں آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے اسلامی مناسک میں اندر ولی اور جو واقعی ہمارے پر شور شیش پیدا کرنا اور مسلمانوں کو ایک دوسرے یا پھر ونگر اور ان کے بیرونی وکاروں سے بچانے کی رسم۔ قومی دولت، مالی ذخیرہ اور تحریر قبیم کی قوتوں کو پیشی سے، وجاہت، مسلمانوں میں وحی عمل اور داولہ اگلیزی کو ختم کرنا اور ان میں منتشر پیدا کرنا۔

(۱۳) اسلامی مناسک کے اقتصادی نظام کو درست برہم کرنا جس میں زراعت اور آمدنی کے قائم قوروائی شاہی ہیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے بندوں میں شرافت پیدا کرنا، بندیاں میں وہت کی سلسلہ اونچی کرنا، لوگوں میں سستی، ہم الگاری اور تن آسانی کو فروغ دینا، اپیڈی ادار اور توکیدی امور کی طرف سے لوگوں کی بے توہینی کو تقویت دینا اور عوام کو نیشنیات کا عادی بنا۔ ضروری ہے۔ (۱)

اس ہمارے میں یہ دعا صحت ضروری ہے کہ مذکورہ پچھوئیں نکات انتہائی شرح و بسط کے ساتھ بسط خیر میں لائے گئے تھے اور ان کے ساتھ نقصہ، ملا میں اور تصوریں بھی جیسیں۔ میں نے یہاں اشتارناہان کی نشاندہی کی ہے۔ مختصر یہ کہ ناؤ آبادیاتی ملاؤں کی وزارت کے سکریٹری سے اس بھروسے کی بنیاد پر جو اس نے نیمرے ذات سے دایستہ کر کرچی تھی اور جس کے ذیر اڑ اس نے مجھے اتنی اہم اور خوبی کتاب پڑھنے کو دی تھی میں دوسرا بار بعد اسلامی احتجاج اپنے تھکر کیا اور عرب یا ایک میتھے لدن میں رہا۔ اس کے بعد ذیر کی طرف سے مجھے مرافق جانے کا حکم ملا۔ میرا یہ سفر صرف اس مقصد کے لیے تھا کہ میں محمد بن عبد الوہاب کو نہ اپنے کے اغفاری کی دعوت پر آنداہ کروں۔ سکریٹری نے ہمارا مجھے تاکید کی کہ میں اسی سے ساتھ اک خطرناک دیکھا جائے تو آج مسلمان تپارہ تر سازشوں کا خدا ہے جسے ہیں اور یہی یہ نہیں کہا اعٹ ہیں رہی ہے۔

(۱) اک خطرناک دیکھا جائے تو آج مسلمان تپارہ تر سازشوں کا خدا ہے جسے ہیں اور یہی یہ نہیں

بڑی رعایت اور بوشیاری کے ساتھ چیل آؤں اور مقدمات امور کی آمارگی میں ہرگز حد احتساب سے آگئے نہ بچوں کیونکہ عراق و ایران سے جو مہول ہوئے والی روپوں کی بنیاد پر سکریٹری کو اس بات کو بیخین ہوئی تھا کہ نبہ بن عبد الوہاب قابل بخوبی اور ناؤ آبادیاتی ملاؤں کی وزارت کے پر گرامیوں وہ عمل اپنے کے لیے مناسب ترین آدمی ہے۔

اس کے بعد سکریٹری نے اپنی اکٹلو جاری رکھنے جوئے کہا۔

”تبیعیں محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ پالک و اسخ اور دو لوگ افلاطین میں افکار کرنی ہے کیونکہ ہمارے عالم اصلیہ میں اس سے بڑی صراحت کے ساتھ پہلے ہی اکٹلو کر چکے ہیں اور وہ ان باقوں کو مان چکا ہے مگر اس شرط کی ساتھ کہ اسے ملائی حکومت کے مقابلی عالم، علماء اور متعصب لوگوں کے باقیوں آنے والے خطرات سے پچالیا جائے اور اس کی حمایت اور تحفظ کا سمجھ پورا انتظام کیا جائے کیونکہ اس کی دعوت کے ظاہر ہوتے ہیں ہر طرف سے اسے شتم کرنے کی کوشش کی جائے گی اور خطرناک صورتوں میں اس پر ملے کیے جائیں گے۔“

حکومت بہ طاقتی نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اعلیٰ سے ایک بھی طرح پس کرنے کے بعد ضرورت کے موقع پر اس کی مدد کی تائید بھی کی تھی اور شیخ کی مرضی کے مطابق جزویہ العرب میں واقع تجہیز کے قریب علاج تھے کہ اس کی حمایت کا پہلا مقام قرار دیا تھا۔

شیخ کی موافقت کی خبر سن کر میری فوٹی کی کوئی انتباہ رہی اور میں نے سکریٹری سے صرف یہ ہوا کہ میری آئندہ کی زندگی ایران کیا ہوں گی؟ مجھے اس کے بعد کیا کرنا ہو گا اور شیخ سے کس فہم کا کام لیجن ہو گا۔ تیزی کہ میں اپنے فرانش کا کہاں سے آغاز کروں؟

سکریٹری نے جواب دیا تو آبادیاتی عقوب کی وزارت نے تمہارے فرانش کو بڑی وضاحت سے متعین کیا ہے اور وہ ان امور کی گمراہی کے نتے شیخ کو قدر بخوبی انجام دیا ہے۔ ”ہی ایں اس کے مہبوب میں شمولیت اختیار کرنے والے مسلمانوں کی غصہ اور ان کے

مال، عزت اور آبرو کی بہادری کو راستہ بھانا، اس صورت میں کفر فارکیے چانے والے حلقہ تھیں کو بردہ فرشی کی ماڑیکیں میں خلام و کنیز کی حیثیت میں پہنچنا۔

(۲) بست پرستی کے بہانے بصورت امکان خاتم کعبہ کا اہم دام اور مسلمانوں کو تحریک کرنے کے لئے سروکناؤں اور حاجیوں کے جان و مال کی غارتگری، قبائل عرب کو اکسما۔

(۳) عرب قبائل کو حکومت کے ادھار میں سے برہانی کی ترغیب دینا اور ناخوش لوگوں کو ان کے خلاف بیٹک پر آمادہ کرنا۔ اس کام کے لیے ایک تھیار بندوق کی تفصیل۔ اشراف بخار کے اخراج اور اثر و نفع کو توڑنے کے لیے انہیں ہر ہمکن طریقے سے پر شانیوں میں جلا کرنا۔

(۴) شہر اسلام میں، ان کے چانشیوں اور گلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اپات کا سہارا۔ اگر اور اسی طرز تحریک دست پرستی کے آواب درود کو مانے کے بہانے کے مدد میں اور بھرپور شہروں میں جہاں تک ہو کے مسلمانوں کی فیارت گاہوں اور مساجد کی تاریخی۔

(۵) جہاں تک میں ہو سکتا اسلامی ماں کے میں تقدیر طار، شورش اور پیدائش کا پھیلاو۔

(۶) قرآن میں کسی بیشی پر شہاد آحاد بیشی در ولایات کی رو سے ایک ہدیہ قرآن کی نشر و اثافت۔

سکریوں نے اپنے اس چہ نکاتی پر دکرام کی تشریح کے بعد سے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو انجام دینا تھا اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہ:

"کیں اس پروگرام کی دشواریاں تمہیں گھبراہیت میں منتدا کر دیں۔ تم س کا یہ فرض ہے کہ اسلام کی تاریخ کا لئے اس مردم میں پرکھیر دیں تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اس راو پر آگے بڑھیں اور کسی فیصلہ کی نیتی پر نکلیں۔ ہر طائفہ کی حکومت ہماری اس صبر آزمہ دار ازدعت کو شکوہ سے واقف ہے۔ کیا محمد ﷺ نے یہ کہہ دیا ہے اپنے اس تھاں کی اتفاق کو بہانہ کیا۔ محمد بن عبد الوہاب بھی (نحوہ اللہ) محمد ﷺ کی طرح ہمارے قیش نظر انتساب کو شعور دکر سکتے ہیں۔"

اس ملاقات کے پچھوں بعد میں نے وزیر اور سکریوں سے سفری اپارٹمنٹ چاٹی اور پھر عرب والوں اور دشمنوں کو اولاد کیا۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے بھرے چھوٹے لڑکے ملچھاں بیٹے میں کہا تھا جلدی گھر آئیے گا۔ اس کے اس مختلط نے میری آنکھیں نم آلوہ کر دیں اور میں ان اٹھکوں کو اپنی بیوی سے نہ پچھا سکا۔

بخار اچھا زبردست روانہ ہوا۔ یہ دشوار اور سخت سفر کے بعد رات کے وقت بخار اچھا اور سیدھا حالت مختار کھان کے گھر پہنچا۔ دو چھوڑ، سورہ متحف۔ مجھے دیکھتے تھے، بہت خوش ہوا اور بڑی گریبوشی سے بیر استقبال کیا۔ میں نے رات وباں کاٹی۔ دوسری صبح مجھے بیوہ ارشاد سے معلوم ہوا کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب بھی عمر صد پہنچے اور ان سے بخار اچھا اور سیکھیں کی ہا معلوم مقام کی طرف تھا اس کا کہہ کر لیا گیا۔ عبد ارشاد نے یہ بھی بتایا کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب میرے میں ایک خدا بھی دی کیا ہے۔ اس خط میں اس نے اپنی پانچ کا کہہ کا کہہ کا۔ دوسرے روز میں اکیلا حاضر نہ ہوا اور بڑے دشمنوں کے بعد منزل مقصود پر پہنچا اور شیخ سے گھر پہنچا۔ اس کے چھوڑے پر تھکاوٹ اور کھروڑی کے آثار ملایا تھا۔ میں نے اس موضوع پر اس سے گفتگو مناسب نہیں کیں بلکہ جلدی مجھے پا جل گیا کہ اس نے دوسری شادی رچاں ہے اور بھی دو اپنیں افراد سے کام لے گا اپنی طاقت کو ہیجا ہے۔ میں نے اس بارے میں اسے فیضیں کیں اور بتایا کہ ابھی ہم دونوں نے مل کر بہت سے امور انجام دیتے ہیں۔ اس منزل پر تم نے یہ طے کیا کہ میں اپنے آپ کو "عبد اللہ" کے لفظی نام سے بطور نام پہنچ کر دیں گا اور بتایا کہ ابھی ہم دونوں نے مجھے بردہ فردوں کے روہ سے خریا ہے چونچھ لئے لوگوں سے بیرا اتنی عنوان سے تعارف کر لیا اور بتایا کہ بخارہ میں اس کے کام سے لکھرا ہوا تھا بیان مجھ پہنچا ہوں۔

حمد میں رہنے والے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا غلام کہتے تھے۔ بیان یہ بھی تھا کہ اس مقام پر شیخ کی رہوت کا سامان فراہم کرنے میں میں دسال کا عمر صد اگا۔ ۱۳۳۰ء کے اوائل میں محمد بن عبد الوہاب نے جزیرہ العرب میں اپنے نئے دین کے

ہمدرے کے اعزازات

اعلیٰ عالم کا تجھی ارادہ کیا اور اپنے دشمنوں کو اکھلا کیا جو اس کے ہم خیال تھے اور اس کا ساتھ اپنے کا وعدہ کر چکے تھے۔ ابتداء میں صرف اپنی خاص اصحاب اور صریخ دشمنوں کے 11 اڑاہ میں پڑھ لیتم اور غیر واضح الفاظ میں بڑے انقدر کی ساتھ اس دعوت کا آغاز ہوا لیکن کچھ عمر سکے بعد بندھ کے ہزار کو ہزارے پیالے پر دعوت نامے بیجھے گئے۔ آئندہ آئندہ ام نے پیسے کے زور پر شیخ کے افکار کی حمایت میں ایک بڑا مجمع اکٹھا کیا اور فتحیں دشمنوں سے تبریز آزاد ہوئے کی تلقین کی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تبریزہ العرب میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کے پھیلنے کے ماقوم ساتھیوں کے ہاتھوں کی تقدیمی بڑھتے گئی۔

جلد اسی رکاوتوں اور دشمنوں کا حل ملا اس منزل تک پہنچ کر شیخ کے پاؤں اکٹھے گئے۔ خاص طور پر بندھ میں اس کے خلاف بڑی بھروسہ کی ہائی پیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے بڑی تاکطیب کے ساتھ اسے مجھے رہنے کی ترغیب دی اور اس کے ارادے کو مست نیکی ہونے دیا۔ میں بیشہ محمد بن عبد الوہاب سے کہتا تھا، "دعوت کے ابتدائی دشمنوں میں اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی دشمن تباہار دشمنوں سے بدرجہ زیادہ طاقتور تھے مگر آپ ﷺ ان کی پیروکاروں و شواریوں اور مصیحتیوں کو بڑی قلیٰ کے ساتھ بھیتے رہے۔ ان دشمنوں تھیں اور دشمن مطراد ہیں گے سے بھی کمی بڑی را پر گامزن ہونا اور بلند ہوں کو چھوڑنا ممکن ہے۔ کوئی پیشواد اور کوئی رہبران و شواریوں سے دل ان تھیں پھر اسکا۔"

اس طرح ام نے اپنی چدید جماعت کا آغاز کیا اور خطرناک دشمنوں کے مقابل آئے۔ ہمارے کامیاب پروگراموں میں ایک پر ڈرام شیخ محمد بن عبد الوہاب کے دشمنوں کو پیٹھی کے ار پیٹھ توڑنا تھا۔ ہمارے یہ تکوہ اور اب ٹھانٹھیں کی صفت میں رہ کر ہمارے لیے جاؤں گے کرتے تھے اور ان کے ارادوں سے ہمیں آگاہ رکھتے تھے۔ ہم ان بظہر دشمن چھانٹھیوں کے ذریعہ نئی نئی کی تھام ایسیوں کا نقش برآب کیا کرتے تھے۔ مثلاً ایک ہر میں لے سنا پڑھ آدمیوں کے ایک گروہ نے شیخ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ میں نے فوری تداہات کے ذریعہ اس قلیٰ میں کی مدد و نفع کیا اور اسی اسی اور کوئی کیا کہ بات شیخ محمد

ہمدرے کے اعزازات

بن عبد الوہاب کے حق میں تامہنوتی اور لوگوں لے دعوت گردوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ آخر کار شیخ محمد بن عبد الوہاب نے مجھے یہ اہمیت دلایا کہ وہ نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت کے چھٹی کا تی پروگرام کو دوپہر میں اپنی پوری کوشش کرے گا۔ ۲۳ اس لے دو نکات کے باہر سے میں خاطر خواہ جواب نہیں دیا۔ ان میں سے ایک کہ پر قصر حاصل کرنے کے بعد خاتم کعب کا اہم امام تھا شیخ محمد بن عبد الوہاب کے نزدیک یہ ایک یاد ہے اور خطرناک کام تھا کیونکہ ال مسلمان اتنی جلدی اس کے دفعے کو تسلیم کرنے والے نہیں تھے اور یہی صورت میں کے بت پر تحریر دیتے کی تھی۔ دوسرا امر ہواں کے میں سے ہر خواہ ایک جدید قرآن کی تلاش تھی۔ وہ قرآن کے مقابل نیک آن پرست تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مکہ اور استنبول کے حکام سے خائف تھا اور کبھی تھا کہ میں نے کعبہ کو حادہ پا اور نئے قرآن کی تلاش کی تو اس بات کا خطرہ ہے کہ تھانی حکومت ایک بڑی فوج میری سرکوبی کے لیے ہر بستان سیبیے اور ہم اس پر پورے نہ ترکیں۔ میں نے اس کے عذر و محتقول بھیجا اور انہوں نے لگایا کہ اس دوری سیاہی اور مذہبی فقہ اس بات کی متفاہشی نہیں ہے۔

محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کے برسوں کے بعد جب چھٹی کا تی پروگرام کامیابی کی پوری منزلہ میں تک پہنچا تو نو آبادیاتی علاقوں کی وزارت نے ارادہ کیا کہ اب سیاسی اعتبار سے بھی جزیرہ امیر بیان میں کام ہوتا چاہیے۔ سیکی وجہ تھی کہ اس نے اپنے عمل میں سے محمد بن سعود (۱) کو محمد بن عبد الوہاب کے ساتھ اشتراک عمل پر مامور کیا اور اس کام کے لیے محمد بن عبد الوہاب کے پاس خفیہ خور پر ایک لزیں دیکھیا تھا کہ اس نے سارے حکومت بر عالمی کے مقاصد کی توصیح کرے اور "محمد بن" (یعنی محمد بن عبد الوہاب اور محمد بن سعود) کے اشتراک عمل کی ضرورت پر زور دے اور ناکید کرے کہ وہی امور کے فیضے کلی خود پر مکن۔ عبد الوہاب کے ہاتھ میں ہوئے اور سیاسی امور کی گمراہی محمد بن سعود کی ذمہ اوری ہوئی۔

(۱) سعودی خاندان کا مورث اعلیٰ جس نظر میں دیکھا گیا اور کوئی انتیاری یا اور کوئی نہیں۔

کمل سے بچہ ہا خرون بنا دیا۔

وزیر ایمنی عاقلوں کی وزارت کا مدف مسلمانوں کے جسم و جان دلوں پر اتنا اثر و تھوڑا تمکر نہیں
اور زندگی اس بات کی گواہی کے سایہ کلہوں سے دینی ہکومت زیادہ دیر اور طاقتور رہی ہے۔
اس طرح دینی اور سیاسی ٹھنڈیتوں کے اتحادِ عمل کے تینے میں انگریزوں کا بھروسہ
لے لیا اور ہر آئندہ والادن اس بھروسہ کی اعتماد کر، باقاعدہ۔ ان دلوں پر ہر دل نے بخوبی
قریب "در عین شہر" کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ تو آبادیاتی عاقلوں کی وزارت خیلہ طور پر دل خود کو
ان مالی امانت کر رہی تھی مذکورہ کی پالائج کے تحت حکومت کو بلاہر پر خلام خریدنے تھے جو
در اصل فوآبادیاتی عاقلوں کی وزارت ہی کے پچھے آدمی تھے جوں عربی زبان پر عبر حاصل تھا
اور جو محترم جنگوں کے فون سے بھی واقف تھے۔ ان تمام ہاتھوں کا انتقام بھی ہماری
حکومت نے کیا تھا۔ میں نے ان یفراد کے اشتر اس عمل سے جو تعداد میں گیواہ تھے اس
اسلامی حکومت کی دینی اور سیاسی راہیں میں کیں۔ دلوں لا یعنی جوہر بن عبد الوہاب اور محمد
بن عاصم) اپنے فراض سے بخوبی واقف تھے اور ان میں کی جانے والی راہوں پر چے
تنقد مولوں سے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کبھی کھمار ان
دلوں کے درمیان جزوی کفلش ہو جیا کرتی تھی اور وہیں اس کا فیصلہ بھی ہو جایا کرتا تھا اور تو
آبادیاتی عاقلوں کی وزارت کو اس میں دل اندازی کی ضرورت قبولیں آئی تھیں۔

ہم نے بخوبی اطراف کی لڑکیوں سے شہادیاں کیں۔ ہمیں اس بات کا اعتراف
ہے کہ مسلمان عورتوں میں محبت، خلوص اور شہزادگی میں عظمت و اقتدار حیرت انگیز اور قابل
قریب ہے۔ ہم ان رشتتوں گے ذریعے اس بھروسے ساتھ ہیں۔ ہم بھلی اور قلعہ تھے کو اور
زیادہ بخوبی بنا سکے۔ اس وقت ہماراں کے ہاتھوں تھی میانچے ہیں۔ میرزا زی ملک حکومت
جزیرہ امریب میں اپنا اثر و نفوذ تھا مگر نہیں ہے میاں ہے بچکی ہے۔ اکون ناگوار حادثہ و فنا
ذہا تو بہت جدا اسلامی مرزیوں پر بکھیرے ہوئے۔ یعنی تھے وہ درختوں میں تبدیل ہو
جا سکے اور اسیں ان سے اپنے مخلوق پسیں ماسن ہوں گے۔

یہاں پر بخوبی کے اعتراف احتساب پذیر ہوئے
بر طاقوی حکومت کی پروگرام میں بخوبی فائدہ آمد آہستہ بر ساخت رہا تھی کہ لوگ
اسلامی تدبیت اور عقائد میں اسی طرح رخنے اور ازی کرنے لگے جس طرح فرنگیوں نے چہا
تھا۔ بہت سے لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور بزرگان دین کے مقامات پر نظریات کو
بھلاکر بدعتیگی اور گمراہی کی راہ پر لے لے کے۔ میں جو ہے کہ اب انہیں حضرت شیخ محمد الف
ہاشمی کے مکتبہ تشریف بکھرنا تھا آتے انہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب
"اخبار الہدیۃ" میں چھ عقائد کی بحث تھیں آتی اور حضرت امام القده مہاجر کی کتاب
"فیصلہ دفت مملکت" میں پی اتے ہیں۔ فضول اقرآن ترمیہ نے بھیں اللہ کی بخشی سے
آنکھیں بھیں ہم نے تدبیت قرآن و بخاری و مسلمانوں نے تبلیغ مسلمان اور تربیت کا
گئے درحقیقت اس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں نے تبلیغ مسلمان اور تربیت کا
واہکن تھا سے چھوڑ دیا ہے۔ اگر کچھوں کوں نے تبلیغ کرنے کے پیغمبر سے نکلتا کہ ارادہ کیا تو
انہیں بھی اسی فخرگی پاں ایسی پھنسا کرے تو کر دیا گیوں۔ جنہوں نے اسلام کی روشنی دیا گرہ
میں پھیلانے والے بزرگوں سے بہتری تھا تھی، وہاں کے خلاف ہو گئے بھجوں نے بزرگان
دین سے روحانی و فردی حاصل کرنا تھے اور اس فائدے کی کوشش و پیداوت تصور کرنے لگے۔

یہیں یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی قدرت کا ملک کے
ذریعے ہر زمانے میں حق کی دعوت دینے والے مقرر فرمئے ہیں۔ لہذا اور عاصمیں
الحمد و رب جماعت کی پیغمبری اور جمود کو فرمائے اور "تمثیل" کے میں کو اقتطع۔ انہیں تھک
پہنچانے کے لیے حضرت پیر رائف نہیں، شیخ احمد رشدی کی تدبیت کے ذریعے اور شیخ
المشارک سید میر طیب علی شاہ بخاری بجادہ شیخ حضرت کرمانی اے (اوکارہ) کی زیر پرستی
"لکھنؤی مجددی" تھے۔ ہر ملائے ہر شہر اور گلی سے فہیں گے اور وہیکے ہوئے مسلمانوں کو
"نہدی الدینی کوئی" میں گرنے سے پچا کرئی اور مرتکب تھے حضور پیغمبر کریمؐ نے ہا کہ اللہ
کریم ہائی شرستان پر حکم فرمائے۔ (اثر، اللہ تعالیٰ در جمل)

نقوش۔ محبت کی تلاش

یہ ایسی تحریر ہے سری آنکھوں سے نہیں بند
ول کی آنکھوں سے پڑھنے کی ضرورت ہے

(صلح والدین جہود)

ترکوں نے چار پانی اور حکمرت کے دروازہ رسول پاک ﷺ کی ولادت
پسندیدت سے لے رہا آپ کے وصال مہربان تھا۔ یہ لے سے واہتہ بر جسمی،
روحی، تاریخی اور جملوں کی تیزی و آندرہ طالبوں کے والٹے حفظ اور نے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ
کام پر شوریٰ سُلیٰ پر عہد نویں پڑھنے کی سے باری تھی بلکہ اب کوئی ایک ہزار برس اگر رچے
تھے اور اب یہ ضروری تھا کہ ایک شوریٰ اور قلیٰ سُلیٰ پر یہ عمل ہو۔ اس کام کے والٹے ہونوں کی
حد تک رسول پاک ﷺ سے محبت اور انسانی حواس کی حدود تک نفاست اور یعنی سچائی کی
ضرورت تھی۔ یہ مرستہ نزکِ عنین میں موجود تھی اس والٹے وہ اس کام میں تقریباً مکمل
کام ہباد ہوئے تھے۔ ترکوں کا انسانیت پر یہ سب سے بڑا احسان ہے۔

ان کو علم تھا کہ جس خلد زمین پر آپ کا نازول ہوا اور آپ کا پہلا قدم صبارک پر ا
کر جس ہوا کا پہرا ساتھ آپ کے اندر جذب ہوا اور جس نے آپ کی آواز کا گداز سُلیٰ بار
برداشت کیا گی جس، اسی سعادت سے پہلے پرندے کے لی پناہ آپ تک آئی اور پھر جس خلاۓ فرم
سے چاند اور سورج نے سُلیٰ ہر آپ کو اور آپ نے ہمیل ہماراں کو دیکھا کر جہاں جہاں آپ
کی پیدائی میں نے متزوں کا اقتouم ہوا اور جس جس سور آپ کی دلیع ہوئی آنکھوں نے ان
کی دہری حکمت کو واحد کر کے اپنی لہو میں صویا کری قدم آور لمحے، گوشے، پیچے اور جو ہوا اور
بنیاں، بند اور شوانتی کے تھیں اس تھیں رسول ﷺ کے تھیں، ہمکہ آئی دنیا تک ہر ہے
کلمہ گوئے بوجہ اول، اولی، آہنی اور اصلی شان ہیں۔ اس ہست کا ان کو مکمل علم تھا، عوام تمام
بیرون کو مدعا نظر رکھتے ہوئے انہوں نے چنپ پا کر اس بڑے ہوئے پیچے میں بوسد

کی خصلت اور بیت سے آغاز کرنے کا ارادہ کیا مغرب سے پہلے انہوں نے مدینہ منورہ میں
اس میدان کا قبضن کیا کہ جہاں مرنے سے پہلے ایک خوبہ اور کم عمر نو جوان نے اپنے گھر
تے دور، بخار کی گرمی اور ہے چنپ کو مٹانے کے، واسطے مایک شام، چند لمحات کے واسطے گھٹ
کیا تھا اور پھر اپنی کمسن خوبصورت اور نفس لگھی ہوئی کوئی وہ اور ابھی ماں کے بدن ہیں میں قائم
پہنچ کر شیر اور بیٹھا۔ بے شمار اپنے راضی تھا اسی اپنے دل میں لیے مریا تھا۔

پھر انہوں نے ایک پیتا کی وکھ میں اس پھونے سے گھر کا قبضن کیا کہ جس کی
پہلی منزل پر بدل کی جا ب قاب ایک چھوٹے سے بالکل چوکر کمرے میں کہ جہاں پچھاڑ
آئیں گواہت میں چہار سیسیں ملٹی قبصیں، ایک پچھے کہ جس کو کائنات کی امان تھی، مظہور میں آیا
تھا۔ پھر اس پیچے کو ایک بزرگ انسان نے اپنے محنت اور سورج کملائے ہاتھوں سے اپنی
ایک چار میں لپیٹا تھا اور وہ پکڑنے والی طے کی تھی کہ جوان کے گھر تک جاتی تھی۔ دہان پانچی کر
اس ضعیف انسان نے چادر میں لپیٹنے ہوئے نوزائدہ پیچے کو ہاتھوں میں رکھ کر کائنات کی
جااب بلند کیا تھا اور دعا کی تھی کہ اسے خالق کائنات اس پیچے پر رحم فرماء اس والٹے کے لیے بے
آسر اور یقین ہے۔ ترکوں نے اس شانی کرے، اس آبائی پکڑنے والی طے کی اور اس دعا کے مقام کا
بھی نہایت ہی کاوش سے قبضن کر کے خاموش ریختان کی سکھم پر اس جگہ کو بھی دریافت کر کے
محفوظ کیا تھا کہ جہاں اس دعا کے کوئی چھ برس بعد اپنے جہاں مرگ خادمگی قبر سے والہی پر
اپنے چھ برس کے جہاں پیچے کی اٹکل کلکے پکڑے جب اس کم من عاقوں نے ایک اس
کے والٹے پر اذکیہ تھا تو وفات پا لی تھی۔

اگلے روز جمیل آنکھوں والے اس چھ برس کے پیچے نے اپنی ماں کا پہنچا دے اس
سے اب آبستہ آہستہ دہانوں ہو رہا تھا، اثری، رہیکھا تھا اور پھر اپنی ماں کو اپنے پکے
ہاتھوں سے انجین ناک میں اٹا کر قافی کے ساتھ اپنی مقدار کی چااب بیل پڑا تھا۔ ترکوں
نے اپنی مٹاٹی ورثیل، ساروکی، صفائی اور خوش اسلوبی سے ایک کتہ بیہاں بھی چھوڑ دی تھا کہ

جاری ادکانات تھے، وہ کیا تھا؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر والے کمرے کے بارے میں جاری حکم تھا کہ ہر ہار مصان کا چاند ریختی اس میں سفیدی کی جاتے اور ہر ہار نہ کی اذان تک خواتین ہاؤاز ملنے کی تادوت کریں، بعد حضرت خدیجہ مصائب سے میں واقع اس شہل کمرے کے بارے میں ادکانات یہ تھے کہ بیٹی رائی لاول کمرے اندز غیر رنگ کیا جائے، رنگ سائز اذان قرآن ہوں اور پھر رنگ ۱۰۰۰ اس ادکان رات وہ بب آپ کا ظہور ہوا، معموم پیچے اس کمرے کے اندزا نہیں اور قرآن کی تادوت کریں۔ فوجیں پرخسے آزاد کرنے کا حکم اور روانج تھا۔

موجہاں انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان اور تجھے ہے قیمن کیا، وہاں انہوں نے سوراقم کی بیٹھک تو گلوٹ، درخت بن لونگ کی دلخیز کو پختہ اور حضرت ام ماذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آگئن کی ٹانڈھی بھی کروالی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کام اور مدینے میں قائم ان ارزی قبرستانوں کو کہ جس میں خداوند رسول کے پیشتر افراد، صحابہ کرام اور ان کے خاندان اور چیزوں کی نشان وہی کر کے محل نئی مرتب کروائے۔ پاک کر دیا اور پھر زیارتی حدود سے قبروں کی نشان وہی کر کے محل نئی مرتب کروائے۔

ان تمام کارہایوں میں ترکوں کا طریقہ کارہ بہت موڑ اور یکتا ہوتا تھا۔ شال کے ٹھوڑ پر چبڑک جان، پیٹ پر مجہد ہاں جو کہ خانہ نعمہ کے سامنے ایک پھاڑ پر والدہ بے صمد یوں کی غلطت کی وجہ سے تقریباً مٹی اور پتھر کا ذہر ہو جیتی۔ اس پھوٹی سی سمجھو کو اس کے محل خطوط پر دوبارہ تیسرا رنگ کے واکھے جو طریقہ اختیار کی گی، وہ یہ تھا۔ پس پہنچنے کے بعد یوں کوہیات ہار دیکھ لیوں سے چھان گرائیں گے۔ بچے ہوئے چوڑے کا کیمیالی تحریر کر کے اس کے اجزا، معلوم کیے گئے۔ پھر ان اجزا کے اصل اور پہانے مانندہ دیافت کرنے کے بعد ایک مانندہ گئی تھے اور پہانے چوڑے کو ہار دیکھ لیا۔ مزید طاقتور ہنا کر چنانی کے واسطے استعمال کیا گیا۔ پھر بھی اپنی ترش، کیلیت اور ساخت وہ نئم

آئے، اوس میں ہائے معمورہ دوسری اسیں تھے۔ جو اس حدودت کا گمراہ ہوتا تھا۔ اس کا اہم ترین راستہ کا تعین کرنا تھا جس پر اسے قیمتی ہے، پھر اسے بھک سے بھک کر رہتا ہوا چلا تھا۔ اس موٹی ہے اسیں تھا کہ آنے کے بعد اس کی ایں کائناتی وحدت کی ایکیں ہے اور آنے کے بعد شاید وہ بھی کھل کر رونے شکے گا۔ غرض یہ کہ ترکوں نے رسول پاک طہری کی ولادت سے لے کر آپ کی وصال مبارک بھک کے واقعات و آنے والی نسلوں کے تاریخی، تہائی اور ایمانی شور کے واسطے درستی اور ساری گی ساتھ محفوظ کرنے کا ہو جیا۔^{۱۲} اضافہ تھا، اس میں وہ ایک بڑی حد تک کامیاب ہوتے۔ آپ کے بھنپ سے جو ایں سکی ستوں کا تعین کرنے کے بعد انہوں نے ناراکی چوفی سے آسماں کو دیکھ کر پھر اس اوضاع پیمانہ کی نیشنی وادی میں قائم شہر سے ایک گھر کے اس چھوٹے سے کمرے کا تعین کیا کہ جہاں حیرت پر سے اپنے نام کی پکار شنے کے بعد وہاں آ کر رسول پاک طہری نے آرام فرمایا تھا اور جہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ پر اپنی کمل اعتماد سے آپ کو اس حد تک حوصلہ پا تھا کہ جب قبضہ کے بعد آپ سے پوچھا گی کہ آپ کہاں قیام کریں گے تو آپ نے خواہ خلابی کی تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے ساتھ آپ کا خیمہ نصب کیا جائے۔ بعض لوگوں کے استفسار پر کہ اخراجیک قبر کے کنارے ایک قبرستان میں کیوں؟ آپ نے فرمایا تھا: ”جب میں غریب تھا، تو اس نے مجھ کو مالا مل کیا۔“ جب انہوں نے مجھ کو مجھے خبر دیا تو صرف اسی نے مجھ پر اعتماد کیا اور جب سارا جہاں پرے خلاف قیام نہ سرف اس ایسی ہی کی وفا نہیں ساتھی تھی۔

ترکوں کے ماہرین نے پہلے اس گھر کا پھر اس گھر میں اس کرے کا تعین کیا کہ جہاں کمل اعتماد کا یہ بنیادی لگ گزرا تھا۔ یہاں یہ میان کرنا شاید وہی سے خالی نہ ہو کہ اس کرے اور اس کے بارے میں کہ جہاں آپ کا ظہور ہوا تھا، ملائی حکومت گی جانب سے جو

وہ ایک نسبت کے لئے بھائی تھے۔

اس طرز، بی ملی و بی کار اور وہی چونا اور وہی پتھر ہاں کل اسی طرح استعمال ہوا
جیسا کہ صدیع س پہنچ سمجھی تھیں اول میں استعمال ہوا تھا۔ سمجھنی بھی اونچی اور اپنے اصلی اور
اول خطوط پر قائم بھی رہی۔ یہ تو کوں کے طریقہ کہ کی محل ایک قدر سے معنوی مثال ہے۔
جب ۵۲ برس کے میں یہیت کے اور زمین گی گردش اس شکر کو ایک بار پھر دیں
تے آئی جہاں ۵۳ وہ سال گردش پہلے تھا۔ تو نے ستاد کا موقع ہوا تھا اور رسول
الله ﷺ نے ہمیں کارخ کیا تھا۔ سورہ کس بھی اس آبائی راستے پر ہوں گلے تھے۔ غار قورکو
نہیں نے پچھہ نہ کھا اور بیکی مناسب سمجھا کہ نہ تو اس کے جانے صاف کریں اور نہ اسی
ہزاروں کے صدیوں پرانے گھوٹلوں کے چھڑا جھکڑا کو کامیاب ہانا گئیں۔ غار قورکو انہوں
نے تھریوں اور کیتوں کے پر رہائی رہتے دیا کہ اب جائز طور پر وہی اس گوشے کے مالک
و رہنکار تھے۔ غار حراں کی تمایز ہی مشکل چڑھائی کو بھی انہوں نے آسان بنا نے کی
وہی اُوش نسل تاکہ چڑھنے والوں کو پھوٹی لٹک لٹکنے کے جتن کا احساس برادر ہوتا رہے۔
اس انتصاف کیا کرو وہ تھا ایک تمایز سادہ کی نامدباری تاکہ ہارش کا پلنی بھی بھی
جس ہو سکتا اور نہیں، بودھے اور سورتیں اگر یا ہیں تو چڑھائی کے دوران پیاس بھاگیں۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے لے کر مدینہ کے اطراف میں قائم بونصاری کی بھی بستی تھک بھرت کے راستے کا جتنی تعمیں کر کی تھیں مربوب کی۔ ترک حب چاڑ کپٹے تو بونصاری ترک ہو چکے تھے۔ پھر بھی ترکوں نے پہلے کچھ مس کو خلاش کیا اور سینہ پر سیدھے مخفی طریقہ میں کی لوگ گیتوں کو بولیں پر قلعہ بند کر کے ہاتھ اعداء محفوظ رکھ دیا۔ مسے مسجد تباہ کیا گئی۔ مس کی مناریں کیلئے بھی مسجد کے پرکشش پر بنائی گئیں۔ مس کے بعد وہ پکجھ دیر اس کو نوئیں کی مسجد پر پہنچنے والے مسلمانوں کی دعویٰ تھی کہ جہاں بھرت کے بعد اپنی نماز ادا کر کے رسول ﷺ نے قیام فرمایا

لھا اور جس کو دیکھ کر آپ نے اوپنے ہوتے پانی میں اپنے پھرے کا خلاف شخص دیکھ کر، پہلے ایک لمحہ تو قصہ، اور پھر صرفت کا لٹپار فرمایا تھا۔

اس کو گل سے اب راستہ میں کو جاتا تھا۔ مدینے کے اس میدان تک جاتا تھا کہ جہاں آپ کی آمد سے کوئی ۵۰۰ روپے پہلے، ایک شام مرنے ۱۔ پہلے ایک خوب رواہ کم عمر تو جوان نے اپنے گھر سے دراپے بخاری کی گردی اور بیچھنی کو منانے کے لیے چند لمحات کی واٹلی لخت کی تھی اور بھرا پانی کم سن، خوبصورت اور انس سمجھے ہیں اور ابھی ماں کے پدن ہے میں قائم پہنچ کو تعمیر اور بے سہارا چھوڑ کے اپنی تمنا گلیں اپنے دل ہے میں لیے گوت ہو گیا تھا۔ ایک ہار بھرہ ہی میدان تھا۔ محمد نبوی کو اپنی تعمیر ہوئی تھا۔ محمد نبوی کی تعمیر بھی ایمان، بھرمندی، پاکیزگی اور نقاصلت کی ایک عجیب الوگی و استان ہے۔ پہلے پہلی برسوں تک اتر کوں کوہت نہ ہوئی کہ وہ محمد نبوی کو تعمیر کریں۔ ان کے نزدیک یہ ایک کائناتی اور انسانی حدود سے باوراً عاقتوں کے لیس کا عمل تھا اور وہ بخشن انسان تھے۔ مگر جب انسان کی محبت کرتا ہے تو وہ اپنے آپ سے باہر قدم دھرنے کی بہت بھی پا جاتا ہے۔ سو اپنی محبت کی چائی کے سماں ایں نہ نے یہ کام شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ ترکوں نے اپنی دشیع الطنت اور پھر پورے عالم اسلام میں اپنے اس ارادے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ اس حقیقی کام کے واسطے ان کو عمارت سازتی اور اس سے متعلق علوم اور فنون کے ماہرین درکار ہیں۔ یہ سنتا تھا کہ ہندستان، افغانستان، ہمچن، وسطی ایشیا، ایران، عراق، شام، مصر، یونان، ہندلی اور وسطی افریقہ کے اسلامی خطلوں اور راجانے عالم اسلام کے کسی کس کوئے اور کسی کس پیچے سے نقصہ تو نہیں، مہار، سگ، تراش، پیادا ریں زمیں کی زندہ رکوں تک اتارنے کے ماہر، پھتوں اور سماں ہنوں کو ہوا میں مطلق رکھنے کے ہمدرم، خطاہ، پیچ کار، شیش گرا اور شیش ساز، کمی اگر، رنگ حزار اور رنگ شناس، ماہرین فلکیات، ہوا اوقل کے دریں عمارتوں کی دھار کو بخانے کے ہمدرم اور نہ جانے کوں کن کن عیاں اور کیسے کیسے پوشیدہ

علوم کے ماہرین، اساتذہ، پیشہ دار اور ہمدردوں نے دنیا کے اسلام کے گوشے گوشے میں اپنے اہل دعیاں کو سمجھنا اور اس ارزی باداے پر قسطنطینیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ کیکن بے حد دور، ایک چیلی ریکارڈ میں جنت کی کیا ریکارڈ کے کنارے، ان کے رسول کی قیام کا دیر قبیر ہوئے تھی اور وہ اور ان کے بھرا بھر طرح اس کام کے داسٹے دلف تھے۔

زکوں کو اس والہانہ نیتیت کی ایک صد قاب امید تھی، مگر پھر بھی کہا جاتا ہی کہ اس اہم تھی بے اختیاری اور مکمل اطاعت پر ان کو تجربہ ضرور ہوا تھا۔ ہبہ کیف ان کی تجارت پاں بھی مکمل تھیں۔ خالی حکومت کی تحریک یا امر شش، اعلان سے پہلے عیون حکومت میں آپکی قیمت اور حکومت کے اہل کاراپتے حدود میں اور سپری و سرے اسلامی مہماں میں اس انداز اور اس ارادے کے تمام لوگوں کی امانت کے داسٹے چاہو تھے۔ ان اپکاروں اور سپریوں کا یہ احکامات تھے کہ وہ ان تمام ماہرین اور ان کے ہمراہ ان کے اہل دعیاں کو، اگر وہ چاہیں، تو قسطنطینیہ تک کے راستے میں ہر طرح کی سکولت فراہم کریں۔ اور سلطان وقت کے حکم سے قسطنطینیہ سے پندراستک کے باہر بیداروں میں ایک خود گھیل اور کشادہ بھتی تیار ہو جی تھی۔ سو ہمہ جب ان یکتا نے ورنگا راویوں کے قابل پہنچنے شروع ہوئے، تو ان کو ان کے روزگار کے انتبار سے اس نئی بستی کے الگ الگ مخلوقوں میں باسیا جانے لگا اور حکومت مکمل طور پر ان کی کفیل ہوئی۔

اس عمل میں کوئی پندرہ برس گزر گئے، مگر اب یہ بیعنی سے کہا جا سکتا تھا کہ اس سبق میں اپنے بتوں کے عظیم ترین فریکار تھیں ہو چکے ہیں۔ اب خود اعلان وقت اس نئی بستی میں گیا اور اس نے خالی میرزا ہوں کا اجلاس طلب کر کے منصوبے کا اگلا حصہ ان کے سامنے رکھا۔ منصوبے کا اگلا حصہ اس طرح تھا۔ ہمہ مردوں اپنے سب سے ہو تباہ پہنچ یا پہنچوں (اوخار نہ ہوئے کی صورت میں ہو تباہ ترین شاگرد) کا اختاب کرے اور اس پہنچ کے جوان ہونے یا پہنچ عمر کو پہنچنے تک اس کی بدن اور جن میں اپنا مکمل فن منتقل کروے۔ اور حکومت کا ذمہ تھا

کہ وہ اس روزگار اس اور اس کے اہل ایقونت مقرر کرے کہ وہ ہر پہنچ کو پہلے قرآن کریم پر ہائیں اور پھر قرآن حفظ کروائیں۔ سماج کو ساتھ دواری بھی سکتے۔ اس تمام عظیم تربیت اور تیاری کے واسطے پہنچوں برس کا اصر مقرر کیا گی۔ اس منصوبے پر ہر دلیک نے ایک کہا اور صبر، محنت اور حیرت کا یہ بالکل انوکھا عمل شروع ہوا۔

چنانچہ پہنچوں برس بیت گئے اور ان ان لوگوں کے ہمراہ مددوں کی ایک بھی اور خالص نسل نشووناہ پر کر جا رہو گئی۔ یہ تھیں سے چالیس برس ہر کے منصوبے اور نیک الطوار لو جو الوں کی ایک ایسی جماعت تھی کہ جو شخص اپنی اپنی آبائی اور خاندانی فونون ہی میں یکتا اور عطا نہیں تھے۔ بلکہ اس جماعت کو ہر فردا حافظ قرآن اور فتح عالی سلطان ہونے کے علاوہ ایک سخت مدد نہ ہو جوان اور اپنے شاہزادیوں کی تھا بھپن کے لئے اول سے ان کو علم تھا کہ یہ ہمچوہ لوگ ہیں کہ جن کو ایک روز کہیں بے حدود، ایک چیلی ریکارڈ میں، جنت کی کیا ریکارڈ کے کنارے اپنے رسول کی قیام گاہ کے گرد ایک ایسی کائناتی غارت تغیر کر لی ہے کہ جو آسمان کی جانب اس زمین کا واحد نہیں ہو۔

ترکوں کے اعلان اول سے لے کر اب تک کوئی تھیں برس سے زیادہ بیت پہنچے تھے، اور کچھ نبوی کے معمار، جن کی تعداد کوئی پانچ سو کے الگ بھیک پڑائی جاتی ہے، بتا رہ تھے۔ ایک طرف تو ہمدردوں کی یہ جماعت بیان رہو تھی اور دوسری طرف تو کہ حکومت کے اہل کار مار کے واسطے سارے وہ سامان آئندہ کرنے میں مصروف تھے۔ حکومت کے شعبہ کان کی کار مار کے واسطے سارے وہ سامان آئندہ کرنے میں مصروف تھے۔ حکومت کے شعبہ کان کی کار مار بنے ماہرین لے خالص اور عمود رک دریشے کے پھر کی بالکل نئی کامیں دریافت کیں کہ جن کے ماہرین لے خالص اور عمود رک دریشے کے پھر کی بالکل نئی کامیں دریافت کیں کہ جن کے صرف ایک ہار پھر حاصل کر کے ان کو ہمیشہ کے واسطے پیدا کر دیا گیا۔ ان کا نوں کی جانے وقوع کو اس حد تک مینڈ راز میں برکھا کیا کہ اسی تجھے کسی کو علم نہیں بہے کہ مسجد نبوی میں استعمال ہونے والے پتھر کہاں سے آئے تھے۔ بالکل نئے اور ان چھوئے چیلی دریافت کیے گئے اور ان کو کاٹ کر ان کی گھری کوئی برس نہ کج جائز کی آب دہوائیں آسمان تے موسمیا

گیا۔ رنگ حاصل کیئے اور شیشہ گروں نے شیشہ بانے کے واسطے جاز علی کی روت استھان گی۔ چیپ کاری کے قلم ایران سے بن لگائے، جب کہ خطاہ کے واسطے نیزے دریائے جنا اور دریائے نہل کے پانوں کے کنارے لگائے گے۔ غرض یہ کہ جب تک ان ہر مندوں کی جماعت تیار ہوئی، انہیں کے بزرگوں کی خاص طور پر تیار کردہ نولیوں نے عمارتی سامان بھی فراہم کر لیا۔ یہ سارے عمارتی سامان ہر مندوں کی جماعت کے نہایت ہی اختیاط سے نکل، پھر صدر اور پھر نٹھی کے راستے جواہر کی سرزی میں بچ پہنچادیا گیا کہ جہاں مدینے سے چار فرسنگ دور ایک فتحی سختی اس تمام سامان کو رکھنے اور ہر مندوں کی قبری کے دوران رہنے بننے کے واسطے پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔ یہاں یہ عوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قیصر مدینے میں بولی تھی، تو پھر سارے سامان مدینے ہے رکھا جاتا۔ آخر یہ چار فرسنگ (ہارہ میل) دور گیوں ۲۰۰۰ کی وجہ ترک یہ بتاتے ہیں کہ آڑا ایک بڑی عمارت تیار ہوئی تھی کہ جس کے واسطے مختلف جمamat کے بڑا دوں پھر کافی جانے تھے، پڑے پڑے چنانچہ کوک پیاک کر تیار ہونے تھے، اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے ضروری عمارتی گل ہونے تھے کہ جن میں شور کا بیض امکان تھا، جنہوں نے چاہئے تھے کہ عمارت کی قیصر کے دوران مدینے میں ذرخیرہ اور بھی کوئی شور نہ ہو درجس نہایت ہمارے رسول گی آنکھیں دیکھیں اور آواز سنی ہوئی تھی، وہ اپنی حیا، سکون اور وقار قائم رکھے۔

سو ہر ایسا کام کہ جس میں زراسی بھی شور کا امکان تھا، مدینے سے چار فرسنگ کے قاطلے پر جاؤ اور پھر برچیڑ کو ضرورت کے مطابق مدینے لے آیا گی۔ ایک ایک پھر پیلے دیں کاٹا گیا اور پھر مدینے لا کر نصب کیا گی۔ بھی ایسا بھی ہوا کہ چنانی کے دوران کسی پھر کی کمالی وزارتی دوستی ہوئی یہ کوئی چنان ہے جنکا چھوٹا یا بڑا پڑا، تو اس کو جگات میں خوبک بجا کرو یہی رسول پاک کے سرمائے الحکم نہ کیا گیا، بلکہ چار فرسنگ دور کی سختی لے جا کر اور درست کر کے دوبارہ مدینے لایا گیا۔ یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اس دور میں ذرائع مواصلات

کیا تھے۔ بھاری بوجہ نہایت سست رہتا تھا اور سب سے ایک جگہ سے دوسرا تھا جگہ لے جایا جاتا تھا اور انسانی عمل و عمل کے واسطے سب سے نیز رفاقتی اور سب سے ایک جگہ سے دوسرا جگہ لے جایا جاتا تھا اور انسانی عمل و عمل کے واسطے سب سے نیز رفاقتی اسی کھوزتے کے علاوہ کوئی اور نہ تھی۔ جبکہ سارے عمارتی سامان اپنی خاص ٹھکل میں مدینے کے مضافات والی سختی میں بھی گیجا اور پھر پانچ سو سیکھ بھک بھر مندوں کی جماعت نے ابھی اسی میں آن کر سکونت پالی۔ تو سب کچھا ب اس جماعت کے سپرد کردا گیا۔ اپنے فنوں کے استھان اور اپنی تجھیقی میل میں یہ فنکارہ بھر مند بالاک آزاد تھے۔ صرف دو احکامات ان کو دیے گئے۔ اول یہ کہ قیصر کے لئے اول سے لے کر تک جملہ تک اس جماعت کو ہر ہر مندوں اپنے کام کے دوران پاوضور ہے اور دوم یہ کہ اس دوران وہ ہر لمحہ تلاوت قرآن جاری رکھے۔ سو باوضو حافظ لقرآن ہر مندوں کی یہ جماعت پورے پورے پھر وہ بہریں بھک مسجد جبوی کی قیصر میں مسروق رہی اور پھر ایک بھی آئی کہ مسجد جبوی کے خلافی نشان کی پھولی سے فخرگی اذان نے، زمین سے نہایت ہی بھروسے اور ایمان سے اُگی اس عمارت کے مکمل ہونے کا اعلان کر دیا۔ اپنے ماحظو ڈیکھی تھا اور آزاد بھی۔

یہ عمارت کیسی ہے، کیا ہی، کہاں ہے اور کہاں لے جاتی ہے؟ اس کی بارے میں تو اگر کتاب لکھوں گا۔ یہاں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ عمارت اس جہاں میں ہوتے ہوئے بھی اس جہاں میں نہیں ہے۔ اپنے آپنے آپ میں قائم رہ کر اس عمارت کو قوہ دیکھو تو یہ کہیں اور ہے۔ اپنے آپ سے باہر قدہرہ کے اس کو دیکھو تو یہ کہیں اور، اور سب کوچھ اور ہیں۔ پھر خلا، دوا، آواز، بھن، نیت، ایمان اور نور نے مل کر صبر کی ایک بھی بنت کی ہے وہ دن تر ہوئی اوقات اگر بک رنگ کے دھاگے ہیں تو ان کی بنت میں بے رنگہ کا دھاگہ اسی عمارت کا نور ہے جو کہ اس بنت کو بھلی بھی ہی بھی رہتا، بلکہ اوقات کا ایک دوسرے سے ایک جائز اور بخشنی رابطہ ہے کہ اوقات کو ایک مرکز بھی فراہم کرتا ہے اور اوقات کے اس مرکز

سے ہم کو اپنے رسول ﷺ کی آواز پر آتی ہے کہ میں خلائق دا بھی ہو اور اُڑا بھی، کہ میں آواز پر نہ بھی ہوا اور لب پر بھی کہ اندر میرے میدانوں میں کبھی نور کا شرارے تو بھی نور کی آوازوں میں اندر ہمراخوا دیکھ گوئے تو بھی فوراً ہی نہ ہو، بلکہ نور کا منج بھی ہو۔ سو جب ریاض اُبھر میں اس خلا کے خمپا پر رسول ﷺ کے سر حانے تینوں کا کشف ہوتا ہے کہ آخر محبت کے کیا منی ہیں اور نیت کی کیا حدود۔ اور پھر وہ پے نام ہنرمند ہادا تے ہیں کہ جن کو اپنے ہنر سے اس واسطے محبت تھی کہ وہ ان کے رسول ﷺ کی قیام کا دیکھیں، سکون اور حیرت کو قائم رکھتے ہوئے اس میارت کو اس خلا کے خمپر پر قیصری تھا کہ آج اس میارت میں بھی ان کا ہنری نہیں، بلکہ ان کے ہنر کا غائب بھی مختوف ہے۔ اور پھر ان کوں کے واسطے دعا ہمارے پور پور سے بلند ہوتی ہے۔
پھر کی حدود ایسے کیں۔

ان دروں فی سازشوں اور یہ وہی بخوبیں کے دہاکے تحت پر اپنی حکومتیں کمزور اور اپنی حکومتیں اور علاقوں قبور میں آتی رہیں۔ پھر جب میوسیں صدی کا آغاز ہوا، تو چکیں جنگ عظیم ہڑوئے ہوئی۔ اس پنج میں عثمانی حکومت نے انگریز فرانسیس اور اٹالیوں طلاقوں کے خلاف جنگ فرم کر مکا ساتھ دیا۔ ۱۹۱۸ء میں ترک جرسن یا تو کو محکمت ہوئی اور فتح پانے والوں نے جہاں جرمی کے ٹکلوے کی محکمت کے ساتھ ساتھ اس کے اجتماعی و فارماںک میں ملایا، وہاں ترکانی ہاؤں بھی خون کے ساتھ ساتھ بہہ کر خداک میں شامل ہو گیا اور عثمانی حکومت کی کشادہ حدود بھی فاتح نوئے نے ہمیں سلطنت کے خطوط پر حکومت کرنے کے دو طریقے مانگی ہیں۔ پھلا طریقہ برادریست حکومت تھا اور جہاں برادریست حکومت ملک نہ تھی۔ وہاں ایک خاص منصب کے تحت ایسے قبیلوں، سیاسی ہماعتوں یا افراد کو سہارا یا طاقت دینا ٹے پایا تھا کہ جس کی وساحت سے کھنڈ دائرہ اڑا کی کو قائم نہ رکھا جائے، بلکہ ہو سکے اوقات اسلامیہ میں ہر یہاں تھا اور کچھی بھی پھیلائی جائے۔

ترکوں کی جنگ علمیہ میں محبت کے بعد ہزیرہ نما عرب میں جن طاقتوں نے علاقائی افراد کی فائدہ اٹھی اور حکومت کھانا بخوبی پاؤں چلانے شروع کر دیے تھے، ان میں صوبہ نجد کے ایک پیشہ درہ نفوں کا معروف بیلی بھی شامل تھا۔ جنگ علمیہ کے دوران ہی تھا یہ اسکی ایک خفیہ وہابیت کے تحت اگر پروں سے مل چکے تھے۔ اس مجاہد سے کی رو سے اگر بزری یہ چاہتا تھا کہ جنگ علمیہ کے دوران یہ قبیله اپنی بختیوں میلوں، جنگلوں اور پھاپوں وغیرہ سے ترکوں کا اتنی لگتے اور برپر پیار کئے کہ شرق و سلطیں اگر بزرگ مدد آوروں کی طرف پوری طرح دھیان نہ دے سکیں۔ اس کے وہش اگر بزرگ نہ ہو تو اگر وہ جنگ جیت گی تو وہ پسے نہ کہ اور پھر جزیرہ نما میں عرب پر اس پیغمبری قبیلے کا اسلطاً قائم کرنے میں ان کی مدد کرے گا۔ تھری یہ اگر بزرگ کا مدد ہو تو کہ کم از کم دو طرفہ قوت نہ رہ رہتا ہے۔ سو یہی مدد انہوں نے جہاڑ کے جنگی قبیلے سے بھی کیا ہوا تھا۔ اس بوجیز نفوں وغیرہ میں مشرک تھی، وہ تھی ترکوں کی محبت اور ہزیرہ نما میں عرب سے اخلاق۔

بھر کیف ترکوں کی اپنے کے بعد فتح طاقتوں (اور بعد میں امریکہ) کے ایجاد اور انداد پر سوادوں نے اپنے علاقائی جریہوں کو آٹھوکار محکمت دے کر ۱۹۲۱ء میں صوبہ نجد پر اپنی عملی اور بہادریت کا اعلان کر دیا۔ عالمی جنگ کے اختتام میں ترکوں نے جان یا کر جی رکھا تھا اسی کے سر راہ قبیلے کے سردار کے پسروں کرنے کے بعد وہ جہاڑ میں اپنی حکومت صرف فوجی طاقت کے ذریعے قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی حد تک کی صورت میں خاک جہاڑ پر ہو جہاڑ، اذام ہو جائے کہ اور خدا نخواست کے اور بدینے میں کوئی چالانی لازمی ہو جائے گی۔ یہ کیفیت ترک ٹکن اور خصلت کے پائلر بر جس تھی۔ سو پکھوڑہ سوچ بچار کے بعد جو زر کی ترک گورنر کا حکم دو تھا، اور ترکوں نے خاک جہاڑ کے گرد آخری طواف کر کے مہد نبوی کی دلیلیت کو آخری بار پہنچا تھا اور خاک جہاڑ سے بیٹھ کے واسطے چلے گئے تھے۔ اب امل بخدا اسی جہاڑ دنوں ہزیرہ نما میں عرب کے باشناخت

کے خواہ تھے اور دوں کو انگریز کی حمایت حاصل تھی۔

اس سیاہ خلا کو سعودیوں نے پر کیا اور ۱۹۲۳ء میں کے پر اور ۱۹۲۵ء میں مدینے اور جدہ پر قبضہ ہمالے کے بعد اس بھروسی قبیلے کے برادرانے ۱۹۲۶ء میں بھج و حجاز کی ہادیت کا اعلان کر دیا۔ بیجان سے جاڑ پر سعودیوں کی حکومت کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ دو ماہی تک چاری ہے۔ آخری سعودی گون یہں؟

جبکہ پہلے ہیما جاپا ہے جزیرہ نماۓ مرب کے ایک شرقی صوبے بھر سے ان کا تعلق ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ رسول پاک علیہ السلام کی وفات میں جس قبیلے نے سب سے آخریں اسلام قبول کیا تھا اور پھر آپ علیہ السلام کے وصال مبارک کے فراہمدر بن جو قبیلہ اسلام سے مُحْرَف ہو گیا تھا، وہ بھی سعودیوں کا قبیلہ تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان ہی کی سرگرمی کے باعثے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھج کی طرف روانہ کیا تھا اور ایک بیگ میں نگست پانے کے بعد ان میں سے کچھ بھر سے اسلام لئے آئے تھے۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس علاقے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ اس مسجد کے آناریک بھندر کی صورت میں ابھی تک قائم ہے۔ نسبیات کے جدید ماہرین کا کہنا ہے کہ میلہ بن کذاب کا تعلق بھی اسی قبیلے کی ایک مرکزی شاخ سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہیت اک قحط ہو، بھر جو اسیں اقتدار سنبھالنے کے بعد جو بدلوی انسوں نے رسول پاک علیہ السلام کی ذمہ سے اپسے تاریخی، جمالیٰ، مدنی، دینی اور معاشرتی نشانات کے ساتھ کیے ہیں۔ اس سے تو بھی اندازہ ہوتا ہے کہ علم نسبیات کے ماہرین کا یہ کہنا ممکن ہے۔

بھر انمار ہیں صدی کے اوائل میں ایک شخص محمد بن محمد الائام نے انہی میں سر اخیاں تو ان کی بادا ہوئے تھے کائے والی تلوار کو اس کی تقریر کی سہاری اور اس کی تقریر کو جس پر تیار داشت کی ہے کچھ کوئی کائن نہ وہ رأت تھا، ان کی تلوار اور شاطر اور حوصلت کی سہارے طاقت

حاصل ہوئی، جتنی کی انہر ہوئیں صدی کے صلیک محمد بن عبد الوہاب اور ان کے سعودی سر پرست کی اتنی ہست ہوئی کہ ان دونوں نے مل کر عالم اسلام کے بر بادشاہ اور فرمانروائی کا خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور باقوس کے بعدی پیغمبر کے بندے کے لئے پرمند بردیلیں ہمارت درج تھیں۔ الجد ایک ہے اور الجد (بیٹھتے) اس کے بندے اور رسول ہیں گرجو (بیٹھتے) کی تعریف کرنے والیں کی تفصیل کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ”نَعْوَذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ“ آج تک سعودی بھوکی خصلت میکے ہے۔

سو جاڑ پر قبضہ ہمالے کے فراہمدر بن جوس سے پہلا کام سعودیوں نے کیا تھا، وہ جاڑ کے ہول جھٹپتی سے ہول پاک علیہ السلام کے ہام کو محکم نے کا تھا۔ مسجد بھوکی، خانہ کمپ کی مسجد اور رہائی کے مادہ، جہاں جہاں اور جس جس عمارت اور مسجد پر مجھ تھیں کہ نام نہایت ہی ان اور بھت سے کندھ تھا، اس کو نہایت ہی بھوٹے پن سے مناویا گیا۔ ایمان، محبت، فتن، خطاہی اور دیگر فتوحات طلاقی کے ان نادر ندوؤں پر کبھی پتکوں کوں کیا اور فکھیں ان پر پھر تھپ دیا گی۔ اکثر اوقات لوہے کی جگہ اور سختی کا استعمال کی گئی کیا گیا۔ اس بے مثال کتابی کے نتھاہات آج تک جاری کے طول و عرض میں اور نہ سی طور پر کعبی کی پرانی مسجد اور مسجد بھوکی کے درود نو اور پوکیتے جا سکتے ہیں۔ رسول پاک علیہ السلام کا نام ہمالے کے بعد سعودیوں نے ایک بیقاد علام کے تحت حیات طیبہ سے نسلک تفتریہ بہترانگی، جمالیٰ تھی، روشنی، جسمانی اور معاشرتی انسان کو اپنی زوں قلت اور قلیل تر تعریف سے کاہر فہمیا۔ جنت معلی اور جنت اُنچی کے تبریز حسان کے ہن کی بھر بھری خاک میں حضرت عہد امطلب، حضرت ابوبطاب، ورقہ بن نافل، حضرت خدیجہ اکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علیہ السلام ملید سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، آپ کی صاحبزادیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، آپ کے صاحبزادگان اور خاندانوں کے رسول کے دیگر افراد، اصحاب کرام اور ان کے پورے پورے خاندان، مشائخ کو وصوفیتے کرام، نامور ان

سے بیٹھے کہ جہاں اعتماد کا ایک پیاری لمحہ کیزرا تھا۔ وہ کمرہ اور گھر بھی خوف صدی سے مانقاہ
قرآن، رنگ، سائزوں کا انتخاب کرتے کرتے اب ایک سرائدہ زار سے گھر پہنچے ہیں۔

اجرت کے راستے کا نشان تک مت پدا ہے۔ میں حکومت نے لے کے سے مدینے
لکھ جائے کا بنا راستہ اختیار کیا ہے۔ یہ راستہ لکھے مقام پر رنگ صدر کے ساتھ ساتھ
چلتا ہے اور وہی ہے کہ جس سے ابو غیلان، انگر اسلام کی روائی کی نیزین کراپنے قابلے کو پی
کر کے کل جا بپ فرار ہو گیا تھا۔

مدینے بیکھتے ہی انسان مسجد تباہ کارنے کرتا ہے کہ جس کے سامنے والے احاطے
میں وہ قہایت قدیم کنوں تو کہ جس کے پانی نے آپ کا نکتہ کارنے مبارک دیکھا تھا، گھر پڑنے
ہر سی ہوئے اس کو نیئی کوئی بھی پتھری ہو یہی ہری طبعیں رکھ کر بند کیا چاہکا ہے۔ اختصار پر نہایت
خیکی کے ساتھ یہ اطلاع دلی پہنچی ہے کہ مشین پہپ ایجاد ہو چکے ہیں، اس والے اب اس
کوئی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب ٹکٹت وریجت کا یہ دشت، اک گل شرمنی ہوا تھا تو
سر، وہ قبیلے کے مردار نے ترکوں کی بناکی ہوئی گنبد خضری واقعی مسجد نبوی مسیحیہ کو گنبد خضری
سمیت مہدم کرتے کا اعلان کیا تھا۔ پھر بہت ہری ہری اور اپنے قتوں کی طاقتور ترین
مشینیں منگولی کی تھیں اور پھر ایک گنبد کے ستون سے شروعات کی گئی تھیں۔ دو، دنکے یہ
مشینیں اپنی پوری طاقت سے اس ایک ستون سے گمراہ کر دیں کو گرانے یا توڑنے کی
کوشش کرتی رہی تھیں، بکریہ ستون اور، براہ بھی اپنی جگہ سیدہ ہاتھ۔ آخر اس کی جزوں کو
بادھو چاند اور آن بخراں کے ایمان، عشق اور نیت کے سیئے نے تمام ہوا تھا، یہ کیسے اپنی
جگہ سے بیٹا۔ جب طاقتور ترین مشینوں کی دو، دہ بند کسل کو شکش کے ہار جو ایک ستون بھی
اپنی جگہ سے ایک افسوس نہ سکا تھا، تو اچھے بھی کوئی ہم گریٹل، ڈش، طعناء کر جاؤ کر دی جگی
تھی۔ مسجد نبوی مسیحیہ کے اس ستون پر اس مل کے نیمات آج تک موجود ہیں۔

سواب کس کس دکھ کا ہیاں کروں؟ ممکن فتنہ اہل کو عقیلے سے کے قلت نے مٹایا تو

ہم سے امورِ افات

اویس اور دو ہجہ نوں کی پچھا۔ مبتول سے محبت اور ایمان کی خاطر آئے ہوئے ان گفتگوں
میں ایمان، تھوں اور بڑی اعلیٰ ہے۔ مرتے تھے موبے کے نشیں ایں چلا کر کھوڑا اسے گے اور بہر
پیلا بھردا کر کر کرو، اسے گے۔ بعد میں جنتِ اعلیٰ کے سامنے مراک کے ساتھ قائم
شہداء کرام کے مزار سوکے کو پیڑا کردا گئے کی تذكرة ہوئے اور حضرت مسیح احمد اہن
عبد المطلب کے مزار اور جاہوت، ایک ہازار کی تیسی کے دردراں، اقوام رات ٹاک اگر وار بیا
کیا۔ نبی خاصہ کا حلم، مہرہ نورت بن نوبل کی ایک دنام بانی کا آنکھ رہا، اور نہیں ہوا رقم
کیں بلکہ کرائے کی موزگار بیوں کا۔ اسے اور بامہ بانی کا گھر کر جس کے گھن میں دو دفت
مل کر ایک ہوئے تھے تو، وہ مسجدِ رام کی "توسیع" کے دروان مٹ کر بے نشان ہو چکا
ہے۔ حضرت عبد المطلب کی تبریزی نذری، تو اس تک چاہو، وہ درستہ بھی شدہ ماں کی جس پر
خوب رس کا ایک بچا آفری ہر سکن کر رہا تھا اور نہیں وہ گندہ عزی رہی کہ جس پر ایک ضعیف
انسان اپنی چوری میں ایک نورانیدہ نشکن کو پیٹ کرے چلا تھا۔ ہاں اس سے وہ مجھ نمارت
کے سامنے میں جو اب طالب کے نشکن و خود اگر بیانی کی ہے۔ ایک گمراہ اس کا دو شانی کردا کہ
جس میں پیغمبر آنیوں کی اونٹ میں بھی کچھار چار کٹیں میں تھیں، اسی نشکن ہو جو رہ
پہنچے۔ گمراہ کمرے میں وہے سے سلیمانی نہیں، وہی ہے نہ تھی تیرے چاند کے پر جو میں
دن مخصوص پریے حدودت کر لے اس تھری میں داعل ہوتے ہیں۔ اس کمرے کے نشکن میں جا ب
ایک رہائشیں اس ضرور میوجو ہے۔ گمراہ سے اب شوال کا ستارہ نہیں دیکھ سکتے کہ متعدد ممزدوں
کی دو، دہ دفعہ غیرت کر رہا تھا کہ اس اور نہ بن نکلی تھی، مراتے میں حائل ہے اور رہے
پرندے تو ان کے آزاد اسرائیل کو روانہ تو اس شہر میں بھی کا ٹھم ہو چکا ہے۔

اور ہاں اگر آپ اس گھر میں جس میں، جسے لعلیں جعلیہ کا نظیر، ہوا تھی، دو نعل
ٹکرائے کے نزدیک اس پیغمبر ایں رحمتِ پرالہ کا شکردا کرنا شرک ہے۔

یہاں حضرت نبی مسیح امداد علی علیہ السلام کے گھر اور اسی کمرے کے پردے میں بھی

کی کوہلی نقلت نے، اور جو لفظ ان دوقوں کی گرفت میں نہ آ سکے، ان کو بے اختیار اور
ہمایوں میں کے فقدان نے۔ اگر کبھی پرسا تھہ اردوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو، تو
اول تو اس پر صفحہ کے محنت کے بارے مسلمانوں کو اس لائق ہی نہیں سمجھا جاتا کہ ان کو کوئی
ہواب پیدا کرنے اگر کوئی مجبور کرے تو پھر وہ لفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی "توسیع"
اور "ٹرک" کیا "توسیع"، کسی اور انداز، حوصلے اور قریبے کے ساتھونے کی جائیگی تھی کہ جس
لرج رکون نے کی؟ اور کیا "ٹرک" کو متاثر نہیں کیا تھا کہ حضرت نہد پڑ
اکیرا فی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باہمیہ پوں کے نشان کو منادیا جائے ۹۹۶

شرک کی حقیقت

اور اللہ کی صفات کرو اور اس کا شرک کسی کو نہ پھراؤ۔ (سورۃ النسا، ۳۹ مرتبہ)
شیخ عقیل عین الحسن محدث دہلوی رقم فرماتے ہیں۔ "وَمَا جَعْلْهُ شَرْكَ سَهْ
فَسْمَ اسْتَ در وجود در ححالیت و در عبادت (الحمد لله العالیات چلدا ص ۲۷۷)
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تمدن طرح پر ہوتا ہے ایک نبیو کہ اللہ کے اسماء کی درسرے کو
واجب الوجہ پھرائے رہ سایک کسی اور کو اس کے اسماء، عقیل خالق جانے یا کہ، تمہارا یہ کہ
صفات میں لیبر خدا کی عبادت کرے یا اس کو سختی صفات سمجھے، "اسلام میں شرک کی صرف
تمن صورتیں ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد بخاری خان یعنی گہرائی ثبت فرماتے ہیں۔ ا۔ شرک فی
الذات یعنی عالم کے مستقل خالق و مالک، "مانے چاہیں جیسا کہ بھوی خیر اور شرک و مستقل
خلق مانتے ہیں۔ ۲۔ شرک فی الصفات یعنی بعض بندوں کا خدا سے وہ رشتہ مانہ جائے جو بھم
جسیت چاہتا ہے۔ جیسا یہا ہوتا، زوج ہوتا، بھائی، بھیجا، بھیجا وغیرہ، ہو اور شرکیں عرب
فرشتوں و ستاروں کو خدا کی پہلوں کہتے تھے۔ ۳۔ شرک فی الاعمال یعنی کہ اللہ کے بعض
بندوں کو رب تعالیٰ کا معاون و مددگار مانا جائے کہ رب تعالیٰ ان کے بغیر کام چاہکا ہی
نہیں جیسا کہ بعض شرکیں عرب اپنے بندوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے۔

(تغیر فہمی ملخصا، پ ۵: عص ۱۳۹)

درج ہلا بحث کی روشنی میں غور کیجئے کہ آج تک کسی مسلمان نے کسی دلیل فروٹ،
قطب یا نبی و رسول کے متعلق خواہ جناب دنیا میں مأبود ہے کی ذات اندک ہیں جو، ایسا
اعتقاد رکھا ہے؟ اگر نہیں اور بھی نہیں تو پھر دنیا میں جو مسلمانوں کو شرک ہبہ کرنے
کے لیے ایسی چونی کا ذرہ صرف کرتے ہیں اور وہ تمام آیات جو شرکیں کہ اور کفار، عرب
کے حق میں نازل ہوئیں، مسلمانوں پر چھپاں کرتے ہیں، جیسا کہ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عن

خواریوں اور بھروس کی تخلق فرماتے تھے "ہو ضرار خلق الله و قال لهم اطلعوا على ايات نذلت في الكفار فجعلوها على المؤمنين"۔ (بخاری ۲، ۱۰۲۳)

ترجیح دادنکی بہترین مخلوق ہیں یعنی قریلما کی وجہ پر ان آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چھپاں کرتے ہیں۔ لہذا ان کسرا ایسے مسلمان نہارین فروش ہو رہی تھیں خارجیوں اور بھروس کی ترمیح ایسی کرنے میں قبول نظرتے تھے ایس کہ خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کیا اُنہیں خدا کا خوف نہیں ہے؟ وہ اُرین کہ کہیں ان کا شہاب خرون ان کا حکم عن مواعظت کے تمرہ میں نہ ہو جکہ سید المرسلین فرم خوار امت ﷺ اپنی کنیکار امت سے مخلوق و انساں میں فرماتے ہیں "اللہ کی حرم میں اپنے بعد تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم شرک کرنے لگ جاؤ گے" اصل حدیث ملاحظہ فرمائیں "عن عقبة بن عامر ان السی لستہ خرج بوما فصلی علی اهل احمد صلواه علی البت لم انصرف الى الصبر فقال الى فرط لكم و انا شهيد عليكم و الى والله لا نظر الى حوضی الان و اني اعطيت مفاتیح خزان الارض او مفاتیح الاوص و انى والله ما اخاف عليکم ان نشر کو ابعدی ولكن اخاف عليکم ان تنافسوا فيها" (بخاری جلد اصلی ۹، ۵۰۸، بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷، ۵۸۵، جلد ۴ صفحہ ۹۵، جلد ۲ صفحہ ۹۷۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵، مختصر صفحہ ۵۳، فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۲۹، جلد ۶ صفحہ ۲۲۲، ۲۲۴، جلد ۲ صفحہ ۲۳۰، جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ فی ۱۳۲، ارشاد الساری جلد ۲ صفحہ ۲۳۰، جلد ۶ صفحہ ۵۲، ۳۱۲، ۳۳۹۱، ۳۲۵، ۲۲۲، ۳۲۲، ۱۲۳۹۱، ۱۲۳۹۰، ۱۲۳۹۲، ۱۲۳۹۳، ۱۲۳۹۴، ۱۲۳۹۵) ﴿٤٠٥﴾

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حیران رضی اللہ عنہ نے یہاں فرمایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ذرہ بھے جو قرآن پر ہے گا جب اس پر قرآن کی رہائی آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوزونی ہو گی تو اسے اللہ چھڑھڑ پا ہے گا، بہنگا ہے گا، اسلام کی چادر

اپنے خوش و اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں ہوتیں کی تھیں اور اللہ کی حرم میں اپنے بعد تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم شر کرنے کے لئے مجھ پر اس سے کشم و دینا شکر رغبت کرنے لگا گے۔

قارئین کرام احمد بن حنبل نے اس حدیث میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ مجھ اس ہاتھ کا خوف نہیں ہے کہ بیرونی امت شرک میں ہتھا ہو جائے کی جس سے داشت ہوا کہ جو مولوی صاحبزادہ خواہ مسلمانوں پر آئے دن شرک کے قبے جلتے رہتے ہیں اور یہ ایسا پتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں میں شرک بہت بکھل گی ہے اور اصل وہ حید نایاب ہو گئی ہے وہ بنا بر تو بیرونی اور آپ کی حالت کرتے لفڑ آتے ہیں مگر دراصل یہ لوگ ضرور بی رہی ہے کی اس پیشہ کوئی کوچانہ بکھر کر رہی تھیں اور بعد تین دن ہا شدت دیتے ہیں تک وجہ ہے کہ جہاں کہیں اُنہیں سچی العقیدہ اسی مسلمان نظر آتا ہے تو وہ اسے شرک کرنے سے باز بیس آتے۔

شیخ عبدالحق محدث رہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک ایک حدیث نبوی کی ترجیح فرماتے ہوئے یہاں کی ہے کہ ایک مسلمان کے متعلق پر ہو رہی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ شرک کا شرکیک ٹھہرائے اور ہاں، جہاں کہیں مسلمانوں کو شرک سے روکا گیا ہے وہاں اس سے مراد شرک نہیں ہے لیکن عبادت میں رہیا، کاری اور بکھلا دا۔

معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا تو شرک کرنے والے شرکیک ٹھہرائے کے متعلق ہے، بُش کی تائید و توثیق جذب رسول کریم ﷺ اور امت محمدیہ کے نامور شیعہ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن حیران رضی اللہ عنہ نے یہاں فرمایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ذرہ بھے جو قرآن پر ہے گا جب اس پر قرآن کی رہائی آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوزونی ہو گی تو اسے اللہ چھڑھڑ پا ہے گا، بہنگا ہے گا، اسلام کی چادر

سے سافِ نُلْ بُلَانَہ اور اسے جس پشتِ زال دے گا اور اپنے چڑی پر توارِ چدا شروع کر دے گا اور اسے شرک سے مُنْهَم و مُنْسُوب کر دے گا۔ (یعنی شرک کا فتحی لگائے گا)۔ (حضرت خدیجه رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا، اسے اللہ کے نبی ﷺ کا زیادہ حق دار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا شرک کی تہمت لگائے والا ۲۰۰۰ پختہ نے فرمایا شرک کی تہمت لگائے والا شرک کا زیادہ حق دار ہے۔ (یہ صد جید ہے) آخر میں دعا ہے کہ اللہ کریم میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے قوش قدم پر چلنے کی توفیق مطافر رہے۔



